وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

آؤ میلاد منائیں

مع

پکارو یا رسول اللہ

از ترجمان اہلسنت

ابو الحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

نظر ثانی

علامہ مفتی محمد اشرف جلالی

جلالیہ پبلیکیشنز

0333-8173630

نام کتاب: آؤ میلاد منائیں مع پکارو یا رسول اللہ ﷺ

مصنف: ابوالحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

کمپوزنگ: محمد نوید رضوی، محمد طاہر رضوی 0346-6172671

تعداد: 1100

سن اشاعت: 01-02-2009 [illegible]

صفحات: 368

ہدیہ: 220

ملنے کے پتے

جامعه جلالیه رضویه لاهور / مکتبه فیضان مدینه گهکڑ

مکتبه فکر اسلامی کهاریاں / رضا بك شاپ گجرات

مکتبه مهریه رضویه کالج روڈ ڈسکه

مکتبه رضائے مصطفےٰ چوك دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانواله

مکتبه حافظ الحدیث بهکهی شریف

مکتبه فیضانِ مدینه سرائے عالمگیر، مکتبه الفجر سرائے عالمگیر

اویسی بك سٹال گوجرانواله 0333-8173630

صراط مستقیم پبلی کیشنز 6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور 042-7115771 0321-9407699

فہرست

☆☆☆☆

انتساب

اخی کبیر، پیکر محبت

جناب **محمد مصطفیٰ** (مرحوم)

کے نام

جو اس کتاب کی تکمیل کے دوران اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

غفرا اللّٰہ لہ و رحمہ و جعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ

و

اراکین مرکزی ادارہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ

کے نام

جو اپنے آقا و مولیٰ سید کائنات حضرت رسول کریم ﷺ کی عظمت و ناموس کی خاطر سب کچھ نثار کر دینے کیلئے ہمہ وقت کمر بستہ ہیں۔

غبار راہ صاحبدلاں:

ابوالحقائق **غلام مرتضیٰ ساقی مجددی**

0300-7422469

تقریظ مبارک

شیخ المحدثین، وارث علوم حضرت محدث اعظم پاکستان (رضی اللہ عنہ)

شیخ القرآن والحدیث حضرت العلام

علامہ حافظ ابوالخیر مولانا غلام نبی نقشبندی کیلانی دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث، جامعہ رضویہ، گلستان محدث اعظم، فیصل آباد

فاضلِ جلیل حضرت مولانا ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی، تدریس، تقریر اور مناظرہ کے شعبہ جات کے علاوہ تحریر کے میدان میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، قلیل مدت میں ان کی متعدد تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں۔ اور تاہنوز بڑی سرعت کے ساتھ یہ سلسلہ جاری وساری ہے، باعث صد مسرت یہ امر ہے کہ ان کی تصنیفات میں علمی، تحقیقی اور ادبی عنصر غالب ہے، پیشِ نظر کتاب اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قدرت نے مولانا کو گوناگوں خوبیوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ تحقیق، جستجو، محنت، جہدِ مسلسل گویا ان کی گھٹی میں شامل ہے۔

راقم الحروف دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے، ان کے علم، حلم اور قلم میں مزید برکت دے۔ آمین

بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ابوالخیر غلام نبی عفی عنہ

جامعہ رضویہ گلستان محدث اعظم، فیصل آباد

صحیفۂ نور

ادیب شہیر

حضرت مولانا علامہ

محمد منشاء تابش قصوری دامت برکاتہم العالیہ

جامعہ نظامیہ لاہور

ہے میرے پیشِ نظر تفسیرِ میلاد النبی راحتِ قلبِ حزیں تصویرِ میلاد النبی

ہے میلادِ رحمۃ للعالمیں کا تذکرہ ہے صحیفہ نور کا تحریرِ میلا دالنبی

بالقیں وہ جنتی ہیں جنتی وہ جنتی جن کے دل میں ہے بسی توقیرِ میلادالنبی

اور یقیناً دوزخی ہیں دوزخی وہ دوزخی کرتے ہیں جورات دن تحقیرِ میلادالنبی

دشمنانِ دیں کے سرکاٹ کر جس رکھ دیئے دوستو وہ ہے یہی شمشیرِ میلاد النبی

جشنِ میلاد النبی کے منکرو دیکھو سبھی از زمیں تا آسماں تنویرِ میلاد النبی

حضرت ساقی غلامِ مرتضٰی کی یہ کتاب ہے یہ تابشؔ نسخۂ اکسیرِ میلاد النبی

ہے نبّاضِ وقت، مولانا غلامِ مرتضٰی خوب کی ہے قلم سے تشہیرِ میلاد النبی

یا الٰہی ہو دعا تابشؔ قصوری کی قبول تا ابد محفوظ ہو تقریرِ میلاد النبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

جشنِ میلاد، جلوسِ میلاد اور محفلِ میلاد کا مفہوم

اولاً یہ جاننا ضروری ہے کہ جشنِ میلاد، جلوسِ میلاد اور محفلِ میلاد کا مفہوم کیا ہے، تاکہ مسئلہ کی حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے اور دریں باب غلط فہمیوں، بے جا تنقیدات اور غیر متعلقہ اعتراضات و شکوک و شبہات کا قلع قمع ہو سکے۔ سو واضح رہے کہ ہم اہلسنت و جماعت کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی آمد، خلقت، ولادت، بعثت، آباء و اجداد، امہات و جدات، خاندان و قبیلہ اور آپ کی ذات و صفات، درجات و مقامات، مدارج و معارج کا ذکر کرنا ''ذکر میلاد'' ہے اور جس محفل میں آمدِ مصطفی ﷺ اور ولادت نبوی کا ذکر چھڑ جائے، خواہ باقاعدہ یا بغیر تداعی و بلاوے کے، مسجد میں یا معبد میں، گھر میں یا بازار میں، شہر میں یا قصبہ و گاؤں میں، فرش پر یا عرش پر، سامعین تھوڑے ہوں یا زیادہ، ذاکرین بندے ہوں یا فرشتے، سامعین امتی ہوں یا نبی، اہتمام مخلوق کرے یا خدا، ذکر میلاد ربیع الاول شریف میں ہو یا کسی دوسرے ماہ میں، اسے ''محفل میلاد'' ہی کہتے ہیں۔

ایسے ہی رسول اکرم ﷺ کے میلادِ پاک اور آمدِ مبارک پر خوشی، مسرت، فرحت، شادمانی اور خوش دلی کا اظہار کرنا ''جشن میلاد'' کہلاتا ہے۔ یہ اظہارِ خوشی کسی بھی شرعاً جائز درست اور مستحسن طریقے سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کیلئے کوئی ایک طریقہ مخصوص نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کے ہاں بھی اس خوشی کے اظہار کیلئے مختلف طرق موجود ہیں۔ مثلاً نفلی نماز، نفلی روزہ، صدقہ و خیرات، تقسیم تبرک و لنگر، انعقاد محفل و بزم، اہتمامِ جلوس و جلسہ اور دیگر وہ تمام امور جو شرعی طور پر محمود و پسندیدہ ہیں۔

چند توضیحی عبارات:

گو ہماری یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں، تاہم دستاویز کے طور پر علمائے اہلسنت کی چند عبارات بھی پیش خدمت ہیں تاکہ حقیقت بے نقاب ہو جائے، منصف مزاج حضرات اس کا سراغ لگا سکیں اور منکرین کے بلاوجہ پیدا کیے گئے شکوک و شبہات سے دامن بچا کر صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں۔ وباللہ التوفیق

○ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) لکھتے ہیں:

عندی ان اصل عمل المولد الذی هو اجتماع الناس و قراة ما تیسر من القرآن وروایة الأخبار الواردة فی مبدأ امر النبی صلی الله علیه وسلم وما وقع فی مولده من الآیات الخ ۔(الحاوی للفتاوی جلدا صفحہ 189)

"میرے نزدیک میلاد شریف دراصل ایک ایسی تقریب (مسرت) ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدرِ سہولت، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کی ولادت مقدسہ) کے ابتدائی امور کے متعلق جو احادیث و آثار وارد ہیں اور جو (عظیم) نشانیاں ظاہر ہوئیں، انہیں بیان کرتے ہیں"۔

○ علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 942ھ) نقل کرتے ہیں:

وعلی هذا فینبغی أن یتحری الیوم بعینه حتی یطابق قصة موسیٰ صلی الله علیه وسلم فی یوم عاشوراء ومن لم یلاحظ ذلك لا یبالی بعمل المولد فی ای یوم من الشهر، بل توسع قوم حتی نقلوه الی ای یوم من السنة و فیه ما فیه فهذا ما یتعلق بأصل عمل المولد واما ما یعمل فیه فینبغی أن یقتصر فیه علی ما یفهم الشکر لله تعالیٰ من نحو ما تقدم ذکره من التلاوة والاطعام والصدقة و انشادشئی من المدائح النبویة و الزهدیة المحرکة للقلوب الی فعل الخیرات و العمل الآخرة الخ ۔(سبل الهدی والرشاد جلد 1 صفحہ 366)

"مناسب تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے دن کو ہی ذکر میلاد کیلئے

منتخب کیا جائے تاکہ عاشوراء (دس محرم) کے واقعۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام (کی طرح) مطابقت ہو جائے۔ اور بعض حضرات نے اس چیز کو ملحوظ نہیں رکھا، بلکہ اُن کے نزدیک مہینے کے کسی بھی دن میں ذکر میلاد درست ہے بلکہ ایک قوم سے یہاں تک منقول ہے کہ انہوں نے پورے سال کے تمام دنوں میں اس کی وسعت دی ہے۔ (ہم بھی پورے سال میں میلاد کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ساقی) پس یہ وہ بات ہے جس کا تعلق ذکر میلاد کی حقیقت کے ساتھ ہے (کہ وہ تمام اوقات میں جائز ہے) اور جو امور اس میں سرانجام دینے چاہئیں، وہ صرف یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے، اس کا ذکر کرتے ہوئے تلاوت ہو، لوگوں کو کھانا کھلایا جائے، صدقہ ہو، آپ کی تعریف پر مشتمل، زہد و تقویٰ سے معمور اشعار (و نعت خوانی) ہو، جن سے دلوں میں نیکیوں کی رغبت اور آخرت کیلئے اعمال کا جذبہ پیدا ہو"۔

○ علامہ ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1014ھ) تحریر فرماتے ہیں:

قلت و فی قوله تعالیٰ لقد جآء کم رسول اشعار بذلك و ایماء الی تعظیم وقت مجیئه لما هنالك۔۔۔۔ فینبغی أن یقال ما کان من [illegible] بحیث یعین السرور بذلك الیوم فلا بأس بالحاقه بل یحسن فی أیام الشهر کلها و لیالیه۔۔۔۔ بل یکتفی بالتلاوة و الاطعام و الصدقة و انشاد شئ من المدائح النبویة و الزهدیة المحرکة للقلوب الی فعل الخیر و عمل الآخرة والصلوة و السلام علی صاحب المولد۔(المورد الروی فی المولد النبوی، صفحہ 33، 34 مرکز تحقیقات اسلامیہ شادمان، لاہور)

"میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان لقد جآء کم رسول [illegible] میں آپ ﷺ کے نعمتِ عظمیٰ (بہت بڑی نعمت) ہونے کی طرف راہنمائی ہے اور آپ [illegible] تشریف آوری کے مخصوص وقت کی تعظیم کی طرف اشارہ ہے۔ اگر یہ (امور) مباح [illegible] (اشعار وغیرہ) کہ اس دن کی مناسبت کی وجہ سے ان سے خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہو تو

محفل میلاد میں انہیں شامل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، (بلکہ) ربیع الاول شریف کے تمام دنوں اور راتوں میں محفل میلاد مستحسن و پسندیدہ ہے۔ (محفل میلاد میں) تلاوت قرآن، کھانا کھلانا، صدقہ کرنا، ایسے اشعار پڑھنا جن میں آپ کے محاسن ہوں، جو زہد وتقویٰ کی نشاندہی کریں، جن سے اچھے اعمال کی رغبت ملے اور آخرت کا جذبہ پیدا ہو اور صاحب میلاد ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام پر اکتفاء کرنا چاہیے''۔

○ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1321ھ) کے والد گرامی امام المتکلمین علامہ نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1297ھ) ارقام پذیر ہیں:

''محفل میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص یا چند آدمی شریک ہو کر خلوصِ عقیدت ومحبت حضرت رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ اقدس کی خوشی اور اس نعمتِ عظمیٰ اعظم نعم الٰہیہ کے شکر میں ذکر شریف کیلئے مجلس منعقد کریں اور حالاتِ ولادت باسعادت ورضاعت وکیفیتِ نزول وحی وحصولِ مرتبۂ رسالت واحوالِ معراج وہجرت وریاضات ومعجزات واخلاق وعاداتِ آنحضرت ﷺ اور حضور کی بڑائی اور عظمت جو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائی اور حضور کی تعظیم وتوقیر کی تاکید اور وہ خاص معاملات وفضائل وکمالات جن سے حضرت احدیت جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کو مخصوص اور تمام مخلوق سے ممتاز فرمایا اور اسی قسم کے حالات وواقعات احادیث وآثارِ صحابہ وکتب معتبرہ سے مجمع میں بیان کیے جائیں الخ''۔ (اذاقۃ الاثام لما نعی عمل المولد والقیام صفحہ 39)

○ علامہ محمد بن علوی بن عباس المالکی الحسنی نے لکھا ہے:

ان الاحتفال بالمولد النبوی الشریف تعبیر عن الفرح والسرور بالمصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (مقدمہ علی المورد الروی صفحہ 11)

''بیشک نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کی محفل کا انعقاد آپ (کی آمد) پر سرور اور فرحت کا اظہار ہے''۔

○ ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن مانع الحمیری آف دبئی لکھتے ہیں:

المولد معناه اللغوی: وقت الولادة أو مكانها و أما فی اصطلاح الائمة فهو: اجتماع الناس و قراءة ما تیسر من القرآن الكريم ورواية الأخبار الواردة فی ولادة نبی من الانبياء أو ولی من الاولياء و مدحهم بافعالهم وأقوالهم۔ (اعانۃ الطالبین جلد ۳ صفحہ 361)....أن الاحتفال به يشتمل على ذكر مولده الكريم و معجزاته و سيرته والتعريف به صلى الله عليه وسلم۔
(بلوغ المامول فی الاحتفاء والاحتفال بمولد الرسول ﷺ صفحہ 17-16)

''یعنی مولد کا لغوی معنٰی وقت ولادت یا مکانِ پیدائش ہے اور ائمہ اسلام کے نزدیک اس کا مطلب لوگوں کا جمع ہو کر بقدرِ سہولت قرآن کی تلاوت اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی یا ولی کی ولادت کے متعلق وارد ہونے والی روایات کو پڑھنا، ان کے افعال واقوال کو بیان کرتے ہوئے ان کی تعریف کرنا ہے''۔

○ علامہ غلام رسول سعیدی نے لکھا ہے:

''اہل سنت وجماعت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا اور سال کے تمام ایام میں عموماً اور ماہِ ربیع الاول میں خصوصاً آپ کی ولادت کا ذکر کرنا، آپ کے فضائل ومناقب اور آپ کے شمائل وخصائل کو مجالس اور محافل میں بیان کرنا جائز اور مستحب ہے''۔الخ (شرح صحیح مسلم جلد 3 صفحہ 169)

علاوہ ازیں شارح مکتوبات امام ربانی علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1423ھ) نے ''اسلام میں عید میلاد النبی ﷺ کی حیثیت صفحہ 31'' پر،
علامہ مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی نے ''مسائل صفحہ 20'' پر
علامہ مفتی محمد خاں قادری نے ''محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ صفحہ 17,18,19'' پر،
علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1404ھ) نے ''برکات میلاد شریف صفحہ 3'' پر،
مفتی عبدالعزیز حنفی نے ''جشن میلاد النبی ﷺ صفحہ 1'' پر،
اور دیگر حضرات نے متعدد مقامات پر اہلسنت وجماعت کا یہی موقف لکھا ہے۔ جس کا

ماحصل یہی ہے کہ "حضور اکرم ﷺ کی ولادت مقدسہ کی خوشی منانا جشن میلاد ہے اور جس محفل میں آپ کی آمد کا ذکر چھڑ جائے وہی محفل میلاد ہے"۔

عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَ حُسْنُكَ وَاحِدٌ وَ كُلٌّ اِلٰى ذَالِكَ الْجَمَالِ يُشِيْرُ

اندازِ بیاں مختلف ہے لیکن مقصد و مدعا سب کا یہی ایک ہے۔

مخالفین کی کج روی:

مخالفین اہلسنت نے جہاں دیگر معمولاتِ اہلسنت پر عوام الناس کو نہایت قبیح اور غلط تاثرات دیئے ہیں، ایسے ہی مسئلہ جشن میلاد النبی ﷺ کے متعلق بھی انہوں نے اپنی کج روی، الٹی سوچ اور ٹیڑھی ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے برملا یہ شور و غوغا کر رکھا ہے کہ سنیوں نے غیر شرعی حرکات، خرافات، مرد و زن کے اختلاط، رقص اور ڈانس، ناچ گانے اور ڈھول ڈھمکے کا نام میلاد رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ ہمارے ہاں نہ ان چیزوں کا تصور، نہ ان کیلئے کوئی نرم گوشہ، اور نہ ہی ہمیں ان چیزوں کی کوئی ضرورت ہے۔ بلکہ ان خرافات کی تردید میں ہمیشہ علماء اہلسنت زبان و قلم سے جہاد کرتے رہتے ہیں۔ اوپر پیش کی گئیں کتب میں بھی ان حرکات پر کڑی تنقید و تردید موجود ہے، اور عموماً ہمارے بانیانِ محافل اور منتظمینِ جلوس کے اشتہارات میں بھی ان غیر شرعی امور سے اجتناب اور پرہیز کی تلقین کے سلسلہ میں "خصوصی نوٹ" شائع ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن حیرت ہے مخالفین کی ذہنی پستی اور اخلاقی گراوٹ پر کہ انہیں غیر ذمہ دار لوگوں کی حرکاتِ بد تو دکھائی دیتی ہیں، ذمہ دار حضرات کی یہ وضاحت اور امور شرعی کی پابندی نظر کیوں نہیں آتی۔ اور پھر کیا انہیں یہ خلاف شرع حرکات صرف میلاد النبی ﷺ کے بعض پروگراموں میں ہی نظر آتی ہیں۔ کیا ان کے جلسوں میں، محفلوں میں، جمعہ کے اجتماعات میں، سالانہ تقریبات میں، بلکہ ان کے خواتین کے مدارس میں، و دیگر معاملات میں بھی ایسی نازیبا حرکات موجود نہیں ہوتیں؟ تو پھر وہ ہمت کریں، ذکر میلاد کو بند کرنے کے مطالبہ سے پہلے اپنے ان "آمدنی کے ذرائع" کو روکیں، مدارس کو تالے لگوا دیں، مساجد کو سیل

کروا دیں اور جلسے وجلوس رکوا دیں، کیونکہ وہ غیر شرعی حرکات سے محفوظ نہیں ہوتے۔ اگر وہ یہ ہمت کر ڈالیں تو انہیں آٹے اور دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ پھر تو وہ حج بیت اللہ سے بھی توبہ کر لیں گے کیونکہ وہاں پر بھی کئی غیر ذمہ دار لوگ غلط حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں، ممکن ہے کل کلاں یہ خود ساختہ مفتی قرآن کریم کی اشاعت وتقسیم پر بھی پابندی لگوانے کا سوچ ڈالیں کہ قرآن مجید کے اوراق زمین پر گر جاتے ہیں، جن سے قرآن کی بے حرمتی اور گناہ لازم آتا ہے۔ اگر وہ اپنی رائے میں مخلص ہیں تو یہ امور بھی ضرور سر انجام دیں، جب ان سے فارغ ہو جائیں تو پھر ہمیں اطلاع کر دیں ہم کچھ اور ڈیوٹیاں ان کے ذمے لگا دیں گے، امید ہے کہ انہیں مسئلہ سمجھ میں آ جائے گا۔

بات کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ہر اچھے کام میں بعض دنیا دار لوگ کوئی غلط پہلو نکال لیتے ہیں مثلاً عیدین کے موقع پر نماز، ذکر وفکر کی تعلیم ہے اور مناسب طریقہ سے خوشی کا اظہار درست ہے مگر آج کل اس تصور کو دھندلا دیا گیا ہے، ایسے ہی نکاح کا مقصد ایک سنت پر عمل تھا لیکن آج کل نکاح کے موقع پر کیا کچھ نہیں ہوتا، ایسے ہی حج بیت اللہ پر ڈاکے، چوریاں، قتل جیسے امور رونما ہوتے ہیں، تو کیا اس سے ان امور کو بند کر دینا چاہیئے۔ نہیں بلکہ اصل عمل کو قائم رکھ کر خرافات کا قلع قمع کرنا چاہیے۔ کیونکہ ناک پر مکھی بیٹھنے سے مکھی اڑاتے ہیں ناک نہیں کاٹتے۔ بچھونے میں پسو پڑ جائیں تو انہیں بھگاتے ہیں بستر کو نہیں جلاتے، پاؤں پر گندگی آ لگے تو اسے دور ہٹاتے ہیں، پاؤں نہیں کٹواتے۔ ایسے ہی کسی بھی درست عمل میں اگر کوئی غیر شرعی حرکت کا ارتکاب ہو تو اسے دور کرتے ہیں، اصل عمل کا انکار کرنا نادانی ہے۔

انداز بدلتے رہتے ہیں:

مخالفین کے پاس جب ''ذکر میلاد'' اور ''محفلِ میلاد'' یا ''جشنِ میلاد'' کے خلاف قرآن وحدیث کی کوئی دلیل نہیں رہتی کہ جس میں اس عمل خیر کو ناجائز کہا گیا ہو تو وہ اس بات پر اتر آتے ہیں کہ ہمیں بھی میلاد مصطفیٰ ﷺ کی بڑی خوشی ہے، اور کون

مسلمان ہے جسے یہ خوشی نہ ہو، اصل بات یہ ہے کہ اس طریقہ سے میلاد منانا قرآن و حدیث اور عملِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ بدعت ہے اور ہمیں چونکہ اس عمل سے اختلاف ہے اور تم اس انداز میں میلاد منانے والے پر فتویٰ لگاتے ہو، لہٰذا اس کے بدعت اور غلط ہونے میں شک نہیں۔

جواباً گذارش ہے کہ ہمارے نزدیک کسی بھی جائز طریقہ سے ذکر میلاد کرنا درست ہے، مروجہ طریقہ کو کسی بھی ذمہ دار سنی عالم نے ضروری قرار نہیں دیا۔ اگر مخالفین اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو صرف ایک فتویٰ ایسا دکھا دیں جس میں موجودہ، مروجہ انداز نہ اپنانے والے کو بدعتی، جہنمی، بدمذہب وغیرہ قرار دیا گیا ہو۔ اعتراض صرف ان لوگوں پر ہے جو مطلقاً محفلِ میلاد اور ذکرِ میلاد کو حرام، ناجائز اور غلط کہتے ہیں۔ مثلاً:

دیوبندیوں کے قطب الارشاد رشید گنگوہی نے لکھا ہے: ''انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 130 مطبوعہ محمد سعید اینڈ کمپنی کراچی)

غیر مقلد نجدیوں کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی نے جشنِ میلاد کو لعنت قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ سلفیہ صفحہ 19)۔ (استغفر الله)

وہابیوں کے مفسر صلاح الدین یوسف نے عید میلاد کو ''یہ سارا انداز غیر اسلامی'' لکھا ہے۔ (عید میلاد صفحہ 5)

وہابیوں کی کالعدم جماعت الدعوہ کے امیر حمزہ نے اسے ''بڑی ہی خطرناک اور ایمان شکن حرکت'' لکھا ہے۔ (شاہراہ بہشت صفحہ 131)

وغیر ذلك من الخرافات الوهابية والديوبندية۔

لہٰذا ایسے لوگوں کا اس ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بند کرنے کیلئے ایسے ایسے ایمان شکن، باطل پرور اور دین سوز فتوے یقیناً ابولہب، ابوجہل اور مشرکینِ مکہ کی گندی ذہنیت سے بھی کہیں بدتر ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے:

ے مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

منکرین کے خودساختہ امور

اگران تیرہ بختوں کوذکر میلاد کے موجودہ انداز پر اعتراض ہے تو یہ بھی ان کی اندرونی بغاوت اور قلبی شقاوت کا آئینہ دار ہے، کیونکہ کتنے ہی ایسے دینی امور ہیں جنہیں یہ لوگ سینے لگائے بیٹھے ہیں۔ جبکہ وہ اس انداز میں قرآن و حدیث اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہرگز ثابت نہیں۔ تو کیا پھر بھی ان لوگوں کا ذکرِ میلاد پر اعتراض ان کی رسول دشمنی یا ذکرِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے چڑ اور عداوت کی روشن دلیل نہیں؟ بتایئے!

(۱) کیا تبلیغ، تدریس، تقریر، تحریر، تنظیم کا موجودہ انداز ظاہری دورِ رسالت میں موجود تھا؟

(۲) کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ انداز کے مدارس، مساجد، عمارات میں نماز، عبادت، تعلیم و تربیت کا کوئی عمل اپنایا؟

(۳) کیا تعلیم و تربیت کیلئے مروجہ انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتب، رسائل، کتابچے اور اشتہارات و اسٹیکرز وغیرہ شائع کیے؟

(۴) کیا تبلیغ دین کیلئے کسی قسم کی کوئی تنظیم سازی جو امیر، نائب امیر و دیگر عہدہ جات پر مشتمل ہو، فرمائی؟

(۵) کیا تبلیغ یا حج بیت اللہ کیلئے مروجہ سفر اختیار فرمایا؟

(۶) زکوٰۃ کیلئے مروجہ سکہ ادا کیا گیا؟

(۷) کیا قرونِ ثلاثہ میں دیوبند کا اجتماع، مریدکے کا سالانہ اجتماع، اہل حدیث کانفرنس، سیرت النبی کانفرنس، شہداء اہلحدیث کانفرنس، جشن صد سالہ دیوبند، مدارس

کے سالانہ، ماہانہ، ہفتہ وار دروس وغیرہ کا کوئی اتہ پتہ ملتا ہے؟

﴿۸﴾ کیا قرن اوّل میں احتجاجی جلسے، جلوس اور بھوک ہڑتالیں ہوتی تھیں؟

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ! اور اگر یہ کہو کہ ان پروگراموں کا مقصد ''تبلیغ دین'' اور ''عظمتِ رسالت'' کا اظہار ہے، ان کی اصل پہلے زمانوں میں موجود تھی، آج صرف طریقہ بدل گیا ہے، تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ آمدِ مصطفیٰ ﷺ، میلاد مصطفیٰ ﷺ، ذکر ولادت، جشن میلاد کی اصل قرآن و حدیث اور عملِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں موجود ہے۔ یہی محفل میلاد و جشن میلاد کا مقصد ہے، صرف انداز بدل گیا، حقیقت وہی ہے، کیونکہ انداز بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔

جس طرح ظاہری زمانۂ رسالت میں تیروں، نیزوں، بھالوں اور تلواروں سے جنگ ہوتی تھی اور آج جدید آلات سے ہو رہی ہے، اسے کوئی بھی صاحب عقل غلط نہیں کہتا، کیونکہ حقیقت ایک ہی ہے، ایسے ہی آمد مصطفیٰ ﷺ پر خوشی اس وقت بھی تھی اور آج بھی جدید انداز میں موجود ہے۔ اسے بھی کوئی صاحب شعور غلط نہیں کہہ سکتا۔

؎ غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟

میلاد منانے کے فوائد: میلاد منانے کے درج ذیل فوائد ہیں:

- اس سے شرک کی نفی ہوتی ہے اور توحید الٰہی کا اعلان، کیونکہ خدا کا میلاد نہیں ہوا، جبکہ آپ ﷺ کا میلاد ہوا ہے۔ خدا کی شان ہے: لم یلد ولم یولد۔ لہٰذا میلاد منا کر ہم بتا دیتے ہیں کہ آپ ﷺ خدا نہیں بلکہ محبوب خدا (عزوجل و ﷺ) ہیں۔
- میلاد النبی ﷺ منا کر خدا تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
- میلاد منا کر دنیا والوں کو آپ کی شان و شوکت اور رفعت و منزلت سے آگاہ کرتے ہیں کہ جیسے ہمارے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی۔
- میلاد منا کر ختمِ نبوت کا اعلان عام کرتے ہوئے ہم بتا دیتے ہیں کہ ہم آج بھی

دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہیں، آپ کے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں۔

○ میلاد منانے سے محبتِ رسول ﷺ میں اضافہ اور آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ کو سن کر آپ ﷺ کی پیروی کا جذبہ ابھرتا ہے اور یہی جذبہ مومن کیلئے سرمایہ حیات ہے۔

تمام محبانِ رسول ﷺ کو ہماری دعوت ہے کہ آئندہ صفحات میں قرآن و حدیث اور اکابرین کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں اور پھر آؤ ہم سب مل کر میلاد منائیں!

بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیاتِ ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام جانِ کافر پر قیامت کیجئے

ذکرِ آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اپنے محبوب، طالب ومطلوب، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی آمد، بعثت اور تشریف آوری کی دھوم مچا رکھی ہیں۔ چند مقامات ملاحظہ ہوں!

آیت قرآنی: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد جآء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (التوبہ:128)

''بیشک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک عظیم رسول آگئے ہیں، تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر بہت شاق ہے تمہاری فلاح پر وہ بہت حریص ہیں، مومنوں پر بہت شفیق اور نہایت مہربان ہیں''۔

توضیح: اس آیتِ کریمہ میں انسانوں کو (بلکہ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کو) ''کــم'' کی ضمیر سے خطاب کر کے ''آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا ذکر سنایا گیا ہے۔ اور وہ تمام امور بیان کر دیئے گئے ہیں جنہیں عام طور پر ''محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں کوئی خطیب، مقرر اور واعظ بیان کرتا ہے۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش (آمد کا ذکر) آپ کے حسب ونسب، آپ کے خاندان وقبیلہ، آپ کے فضائل وخصائل، آپ کے اخلاق وعادات اور آپ کی رحمت، رأفت اور امت پر شفقت کا ذکر۔

مثلاً آپ کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

لقد جآء کم۔ ''البتہ تمہارے پاس آگیا''۔

آپ کی عظمت وفضیلت کا ذکر ''رسول'' پر تنوین لگا کر بتادیا کہ آنے والا کوئی کم فضیلت کا حامل نہیں، بلکہ بڑی فضیلت وعظمت والا رسول تمہارے پاس آچکا ہے۔

آپ کے نسب اور خاندان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''من انفسکم''۔ ''یہ محبوب تم میں سے آیا ہے''۔

یعنی عربی اور قریشی خاندان سے آیا۔

پھر آپ کے اخلاق، خصائل اور عاداتِ مبارکہ کو یوں بیان فرمایا:

عزیزٌ علیه ما عنتم حریصٌ علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

”تمہیں مشقت میں ڈالنے والی چیزیں میرے رسول کو برداشت نہیں ہوتیں، وہ تمہاری بھلائی چاہنے والے ہیں“۔

یعنی ایمان والوں پر وہ محبوب نہایت نرمی فرمانے والا، بہت زیادہ رحم، مہربانی فرمانے والا ہے۔

اَنْفَسِکُمْ، دوسرا معنےٰ:

اَنْفُسِکُمْ کی دو قرأتیں ہیں: ”مِنْ اَنْفُسِکُمْ“ ف پر پیش کے ساتھ اور ”مِنْ اَنْفَسِکُمْ“ ف پر زبر کے ساتھ۔ پہلی صورت میں معنےٰ ہوگا یہ رسول تمہاری جنس یعنی نسل انسانی سے ہے اور دوسری صورت میں معنےٰ ہوگا وہ تم میں سب سے زیادہ نفیس، افضل اور اشرف ہیں۔ یا اس میں آپ کے نسب کی طہارت و پاکیزگی کا بیان ہوگا کہ وہ رسول تم میں سے ان لوگوں کی پشتوں سے آیا جو سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں۔

(۱) امام رازی نے لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ”اَنْفَسِکُمْ“ ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 16 صفحہ 236)

(۲) اس کے متعلق المستدرک جلد 2 صفحہ 240 پر بھی روایت موجود ہے۔

(۳) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ تفسیر مروی ہے:

(الخصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 99، جواہر البحار جلد ۴ صفحہ 1578)

(۴) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک بار ”اَنْفَسِکُمْ“ کی قرأت کر کے بتایا کہ

قرء رسول الله صلی الله علیه وسلم لقد جآء کم رسول من انفسکم بفتح الفاء وقال انآ انفسکم نسبا و صهرا و حسبا لیس فی أبائی من لدن أدم سفاح۔ (درمنثور صفحہ.....، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو ف کی زبر سے پڑھ کر فرمایا میں حسب و نسب میں تم سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں، میرے آباء و اجداد میں حضرت آدم تک کسی نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا"۔

۵ یہی مضمون حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ ملاحظہ ہو!

(مواہب لدنیہ اول صفحہ، خصائص کبریٰ جلد 1 صفحہ 99، مدارج النبوۃ جلد 2 صفحہ ۵)

۶ محدث ابن مردویہ نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس قرأت کو نقل کیا ہے۔

۷ علامہ ملا علی قاری نے بھی ابن مردویہ کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے۔

(المورد الروی صفحہ 58)

۸ مزید لکھا ہے کہ من انفسکم فا کی زبر سے بھی پڑھا گیا ہے، اس کا معنی ہے جو قدر و منزلت میں (خاندان) کے اعتبار سے تم سے عظیم ہے۔ یہ قرأت امام حاکم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ (المورد الروی صفحہ 58)

۹ علامہ قرطبی نے بھی اس آیت کے تحت آپ کے نسب کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (تفسیر قرطبی جلد 8 صفحہ 275)

۱۰ علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے: انفسکم کی فاء کو زبر کیساتھ بھی پڑھا گیا یعنی تم میں سے شرف و عزت میں اعلیٰ اور نفاست میں سب سے افضل رسول تشریف لے آیا ہے۔ (روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۴۳)

تو گویا اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد اور حسب و نسب کی فضیلت و مزیت اور نفاست و طہارت کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ والحمد لله علی ذلك

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی نسب ہونے کا ذکر سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے دربار نجاشی میں یوں کیا تھا: ھو فینا ذو نسب۔ (بخاری جلد 1 صفحہ 4)

"وہ ہم میں افضل نسب والے ہیں"۔

ملا علی قاری کی وضاحت:

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

وقد قال تعالی فی القرآن العظیم والفرقان الحکیم: لقد جآء کم رسول من أنفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم واظھر ھذا الاخبار المتضمن لحصول الانوار مصدرا ابا لقسم المقدر و مؤکدا بحرف التحقیق اشارۃ الی أن مجیئہ صلی اللہ علیہ وسلم الیھم من علامات العنایۃ وامارات التوفیق والخطاب عام شامل للمؤمنین والکافرین لکنہ ھدی للمتقین و حجۃ علی الکافرین۔۔۔ فکأنہ تعالیٰ قال لقد جآء کم ایھا الکرام رسول کریم من رب کریم بکتاب کریم فیہ دعاء الی روح و ریحان و جنۃ نعیم و زیادۃ بشارۃ الی لقاء کریم و انذر عن الحمیم والجحیم۔۔۔ ثم کأنہ سبحانہ یقول اعلموا أنہ صلی اللہ علیہ وسلم ما جاء کم الی جانبکم الا با عتبار القالب الصوری علی وجہ الظھور النوری و لکنہ باعتبار القلب الحضوری واقف عند بابنا حاضر فی جنابنا لا یغیب من البین لمحۃ عین فھو مجمع البحرین انہ غریب عند کم و قریب الینا وبائن عنکم و کائن علینا و فرشی معکم و عرشی لدینا۔۔ وفی قولہ تعالی لقد جاء کم رسول اشعار بذلک وایماء الی تعظیم وقت مجیئہ لما ھنالک الخ۔

(المورد الروی صفحہ 21,24,33)

”اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم اور فرقان حکیم میں ارشاد فرمایا: لقد جاء کم رسول من انفسکم (الآیۃ) یہ آپ کے تشریف لانے کی خبر دی ہے جو انوار کے حصول پر مشتمل ہے، اسے پوشیدہ قسم اور حرف تحقیق (قد) مؤکد کے ساتھ پختہ کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مخلوق کی طرف آپ کی آمد، عنایت خداوندی کی علامات اور اس کی توفیق کے نشانات سے ہے، اور اس میں مومنوں اور کافروں کو خطاب کیا گیا ہے، لیکن آپ متقین

کیلئے ہدایت اور کافروں پر حجت ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اے عزت والے لوگو! کریم رسول، کریم رب کی طرف سے ایک کریم کتاب لے کر آیا ہے۔ جس میں خوشی، راحت، جنات نعیم کی دعوت ہے، کریم رب سے ملاقات کی بشارت ہے اور دوزخ کے کھولتے پانی اور آگ سے ڈرا وا ہے۔ پھر یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اے لوگو! جان لو، وہ رسول ﷺ ظہوری ظہور کے طور پر صرف قلب صوری (جسمانی) کے لحاظ سے تمہارے پاس آئے جبکہ قلب حضوری کے اعتبار سے ہمارے پاس ہی ٹھہرے ہیں، ہماری بارگاہ میں ہی حاضر ہیں، آنکھ جھپکنے کی دیر بھی دور نہیں ہوئے، وہ مجمع البحرین (دونوں جہاں میں موجود) ہیں، تمہارے پاس اجنبی ہیں، ہمارے قریب ہیں، تم سے جدا ہونے والے ہیں، ہمارے پاس آنے والے ہیں، تمہارے پاس فرشی ہیں، ہمارے پاس عرشی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے لقد جاء کم رسول میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آپ عظیم نعمت ہیں اور آپ کی تشریف آوری کے وقت کی تعظیم کو واضح فرما دیا ہے"۔

آیت قرآنی: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین ○ فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون (آل عمران: 81 80)

"اور (اے رسول) یاد کیجئے! جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں گا پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آجائیں جو اس چیز کی تصدیق کرنے والے ہوں جو تمہارے پاس ہے تو تم ان پر ضرور بہ ضرور ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور ان کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کرلیا؟ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کرلیا، فرمایا پس گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں، پھر اس کے بعد (تمہاری امتوں میں سے) جو عہد سے پھر اسو

وہی لوگ نافرمان ہیں"۔

توضیح: قرآن کی ان تفصیلات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ "آمد مصطفیٰ ﷺ" کا ذکر کرنے اور سنانے کیلئے "روز ازل" میں سب سے پہلا جلسہ، بزم، پروگرام اور اجتماع، خود اللہ تعالیٰ نے منعقد فرمایا، جس میں سامعین کے طور پر نبیوں کو مدعو فرمایا اور آمدِ مصطفیٰ ﷺ، فضائلِ رسول ﷺ اور مقام نبی آخرالزماں ﷺ کے عنوان پر خطاب بھی خود ہی فرمایا تھا۔ بعدازیں انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ کے بارے میں عہد لیا گیا اور اس عہد پر نبیوں کے ساتھ خود خدا بھی گواہ ہوگیا۔

گویا اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں علیہم السلام سے یہ عہد لیا کہ اگر ان کے زمانہ میں میرے حبیب، محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوں، آپ کی آمد اور میلاد ہو تو وہ آپ پر ایمان لائیں گے آپ تصدیق کی کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے، تو کیا اللہ نے ان تمام کو آپ کی بعثت، میلاد اور آمد کے انتظار کا پابند نہیں کر دیا؟ اور اب ظاہر ہے کہ تمام نبی علیہم السلام اپنے اپنے دور نبوت میں ایک طرف توحید کے نعرے لگاتے ہوں گے اور دوسری طرف اپنی امتوں کو ساتھ ملا کر "میلاد مصطفیٰ ﷺ" اور "آمد رسول ﷺ" کا پوری شدت سے انتظار کرتے ہوں گے۔

اس بحث میں "میلاد" کا لفظ اگر کسی کی طبع نازک پر گراں گذرے تو وہ حقیقت پسندی کے ساتھ غور وخوض کرے کہ "آپ کی آمد، بعثت اور اعلانِ نبوت" میلاد اور ولادت کے بعد ہی ہوسکتا ہے، پہلے نہیں۔

میثاق انبیاء علیہم السلام کی وضاحت:

اختصار کے ساتھ اس میثاق کی وضاحت ملاحظہ ہو!

(1) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر بعد تک جس نبی کو بھی بھیجا اس سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی حیات میں محمد (ﷺ) مبعوث ہو گئے تو وہ ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لائے گا اور ضرور بہ ضرور اس

کی مدد کرے گا۔ پھر وہ نبی اللہ کے حکم سے اپنی قوم سے یہ عہد لیتا۔

(جامع البیان جلد 3 صفحہ 236، در منثور صفحہ.....)

﴿۲﴾ سدی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر بعد تک جس نبی کو بھیجا اس سے یہ میثاق لیا کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا اور ان کی مدد کرے گا، بشرطیکہ وہ اس وقت زندہ ہو ورنہ وہ اپنی امت سے یہ عہد لیتا کہ اگر ان کی زندگی میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو جائیں تو وہ ان پر ایمان لائیں گے، ان کی تصدیق کریں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ (ایضاً)

﴿۳﴾ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس میثاق کو انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں سے لیا، یعنی جب ان کی قوم کے پاس سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں تو وہ آپ کی تصدیق کریں اور آپ کی نبوت کا اقرار کریں۔ (ایضاً)

﴿۴﴾ قتادہ نے اس کی تفسیر یوں بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ عہد لیا کہ بعض نبی بعض دوسرے نبیوں کی تصدیق کریں اور اللہ کی کتاب اور اس کے پیغام کی تبلیغ کریں، پھر انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ کی کتاب اور اس کے پیغام کی تبلیغ کی اور اپنی امتوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور ان کی تصدیق کریں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ (ایضاً)

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی سب امتیں اپنے زمانوں، علاقوں، ملکوں، شہروں اور دیہاتوں میں نبی مکرم، شفیع معظم، تاجدارِ عرب و عجم، احمد مجتبیٰ، سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''آمد'' تشریف آوری، بعثت مقدسہ اور ولادت مبارکہ کے منتظر تھے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ مبارکہ سے لے کر آپ کے میلاد مبارک کی دل افروز ساعت تک ہر آنکھ منتظر تھی، ہر دل تڑپ رہا تھا، ہر ذہن سوچ میں تھا، ہر انسان طلبگار تھا اور ہر خدا آشنا متمنیٔ دیدار تھا، تا آنکہ آپ تشریف فرما ہو گئے۔ بقول اقبال:

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیر یاب تو
نکلے تیری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو

انبیاء کرام علیہم السلام اور امم سابقہ کی محافلِ آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

انصاف، دیانت، خلوص ووفا اور حب رسولِ خدا (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے جذبہ سے سرشار ہوکر اپنے دل اور ضمیر سے پوچھئے! کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام نے ہر دور میں اپنی امتوں کو جمع کر کے ''آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کا تذکرہ کیا تھا، اور امتوں نے اپنے نبیوں کی مقدس ومطہر زبانوں سے یہ نغمۂ جانفزا سنا تھا، ہر نبی نے عہد لیا، ہر امت نے عہد کیا، حضور کے آنے کے چرچے ہوئے، نغمے الاپے گئے، تذکرے چھڑے، کہاں؟ ہر شہر میں، ہر کوچے میں، ہر گلی میں، ہر مکان میں۔ اگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے ''ذکر آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کی کم از کم ایک محفل بھی سجائی ہوگی، پھر بھی کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار محفلیں تو ضرور سجی ہوں گی۔ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سابقہ امتوں میں اس قدر چرچا، شہرہ اور تذکرہ ہوا، تو یہی وجہ ہے کہ آپ سارے عالم میں جانے پہچانے گئے، آپ کے آنے سے پہلے ہی ان لوگوں نے آپ کو جان لیا، پہچان لیا اور کئی خوش نصیبوں نے مان لیا۔ آپ ان کے نزدیک ایسے ''جانے، پہچانے'' ہوگئے جیسے باپ کیلئے بیٹے جانے پہچانے ہوتے ہیں۔

- خود قرآن مجید اس کا واضح اعلان کرتا ہے:

الذین اتینھم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناء ھم۔ (البقرہ: 146)

''وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی (یہود ونصاریٰ) وہ اس نبی کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں''۔

- دوسرے مقام پر فرمایا:

الذین اٰتینا ھم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابنآء ھم۔ (الانعام: 20)

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس نبی کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں''۔

- ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ اہلِ کتاب میں سے جو مسلمان ہو چکے تھے،

انہوں نے کہا بخدا! ہم نبی کریم ﷺ کو اپنے بیٹوں سے زیادہ پہچانتے تھے، کیونکہ ہماری کتاب میں آپ کی صفات اور شناخت مذکور ہے اور رہے ہمارے بیٹے تو ہم نہیں جانتے کہ ہماری بیویوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ (جامع البیان جلد 7 صفحہ 218)

○ بلکہ امم سابقہ میں ہر زبان پر آپ کا ذکر جاری تھا، حتیٰ کہ وہ لوگ مصیبتوں میں آپ کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے، خود قرآن بیان کرتا ہے:

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (الآیۃ) (البقرۃ:89)

''یعنی پہلے وہ (پہلی امتیں) اس (نبی) کے وسیلہ سے کافروں پر کامیابی (کی دعائیں) مانگتے تھے''۔

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نبوت کا میثاق اور اسلام کا عہد لیا اور تورات وانجیل میں میرا ذکر پھیلایا اور ہر نبی نے میری صفت بیان کی ہے......الخ۔ (البدایہ والنہایہ جلد 2 صفحہ 211، المطالب العالیہ جلد 4 صفحہ 177، الدر المنثور جلد 6 صفحہ 298)

معلوم ہوا کہ آپ کی آمد سے قبل ہی شب وروز آپ کے ذکر کی محفلیں سج رہی تھیں۔

○ جب نبی کریم ﷺ مدینہ شریف میں تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام پر یہ آیت نازل کی ہے کہ اہل کتاب آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں، بتاؤ یہ پہچان کیسی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے جو آپ کی صفت اور نعت بیان کی ہے ہم اس صفت اور نعت کو پہچانتے تھے، جب ہم نے آپ کو تمہارے درمیان دیکھا تو ہم نے آپ کو اس طرح پہچان لیا جس طرح کوئی شخص اپنے بیٹے کو دوسرے لڑکوں کے درمیان پہچان لیتا ہے اور اللہ کی قسم! مجھے سیدنا محمد ﷺ کی معرفت اپنے بیٹے سے زیادہ تھی، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس کی ماں کیا کرتی رہی تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔

(روح المعانی جزء 7 صفحہ 120)

- یہی تفسیر البحر المحیط جلد 2 صفحہ 33,32 پر بھی موجود ہے، اس کے آخر میں اتنا اضافہ ہے کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق دی ہے''۔
- حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے، لیکن اس میں بوسہ کا ذکر نہیں۔ (در منثور جلد 1 صفحہ 147)
- امام رازی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۱۴۴)
- سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دین تلاش کرنے کیلئے نکلا تو مجھے اہل کتاب کے باقی لوگوں میں سے چند راہب ملے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ وہ کہتے تھے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ جس میں عنقریب سرزمینِ عرب سے ایک نبی ظاہر ہوگا، اس کی خاص علامات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے کندھوں کے درمیان تلوں کے گول مجموعہ کی شکل میں مہرِ نبوت ہوگی، میں عرب پہنچا اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو چکا تھا، میں نے ان تمام علامات کو دیکھا اور مہرِ نبوت کو بھی دیکھا، پھر میں نے کلمہ پڑھ لیا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(المعجم الکبیر جلد 6 صفحہ 268,267)

- علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں:

''اہل کتاب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح معرفت حاصل تھی، ان کو آپ کی معرفت میں کوئی شک نہیں تھا''۔ (البحر المحیط جلد 2 صفحہ 33)

کتب سابقہ اور آمد و صفاتِ نبوی کا تذکرہ:

اس موضوع پر مزید متعدد دلائل و براہین موجود ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہانِ رنگ و بو میں بھیجنے سے پہلے ان کی آمد کی اس قدر تشہیر فرمائی کہ آسمانی صحیفے، تاریخی کتب اور مذہبی نوشتے ان اعلانات، فرمودات اور بشارات سے بھرے پڑے ہیں، اس مختصر میں ان کی گنجائش کہاں، تاہم چند ایک گواہیاں ملاحظہ ہوں!

○ ارشاد قرآنی ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل (الآیۃ)۔(الاعراف:157)

''جو لوگ رسول، نبی، امی کی پیروی کرتے ہیں، جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں''۔

توضیح: معلوم ہوا کہ تورات اور انجیل میں نبی کریم ﷺ کی صفات، حالات اور واقعات لکھے ہوئے تھے جنہیں وہ لوگ پڑھتے اور آپ کے تذکرے کرتے تھے۔

○ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں: میری حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس صفت کے بارے میں بتایئے جو تورات میں ہے، انہوں نے کہا: اچھا اللہ کی قسم! تورات میں آپ کی ان بعض صفات کا بیان ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ یہ ہیں:

''اے نبی! ہم نے آپ کو بھیجا درآنحالیکہ آپ شاہد اور مبشر اور نذیر ہیں اور امیوں کی پناہ ہیں، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، آپ سخت مزاج اور درشت خو نہیں ہیں اور نہ بازار میں شور کرنے والے ہیں اور نہ برائی کا جواب برائی سے دیتے ہیں، لیکن معاف کرتے ہیں اور بخش دیتے ہیں اور اللہ اس وقت تک آپ کی روح قبض نہیں فرمائے گا حتیٰ کہ آپ کے سبب سے ٹیڑھی قوم کو سیدھا کردے گا، بایں طور کہ وہ کہیں گے: لاالٰہ الا اللہ اور آپ کے سبب سے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور پردہ پڑی ہوئی آنکھوں کو کھول دے گا''۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 2125، مسند احمد جلد 2 صفحہ 174، الادب المفرد رقم الحدیث: 247,246، دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 374، سنن دارمی رقم الحدیث: 5,6، مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 271، جامع الاصول جلد 11 رقم الحدیث: 8837، المعجم الکبیر رقم الحدیث: 10046)

○ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تورات میں سیدنا محمد ﷺ کی

صفت لکھی ہوئی ہے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے اور حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے (جامع الاصول جلد 11 برقم: 8838، ترمذی جلد 2 صفحہ 202، مشکوٰۃ صفحہ 515)

○ وہب بن منبہ نے حضرت داؤد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قصہ میں ذکر کیا کہ زبور میں داؤد علیہ السلام پر یہ وحی کی گئی تھی:

"اے داؤد! عنقریب تمہارے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد اور محمد ہوگا وہ صادق اور سید ہوگا میں اس پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا اور نہ وہ مجھ پر کبھی ناراض ہوگا میں نے اس کے سبب اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں ان کی امت پر رحم کیا گیا ہے، میں نے انبیاء کو جیسے نوافل عطا کیے ہیں ان کو بھی اسی طرح کے نوافل عطا کیے گئے ہیں اور میں نے نبیوں اور رسولوں پر جس طرح کے فرائض فرض کیے ہیں ان پر بھی ویسے فرائض فرض کیے ہیں حتیٰ کہ جب قیامت کے دن وہ میرے پاس آئیں گے تو ان کا نور نبیوں کے نور کی طرح ہوگا، کیونکہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ ہر نماز کیلئے وضو کریں جیسا کہ مَیں نے اس سے پہلے نبیوں پر وضو فرض کیا تھا میں نے ان پر غسل جنابت فرض کیا ہے جس طرح نبیوں پر غسل جنابت فرض کیا تھا اور میں نے ان کو حج کا حکم دیا ہے جیسا کہ اس سے پہلے نبیوں کو حج کا حکم دیا تھا اور میں نے ان کو جہاد کا حکم دیا ہے جیسا کہ اس سے پہلے نبیوں کو جہاد کا حکم دیا تھا۔ اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے میں نے ان کو چھ ایسی فضیلتیں عطا کی ہیں جو کسی اور امت کو عطا نہیں کیں میں خطا اور نسیان پر ان کی گرفت نہیں کرتا اور نادانستہ طور پر گناہ کر بیٹھیں پھر مجھ سے معافی طلب کریں تو میں ان کو معاف کر دیتا ہوں اور وہ آخرت کیلئے جو نیکی کریں میں اس کو دگنا چوگنا کر دیتا ہوں اور ان کی نیکیوں کا میرے پاس اس سے بھی افضل ذخیرہ ہے اور جب وہ مصائب پر صبر کر کے کہیں گے: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تو میں ان کو صلوٰۃ و رحمت اور جنات النعیم کی طرف ہدایت کروں گا اور یا ان کیلئے آخرت میں ذخیرہ کروں گا۔ اے داؤد! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے جو شخص یہ شہادت

دے گا کہ میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں واحد ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ اس شہادت میں صادق ہوگا تو وہ میری جنت میں اور میری کرامت میں میرے ساتھ ہوگا اور جس نے مجھ سے اس حال میں ملاقات کی کہ اس نے محمد ﷺ کی تکذیب کی ہو اور ان کے پیغام کی تکذیب کی ہو اور میری کتاب کا مذاق اڑایا ہو تو میں اس کی قبر میں اس پر عذاب انڈیل دوں گا اور جب وہ قبر سے اٹھے گا تو فرشتے اس کے چہرے اور اس کی دُبر پر ضرب لگائیں گے۔ پھر میں اس کو دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ڈال دوں گا''۔ (دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 381,380، البدایہ والنہایہ جلد 2 صفحہ 62، تہذیب تاریخ دمشق جلد 1 صفحہ 344,345)

○ مقاتل بن حیان روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:

''تم نبی امی عربی کی تصدیق کرنا جو اونٹ کی سواری کریں گے، زرہ پہنیں گے، عمامہ پہنیں گے جو کہ تاج ہے اور نعلین پہنیں گے اور ان کے پاس لاٹھی ہوگی، ان کے سر کے بال گھنگریالے ہوں گے اور پیشانی مبارک کشادہ ہوگی اور خوبصورت بھویں ہوں گی اور کھڑی ناک ہوگی، فراخ پیشانی، گھنی داڑھی ہوگی، چہرے پر پسینہ موتیوں کی طرح ہوگا، ان سے مشک کی خوشبو آئے گی، ان کی گردن میں چاندی اور گلے میں سونا چھلک رہا ہوگا، ان کے گلے کے نیچے سے ناف تک بال ہوں گے، ان کی ہتھیلیاں اور قدم پُر گوشت ہوں گے، جب وہ لوگوں کے درمیان ہوں گے تو ان پر چھا جائیں گے اور جب وہ چلیں گے تو لگے گا جیسے بلندی سے ڈھلوان کی طرف آ رہے ہوں اور ان کی اولاد کم ہوگی''۔ (دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 378، تہذیب تاریخ دمشق جلد 1 صفحہ 345)

انبیاء کرام علیہم السلام کی مزید بشارتیں، امتوں کے تذکرے اور کتب سابقہ کے نوشتے ملاحظہ فرمانے کیلئے دیکھئے! تبیان القرآن جلد 4 صفحہ 369، جلد 11 صفحہ 867 از علامہ غلام رسول سعیدی، انبیاء سابقین و بشارات سید المرسلین از علامہ محمد اشرف سیالوی۔

آیت قرآنی: ارشادِ خداوندی ہے:

واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (الآیة)۔ (الصف: 6)

''اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے نبی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنیوالا ہوں، اور اس (عظیم) رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہے''۔

توضیح: واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ کا نام ''احمد'' ہے، کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد و انا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب لیس بعدہ نبی۔ (بخاری جلد 1 صفحہ 501، مسلم جلد 2 صفحہ 261، مشکوٰۃ صفحہ 515 واللفظ لہٗ)

''میرے (کئی) نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، اللہ میرے سبب سے کفر مٹادے گا، میں حاشر ہوں، لوگوں کو میرے قدموں پر (قیامت کے دن) جمع کیا جائے گا اور میں عاقب (آخر میں آنے والا) ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی (نیا) نبی نہ ہو''۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بلایا، خطاب بھی سنایا اور ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے نامِ نامی اسمِ گرامی ''احمد'' سے اپنی زبان مبارک کو تر کرکے، آپ کی آمد، تشریف آوری اور جلوہ گری کی بشارت بھی دی ہے۔ گویا یہاں ایک ہی وقت میں خطیب بھی ہے، تقریر بھی ہے، سامعین بھی ہیں، اجتماع بھی ہے اور آمدِ مصطفیٰ ﷺ کا جاں افروز تذکرہ بھی ہورہا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جس انداز میں آپ کی آمد کا ذکر کیا وہ بھی لائقِ توجہ ہے۔

آپ نے یہ نہیں فرمایا: "مُخْبِرًا بِرَسُوْلٍ" کہ میں رسول کے آنے کی خبر دے رہا ہوں، یہ بھی نہیں فرمایا کہ "مُعْلِنًا بِرَسُوْلٍ" یعنی میں رسول کے آنے کا اعلان کر رہا ہوں۔

"آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کے ذکر میں خبر اور اعلان کے الفاظ کو استعمال نہ کرنے میں بنیادی حکمت یہی کارفرما تھی کہ ان الفاظ سے مقصد حاصل نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ خبر اور اعلان خوشی اور غمی دونوں کا ہو سکتا ہے، خبر اور اعلان ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس میں نہ غمی ہو نہ خوشی، جبکہ آمدِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ذو معنیٰ الفاظ نہیں چاہئیں، کیونکہ جب محبوب اور مطلوب تشریف لائے تو خوشی، مسرت، فرحت، انبساط، نشاط اور خوش دلی و مبارکبادی کا خوب خوب مظاہرہ چاہیے، اس لیے آپ نے دوٹوک ان الفاظ سے تذکرہ فرمایا:

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی۔

میرے بعد جو عظیم رسول تشریف فرما ہوا چاہتا ہے میں صرف اس کی خبر ہی نہیں دیتا، اعلان ہی نہیں کرتا بلکہ بشارت و خوشخبری دے رہا ہوں تاکہ جب وہ پیارا اپنی شان و شوکت، عزت و عظمت، آن بان، ٹھاٹھ باٹھ اور پوری سج دھج کے ساتھ تشریف فرما ہو جائے تو تم اس کی آمد پر بے توجہی کا مظاہرہ نہ کرنا، روٹھ نہ جانا، غم نہ کھانا، پریشانی کا اظہار نہ کرنا اور صدمے سے دوچار نہ ہو جانا، بلکہ اس کی آمد پر خوشیاں مناتے ہوئے، ایک دوسرے کو مبارک باد دینا اور کلمہ پڑھ کر محبوب کے غلاموں کی صف میں شامل ہو جانا۔

احادیثِ مبارکہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے محفل سجا کر، ہزاروں کے اجتماع سے آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خطاب فرماتے ہوئے انہیں بشارت دی تھی، اس کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو!

(1) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: ''بیشک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین مقرر ہو چکا تھا اور اس وقت حضرت آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اپنی ابتداء کی خبر دیتا ہوں، میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور عیسیٰ کی بشارت ہوں اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک نور نکلا تھا، جس سے ان کیلئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے''۔ (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۷، دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۸۰، المعجم الکبیر جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۲، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

فائدہ: حاکم وذہبی دونوں نے اسے صحیح کہا ہے۔

۲ حضرت خالد بن معد رضی اللہ عنہ سے بھی اس مضمون کی روایت منقول ہے۔

(ملاحظہ ہو! سیرت ابنِ ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۹۵، دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۸۱، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

فائدہ: حاکم وذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

۳ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مضمون مروی ہے ملاحظہ ہو!۔

(طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

جن سے واضح ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آمد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی تھی۔

آیت قرآنی: ارشاد ربانی ہے:

یا اهل الکتاب قد جآء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب ویعفو عن کثیر قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین٥ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلٰم و یخرجهم من الظلمت الی النور باذنه و یهدیهم الی صراط مستقیم۔ (المآئدہ: 15,16)

''اے اہلِ کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا جو تمہارے لیے بہت سی ایسی چیزیں بیان کرتا ہے جن کو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگذر کرتا ہے، بیشک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن

کتاب، اللہ اس کے ذریعے سلامتی کے راستوں پر ان لوگوں کو چلاتا ہے جو اس کی رضا کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور ان کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے"۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل کتاب کو مخاطب کر کے ایک ہی آیت میں قد جآء کم رسولنا اور قد جآء کم من اللہ نور فرما کر دوبار اپنے رسول مکرم ﷺ کی آمد، تشریف آوری اور جلوہ گری کی خبر دی ہے۔ اور آپ کے فضائل و کمالات کو بیان کرتے ہوئے یہ واضح فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنی کتابوں کی جو باتیں چھپاتے ہو، میرا رسول ان چیزوں کو کھول کھول کر بتا دیتا ہے، میں نے اسے روشن، منور اور نور بنا کر بھیجا ہے۔

جمہور مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں لفظ "نور" سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اس مؤقف پر ہمارے پاس کم از کم کوئی اڑھائی درجن سے زائد مفسرین کرام کے اقوال اور ڈیڑھ درجن کے لگ بھگ غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کے اہلِ قلم کی عبارات موجود ہیں، جنہیں عند الضرورۃ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ یہاں نور اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۰)

اور علامہ آلوسی نے فرمایا کہ یہ قول گمراہ فرقہ معتزلہ کا ہے۔ (تفسیر روح المعانی جزء ۶ صفحہ ۹۷)

جبکہ ان کے مقابلے میں ائمہ تفسیر سے یہ قول بھی منقول ہے کہ اس آیت میں نور اور کتاب دونوں سے مراد نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ مقدس ہے۔ ملاحظہ ہو!

﴿۱﴾ علامہ ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1014ھ) لکھتے ہیں:

"اس کے مقابلہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے کیا چیز مانع ہے کہ یہ دونوں لفظ نبی ﷺ کی نعت اور صفت ہوں، آپ نور عظیم ہیں، کیونکہ انوار میں آپ کا کامل ظہور ہے اور آپ کتاب مبین ہیں، کیونکہ آپ اسرار (چھپے ہوئے امور) کے جامع ہیں اور احکام، احوال

اور اخبار کے ظاہر کرنے والے ہیں"۔ (شرح الشفاء علی حاشیہ نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ 114)

﴿۲﴾ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1270ھ) لکھتے ہیں:

"اور میرے نزدیک یہ بعید نہیں ہے کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہاں بھی صحت عطف کیلئے عنوان کا تغایر کافی ہوگا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نور اور کتاب مبین دونوں کے اطلاق کی صحت میں کوئی شک نہیں ہے" (روح المعانی جز ۶ صفحہ ۹۷)

معلوم ہوا کہ نور اور کتاب دونوں کا اطلاق ذات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درست ہے، اس صورت میں ان لوگوں کی مشکل بھی حل ہو جائے گی جو "یھدی بہ اللہ" کی ضمیر واحد کی وجہ سے ایک چیز ہی مراد لینا چاہتے ہیں، اور ایک ضمیر کے دو مرجع ماننے کیلئے تیار نہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں اس کی مثالیں موجود ہیں، جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (التوبہ:62)

"اللہ ورسول کا زیادہ حق ہے کہ اسے راضی کیا جائے"۔

یہاں ضمیر واحد ہے لیکن مرجع (ذاتیں) دو ہیں۔ ولٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

آیت قرآنی: فرمانِ الٰہی ہے:

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (المائدہ:19)

"اے اہل کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا جو انقطاع رسل کی مدت کے بعد تمہارے لیے (احکام شرعیہ) بیان کرتا ہے تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا، پس بیشک تمہارے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آ چکا ہے اور اللہ ہر چاہت پر قادر ہے"۔

توضیح: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا سعد بن عبادہ اور سیدنا عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہم نے یہودیوں سے کہا کہ اے یہودیو! اللہ سے ڈرو،

بخدا تم کو یقیناً معلوم ہے کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، آپ کی بعثت سے پہلے تم ہم سے آپ کے مبعوث ہونے کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کی صفات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اس کے جواب میں وہب بن یہودا اور رافع نے کہا کہ ہم نے تم سے یہ نہیں کہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے بعد کوئی کتاب نازل کی اور نہ کسی رسول کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے، اس وقت ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(زاد المسیر جلد ۲ صفحہ ۳۱۹، الدر المنثور جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

اس آیت میں دو جگہ پر **قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا** اور **فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ** کہہ کر حضور اکرم ﷺ کی آمد کے متعلق خطاب فرمایا اور ساتھ ہی آپ کے مرتبہ و کمال اور صفات و خصائل کو بھی بیان فرما دیا۔

فائدہ: ایک غیر مقلد نے "قد جاء کم من الله نور" میں نور سے حضور اکرم ﷺ کو مراد لینے سے انکار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اس آیت کے شروع میں آپ کی آمد کا ذکر ہو چکا ہے اور ایک آیت میں دو بار آمد کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ تو ہم نے پھر یہ آیت دکھا کر واضح کر دیا کہ یہاں بھی دو بار آمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر موجود ہے لہٰذا تمہارا انکار مبنی بر عناد ہے۔

آیت قرآنی: فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

(النسآء:175)

"اے لوگو! بیشک تمہارے پاس رب کی طرف سے قوی دلیل آ گئی اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور نازل کیا ہے"۔

توضیح: اس جگہ پوری نسلِ انسانی، ساری آدمیت اور کل کائناتِ بشری کو خطاب فرما کر اپنے محبوب ﷺ کی آمد کا بیان فرمایا گیا ہے۔ اور بتا دیا کہ لوگو! تمہارے پاس برہان یعنی ایک قوی، مضبوط، پختہ دلیل آ گئی، پوری مخلوق میں جس کا جواب اور ثانی نہیں۔ کیونکہ اس محبوب کو اپنی ذات، صفات، نبوت و رسالت اور فضل و کمال منوانے کیلئے کسی

الگ، اضافی اور خارجی دلیل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ کا وجود مسعود، باجود ہی بجائے خود ایک مستقل دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم السلام نے اپنی نبوتوں اور رسالتوں پر خارجی دلائل اور معجزات پیش کیے تھے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کو بطور دلیل پیش کیا۔ آپ نے فرمایا:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس:۱۶)

"پس بیشک میں تم میں اس (نزولِ قرآن و اعلانِ نبوت) سے پہلے اپنی عمر کا ایک حصہ گذار چکا ہوں تو کیا تم نہیں سمجھتے"؟

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

ان المراد بالبرهان هو النبی صلی الله علیه وسلم (روح المعانی جز۶صفحہ)

"برہان سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے"۔

علامہ قاضی ثناء اللہ مظہری (متوفی ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں:

قد جاء کم حجة علیکم من ربکم هو النبی صلی الله علیه وسلم (تفسیر مظہری)

"تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حجت آگئی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔

آیت قرآنی: اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ○ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ○ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ (الشعراء:۲۱۹،۲۱۸،۲۱۷)

"اور بہت غالب اور بے حد رحم کرنے والے پر توکل کیجئے! جو آپ کے قیام کے وقت کو دیکھتا ہے اور سجدہ کرنے والوں میں آپ کے پلٹنے کو (دیکھتا ہے)"۔

توضیح: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کی پشتوں میں منقلب ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ اپنی والدہ کے بطن سے پیدا ہوئے"۔ (تفسیر ابن ابی حاتم رقم الحدیث:۱۶۰۲۹)

یہی روایت دلائل النبوۃ جلد ا رقم الحدیث ۱۷ لابی نعیم، الطبقات الکبریٰ جلد ا صفحہ ۲۲ پر بھی موجود ہے۔

فائدہ: اس روایت کا یہ مفہوم نہیں کہ آپ ﷺ کے تمام آباء و اجداد انبیاء تھے، بلکہ معنٰے یہ ہے کہ آپ کے آباء کرام میں انبیاء عظام علیہم السلام بھی تھے۔

○ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وتقلبك في الساجدين کی تفسیر میں مزید فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کی پشت میں منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ میں نبی ہوگیا''۔ (المعجم الکبیر برقم: ۱۲۰۲۱، مسند بزار برقم ۲۲۴۲، مجمع الزوائد برقم ۱۱۲۴، تاریخ دمشق کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۲۶)

○ ان روایات کی تائید احادیث صحاح ستہ سے بھی ہوتی ہے، جن میں سے ایک یہ ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے بنو آدم کے ہر زمانے اور ہر طبقے میں سب سے بہتر زمانہ اور طبقہ سے مبعوث کیا جاتا رہا حتیٰ کہ میں اس زمانہ میں آگیا، جس میں مَیں ہوں۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۳، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۱، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۱۷)

○ مفسرین کریم کی ایک جماعت نے اس آیت کے تحت یہ طبع آزمائی کی ہے کہ یہاں پر رسول اکرم ﷺ کے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہونے کا بیان ہے۔

(ملاحظہ ہو! تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ۱۰۷، الجمل جلد ۳ صفحہ ۳۹۶، صاوی جلد ۳ صفحہ ۲۸۷، تفسیر کبیر جلد ۲۴ صفحہ ۱۷۴، مسالک الحنفاء صفحہ ۳۵، ۴۰، الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۲۱، روح المعانی صفحہ ۱۳۷، جز ۱۹ جلد ۱۰، درمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۸، الشفاء جلد ا صفحہ ۱۳۲، تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۸۹، زرقانی شرح مواہب جلد ا صفحہ ۱۷۴، مواہب لدنیہ جلد ا صفحہ ۳۴، افضل القری صفحہ... لابن حجر مکی، المورد الروی لعلی القاری صفحہ ۵۰)

تو گویا یہاں پر خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب حجازی ﷺ کے مختلف رحموں اور پشتوں میں انتقال و گردش کا تذکرہ فرمادیا ہے، جو کہ ولادت سے بھی پہلے کے مراحل ہیں۔

اندازہ فرمائیں! ولادت محبوب کی عظمت و انفرادیت کا جب محفل میلاد میں

بھی یہی امور بیان ہوتے ہیں تو پھر اعتراض کیوں؟

آیت قرآنی: مالک دو جہاں کا فرمانِ ذیشان ہے:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيۡرًا ۝ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ (الآیۃ)

(الفتح: ۸، ۹)

"بیشک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ"۔

معلوم ہوا کہ رسول پاک ﷺ لوگوں کو دولتِ ایمان دینے آئے ہیں، تو جو آپ کی "آمد" کا تذکرہ کرے اور محبت رسول ﷺ کے تقاضوں کو پورا کرے تو بلاشبہ وہ صاحب ایمان ہے۔

آیت قرآنی: فرمان خداوندی ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِيۡرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيۡرًا ۝ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًا ۝

(الاحزاب: ۴۵، ۴۶، ۴۷)

"اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر، اور مومنوں کو بشارت دیجئے! کہ ان کیلئے اللہ کا بہت بڑا فضل ہوگا"۔

یعنی اے محبوب! تیری آمد سے ان مومنوں کو بہت بڑا فضل اور شرف حاصل ہوگا، اس لیے تیرا آنا امت کیلئے کوئی معمولی نعمت نہیں، فضل کبیر کا باعث ہے۔

آیت قرآنی: فرمان بلند نشان ہے:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (الانبیاء: ۱۰۷)

"اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت (کرنے والا) بنا کر"۔

یعنی آمد محبوب ﷺ کل مخلوق کیلئے رحمت و مہربانی کا وسیلہ ہے۔

آیت قرآنی: فرمان مقدس ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (سبا:۲۸)

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کیلئے بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر''۔

یعنی حضور ﷺ کی آمد ساری انسانیت کیلئے بشیر و نذیر کی آمد ہے۔

آیت قرآنی: فرمان باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (الآیۃ)

(الجمعہ:۲)

''وہی (خدا) ہے جس نے امی لوگوں میں (ایک عظیم) رسول انہیں میں سے بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے''۔

معلوم ہوا کہ آمد محبوب ﷺ سے لوگوں کو آیاتِ ربانی کی تلاوت سننے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آیت قرآنی: فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ٥ (الآیۃ)۔

(آل عمران:۱۶۴)

''بیشک اللہ نے مومنوں پر (بڑا) احسان فرمایا جب ان میں انہیں میں سے (ایک عظیم) رسول بھیجا''۔

یہاں آمدِ محبوب ﷺ پر احسان جتایا گیا ہے ایسا انداز پورے قرآن میں کسی اور نعمت کے متعلق نہیں ہے۔

آیت قرآنی: ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصف:۹)

''وہی (خدا) ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگر چہ مشرکوں کو برا لگے''۔

معلوم ہوا کہ آمدِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام تمام دوسرے دینوں پر غلبہ پائے گا۔

آیت قرآنی: دوسرے مقام پر بھی فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبہ:۳۳)

وہی (خدا) ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگر چہ مشرکوں کو برا لگے''۔

آیت قرآنی: مزید ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (الفتح:۲۸)

''وہی ہے جس نے ہدایت اور دین حق کیساتھ اپنا رسول بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اور اللہ گواہ کافی ہے۔

خلاصۂ کلام:

الحاصل قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن میں محبوب مکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جآء، ارسل، بعث وغیرہ کے الفاظ وارد ہیں، ان تمام میں آپ کی آمد، تشریف آوری اور ولادت مقدسہ کا ذکر موجود ہے، کیونکہ بعثت اور رسالت بھی تب ہی متحقق ہو سکتی ہیں جبکہ پہلے ولادت ہو، ورنہ نہیں، کیونکہ ولادت بعثت واعلانِ رسالت کا ذریعہ ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں آپ کی آمد کو نہایت آب وتاب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اگر آپ کی ''آمد'' ایک معمولی، نا قابلِ توجہ اور غیر اہم چیز ہوتی تو یہ اہتمام نہ کیا ہوتا۔

قرآن اور محبوب کی زندگی کی قسم:

قرآن مجید، فرقان حمید میں ''ذکر آمدِ مصطفیٰ ﷺ'' کے چرچے اور شہرے تو بجا، عظمتِ حیاتِ محبوبِ کائنات ﷺ کا کیا کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پوری عمر مبارک کی قسم فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (الحجر:۷۲)

''(اے محبوب!) آپ کی زندگی کی قسم! بے شک وہ اپنی مستی میں مدہوش ہو رہے ہیں''۔

ظاہر ہے کہ اگر زندگی میں بچپن، لڑکپن، جوانی، بڑھاپا بھی ہے تو آپ کی ولادت کو کسی طرح بھی اس سے خارج نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ زندگی کا آغاز ولادت اور پیدائش سے ہی ہوتا ہے، گویا ضمناً آپ کے میلاد کی قسم ارشاد فرما کر بتا دیا کہ آپ کی زندگی اور ولادت قابلِ فخر اور لائقِ مسرت ہے۔

میلاد منانا تعظیمِ رسالت ہے:

میلاد منانا سراسر تعظیمِ نبوی کا اظہار ہے اور تعظیم رسول شرعاً مطلوب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ (الآیۃ) (الفتح:۹)

''اور تم آپ (ﷺ) کی تعظیم و توقیر کرو''۔

اس آیت کی روشنی میں ہر وہ عمل درست ہے جس سے آپ ﷺ کی تعظیم، توقیر، شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہو، جس سے لوگوں کے دلوں میں تعظیمِ رسالت اور احترامِ نبوت کا جذبہ پیدا ہو، پس عملِ میلاد میں بھی یہ تمام امور پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی تعظیم میں وہ بھی داخل ہے۔

(۱) علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ومن تعظیمه صلی الله علیه وسلم عمل المولد۔ (روح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۶۱)

"میلاد منانا بھی آپ ﷺ کی تعظیم سے (ہی تعلق رکھتا) ہے"۔

۲ امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میلاد منانے سے آپ کی محبت اور تعظیم ہوتی ہے۔
(سبیل الھدیٰ جلد اصفحہ ۳۶۵)

۳ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمل میلاد میں آپ کے مرتبہ کی تعظیم ہے۔
(الحاوی جلد اصفحہ ۱۸۹)

۴ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی تعظیم سے ہے حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا۔ (اقامۃ القیامہ صفحہ ۱۷)

ذکرِ میلاد قرآن وحدیث کی روشنی میں

سابقہ دلائل سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ قرآن وحدیث اور انبیاء کرام علیہم السلام وامم سابقہ میں سرکار، ابد قرار، احمدِ مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد، تشریف آوری، ظہور اور میلاد کا چرچا وشہرہ ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے، جو اس مسئلہ کی اہمیت، حیثیت اور حقیقت کو نمایاں کرنے کیلئے کافی ہے، لیکن صرف ان ذہنوں کی تشفی کیلئے جو اس بات میں الجھے ہوئے ہیں کہ اگر ولادت اور میلاد کا ذکر اس قدر اہم ہوتا تو پورے قرآن میں یا ذخیرۂ احادیث میں "ولادت اور میلاد" کا لفظ ضرور وارد ہوتا۔ ہم سطورِ ذیل میں قرآن وحدیث میں سے صرف چند وہ مقامات پیش کر رہے ہیں جن میں میلاد خلقت اور پیدائش کا ذکر موجود ہے۔

تخلیقِ سیدنا آدم علیہ السلام

قرآن وحدیث سے سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

آیات بینہ: ارشادات ربانی ہیں:

۱ واذقال ربك للملائكة انى خالق بشرا من صلصال من حما مسنون ○ فاذا سويته و نفخت فيه من روحى فقعوا له سجدين ○ فسجد الملائكة كلهم اجمعون ○

الا ابلیس ابی ان یکون مع الساجدین ○ قال یا بلیس مالك الا تكون مع الساجدین ○ قال لم اکن لا سجد لبشر خلقته من صلصال من حما مسنون ○ قال فاخرج منها فانك رجیم ○ وان علیك اللعنة الی یوم الدین ○ (الحجر:۲۸تا۳۵)

''جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں بجتی ہوئی خشک مٹی سے سیاہ سڑے ہوئے گارے سے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں، سو جب میں اس کو انسانی صورت میں ڈھال لوں اور اس میں اپنی (خاص) روح پھونک دوں تو تم سب اس کیلئے سجدہ میں گر جانا، پس تمام فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا، فرمایا: اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا؟ اس نے کہا میں اس بشر کو سجدہ کرنے والا نہیں جس کو تو نے بجتی ہوئی خشک مٹی سے، سیاہ سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا۔ فرمایا تو جنت سے نکل جا! بیشک تو راندۂ درگاہ ہے، اور بے شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے''۔

﴿۲﴾ مزید فرمایا:

اذ قال ربك للملائكة انی خالق بشرا من طین ○ فاذا سویته و نفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین ○ فسجد الملائكة كلهم اجمعون ○ الا ابلیس استكبر و كان من الكافرین ○ قال یا بلیس ما منعك ان تسجد لما خلقت بیدی استكبرت ام كنت من العالین ○ قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین ○ قال فاخرج منها فانك رجیم ○ وان علیك لعنتی الی یوم الدین ○ (ص:71تا78)

''جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں گیلی مٹی سے بشر پیدا کرنے والا ہوں، پس جب میں اس کا پتلا بنا لوں اور اس میں اپنی طرف سے (خاص) روح پھونک دوں تو تم سب اس کیلئے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا تو سب کے سب تمام فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے، اس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو

گیا۔ فرمایا: ابلیس! تجھے اس سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا؟ کیا تو نے (اب) تکبر کیا یا تو پہلے سے ہی) تکبر کرنے والوں میں سے تھا؟ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ فرمایا تو اس (جنت) سے نکل جا! بیشک تو دھتکارا ہوا ہے، بیشک تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت ہے"۔

۳ مزید فرمایا:

خلق الانسان من صلصال كالفخار۔ (الرحمٰن:۱۴)

"اور اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح بجتی ہوئی سوکھی مٹی سے بنایا"۔

۴ مزید فرمایا:

ان مثل عیسیٰ عند الله كمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون۔ (آل عمران:۵۹)

"بیشک اللہ کے ہاں عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال آدم (علیہ السلام) کی طرح ہے، اس نے انہیں مٹی سے پیدا کیا پھر اسے فرمایا: ہو جا! وہ ہو گیا"۔

ان آیات قرآنی میں صراحۃً سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش اور خلقت کا تذکرہ موجود ہے۔

احادیثِ مبارکہ: اس مضمون پر چند روایات درج ذیل ہیں:

۱ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خلق الله آدم و طوله ستون ذراعا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۴۶۸)

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی لمبائی ساٹھ ذراع (گز) تھی"۔

۲ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أن من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق ادم (الحدیث)۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ، سنن ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ باب تفریع ابواب الجمعۃ واللفظ لہ، سنن نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۰۳، اکثار الصلوٰۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعۃ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰، المستدرک جلد ۱ صفحہ ۲۸۷، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۵۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۶، دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۰۷، صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۱۹۱، صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ صفحہ ۱۱۸، سنن کبریٰ جلد ۳ صفحہ ۲۴۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں افضل دن یوم جمعہ ہے، اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔

﴿۳﴾ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۷۷)

﴿۴﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان النبی صلی الله علیه وسلم قال خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم۔ (الحدیث) (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۸۲ واللفظ لہ، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۵، مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۹، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۰۳)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی"۔

﴿۵﴾ یہی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا کعب رضی اللہ عنہ سے بھی بیان فرمائی۔ (موطا امام مالک صفحہ ۹۱، سنن ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۵۰، جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۵، سنن نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۱۰، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰)

﴿۶﴾ سیدنا ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

قال النبی صلی الله علیه وسلم ان یوم الجمعة سید الایام و اعظمها عندالله وهو اعظم عندالله من یوم الاضحی و یوم الفطر فیه خمس خلال خلق الله فیه آدم (الحدیث) ۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۷۷، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰)

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک جمعہ کا دن، دنوں کا سردار اور سب سے زیادہ عظمت والا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں سے بھی زیادہ عظیم ہے، اس میں پانچ امور ہیں، (ایک یہ ہے کہ) اس میں اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا''۔

﴿۷﴾ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ہمیں جمعہ کے دن کے متعلق اور جو اس میں خیر و بھلائی ہے اس کے متعلق آگاہ فرمائیں! تو آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا (جو اوپر گذر گیا ہے)۔ (مسند احمد صفحہ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰ باب الجمعۃ الفصل الثالث)

﴿۸﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کیلئے نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد ۱ صفحہ ۴۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۹، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۳۰، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳)

﴿۹﴾ یہ روایت حضرت میسرۃ الفجرہ سے بھی مروی ہے۔

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۵۹، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

﴿۱۰﴾ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین مقرر ہو چکا تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ (المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰، صحیح ابن حبان جلد ۹ صفحہ ۱۰۶، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۷، طبرانی کبیر جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۲، دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۰، ۸۰)

۱۱ ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور بصورت نور موجود تھا۔

(مواہب لدینہ جلد ۱ صفحہ ۱۰، نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

۱۲ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ای شئ سمی یوم الجمعۃ قال لان

فیها طبعت طینة ابیك آدم (الحدیث)۔

(مسند احمد صفحہ....، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱ باب الجمعة الفصل الثالث)

''نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: کس وجہ سے ''یوم جمعہ'' کا یہ نام رکھا گیا ہے؟ فرمایا: کیونکہ اس میں تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی تھی''۔

ان روایات کے علاوہ بھی ایسی عبارات موجود ہیں جن میں ابوالبشر، انسانِ اول سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق اور پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے۔

ولادتِ سیدنا اسحٰق علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے عالم میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو سیدنا اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے، پھر کچھ مدت کے بعد آپ کو دوسرے بیٹے سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دینے کیلئے فرشتوں کو بھیجا، چنانچہ فرشتے بارگاہِ ابراہیمی میں حاضر ہوئے، سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کیا ہوا؟ قرآن بیان کرتا ہے:

وامرأته قآئمة فضحكت فبشرنها باسحاق ومن ورآء اسحاق يعقوب ○ قالت يا ويلتیٰ ألدوانا عجوز وهذا بعلي شيخا ان هذا لشئی عجيب ○ قالو أتعجبين من امر الله رحمت الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد۔ (ھود: 71 تا 73)

''اور ابراہیم کی بیوی جو (پاس ہی) کھڑی تھی، ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحٰق (کی پیدائش) کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی (سارہ نے) کہا ارے دیکھو! کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرے یہ شوہر بھی بوڑھے ہیں، بیشک یہ عجیب بات ہے۔ (فرشتوں نے) کہا کیا تم اللہ کی قدرت پر تعجب کر رہی ہو، اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، بے شک اللہ حمد و ثناء کا مستحق بہت بزرگ ہے''۔

ان آیات میں صراحۃً حضرت سیدنا اسحٰق علیہ السلام کی ''ولادت'' کا ذکر ہے۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام کی ولادت کی بشارت:

مذکورہ آیات میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت و بشارت کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دے کر ان کی پیدائش کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر:

آیات قرآنی کی روشنی میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تفصیلات ملاحظہ ہوں! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد مننا علیك مرة اخرى○ اذاوحینا الى امك ما یوحى○ ان اقذفیه فى التابوت فاقذفیه فى الیم فلیلقه الیم بالساحل یا خذه عدولى وعدوله والقیت علیك محبة منى ولتصنع على عینى○ اذتمشى اختك فتقول هل ادلكم على من یكفله فرجعناك الى امك كى تقر عینها ولا تحزن۔ (الآیة)۔ (طٰہٰ: ۳۷ تا ۴۰)

"اور بیشک ہم نے (اے موسیٰ) ایک بار اور آپ پر احسان فرمایا: جب ہم نے آپ کی ماں کی طرف وحی کی تھی جو وحی آپ کی طرف کی جارہی ہے کہ اس (بچے) کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو، پھر دریا کو حکم دیا کہ وہ اس کو کنارے پر لے آئے۔ اسے میرا دشمن اور اس کا دشمن لے لے گا، اور میں نے آپ پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور تا کہ میری آنکھوں کے سامنے آپ کی پرورش کی جائے، جب آپ کی بہن جا رہی تھی وہ (فرعونیوں سے) کہہ رہی تھی کہ میں تمہاری اس (خاتون) کی طرف رہنمائی کروں جو اس (بچہ) کی پرورش کرے۔ پھر ہم نے آپ کو آپ کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کریں"۔

○ واوحینا الى ام موسى ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فى الیم ولا تخافى ولا تحزنى انارادوه الیك و جاعلوه من المرسلین○ فالتقطه ال فرعون

ليكون لهم عدوا وحزنا ان فرعون و هامان و جنودهما كانوا خاطئين٥ وقالت امرأت فرعون قرت عين لي ولك لا تقتلوه عسي ان ينفعنا او نتخذه ولدا وهم لا يشعرون٥ واصبح فؤاد أم موسي فارغا ان كادت لتبدي به لولا ان ربطنا علي قلبها لتكون من المؤمنين٥ وقالت لا خته قصيه فبصرت به عن جنب وهم لا يشعرون٥ وحرمنا عليه المراضع من قبل فقالت هل ادلكم علي اهل بيت يكفلونه لكم وهم لي ناصحون٥ فرددناه الي امه كي تقر عينها ولا تحزن ولتعلم ان وعد الله حق ولكن اكثرهم لا يعلمون ۔

(القصص: ۷تا۱۳)

''اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام کیا کہ تم اس کو دودھ پلاؤ اور جب تم کو اس پر خطرہ ہو تو اس کو دریا میں ڈال دینا اور کسی قسم کا خوف اور غم نہ کرنا، بے شک ہم اس کو تمہارے پاس واپس لائیں گے اور اسے رسول بنانے والے ہیں، سو فرعون والوں نے اسے اٹھا لیا۔ تاکہ (بالآخر) وہ ان کا دشمن اور (باعث) غم ہو جائے، بیشک فرعون، ھامان اور اس کے لشکر جرم کرنے والے تھے، اور فرعون کی بیوی نے کہا (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرنا شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں، اور یہ لوگ (مستقبل کا) شعور نہیں رکھتے تھے۔ اور موسیٰ کی ماں کا دل خالی ہو گیا۔ اگر ہم نے ان کے دل کو ڈھارس نہ دی ہوتی تو قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا راز فاش کر دیتی، (ہم نے ڈھارس اس لیے دی) تاکہ وہ (اللہ کے وعدہ پر) اعتماد کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ اور موسیٰ کی ماں نے ان کی بہن سے کہا کہ تم اس کے پیچھے پیچھے جاؤ تو وہ اس کو دور، دور سے دیکھتی رہی اور فرعونیوں کو اس کا شعور نہ ہوا، اور ہم نے اس (کے پہنچنے) سے پہلے موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں کا دودھ حرام کر رکھا تھا، سو وہ کہنے لگی آیا میں تمہیں ایسا گھرانا بتاؤں جو تمہارے اس بچہ کی پرورش کرے اور وہ اس کیلئے خیر خواہ ہو، سو ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کرے اور وہ

یقین کرلے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے لیکن (ان کے) اکثر لوگ نہیں جانتے"۔

ان آیات میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش، رضاعت، دودھ پلانے اور دیگر پیدائش کے مراحل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حدیث پاک: امام ابن عساکر نقل کرتے ہیں کہ وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو حمل ہوا تو انہوں نے اس کو لوگوں سے چھپایا اور ان کے حاملہ ہونے کا کسی کو پتہ نہیں چلا اور چونکہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر احسان کرنا چاہتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو پردہ میں رکھا اور جس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اس سال فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی تفتیش کیلئے دائیوں کو بھیجا اور بہت سختی سے عورتوں کی تلاشی لی گئی، اتنی اس سے پہلے کبھی تلاشی نہیں لی گئی تھی۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حمل ہوا تو ان کا پیٹ پھولا اور نہ اس کا رنگ بدلا، تو دائیوں نے ان سے کچھ سروکار نہیں رکھا، اور جس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس رات ان کے پاس کوئی دائی تھی نہ اور کوئی مددگار۔ اور ان کی پیدائش پر ان کی بہن مریم کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان کو الہام فرمایا کہ وہ ان کو دودھ پلاتی رہیں اور جب ان پر کوئی خطرہ محسوس کریں تو ان کو ایک تابوت میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیں ان کی ماں انہیں تین ماہ تک دودھ پلاتی رہی، آپ گود میں روتے اور نہ ہی کوئی حرکت کرتے اور جب ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خطرہ محسوس ہوا تو انہوں نے ان کو تابوت میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا۔ (تاریخ دمشق الکبیر جلد ۶۴ صفحہ ۱۶)

اس روایت کو امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۲۴ صفحہ ۲۲۷، قاضی عبداللہ بیضاوی نے تفسیر البیضاوی علی حاشیہ عنایۃ القاضی جلد ۷ صفحہ ۲۸۰، علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۳۹۱، علامہ سید آلوسی نے تفسیر روح المعانی جز ۲۰ صفحہ ۶۹ اور امام بغوی نے معالم التنزیل جلد ۳ صفحہ ۵۲۳ پر بھی نقل کیا ہے۔

علاوہ ازیں آپ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کے سلسلہ میں مذکورہ کتب تفاسیر وغیرہ دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر:

سیدنا زکریا علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں چپکے سے ایک بار عرض کیا تھا: پروردگار! بیشک میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے میرے رب! میں تجھ سے دعا کر کے کبھی محروم نہیں رہا مجھے اپنے بعد اپنے قرابت داروں سے خطرہ ہے، میری اہلیہ بانجھ ہے، سو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرمایا جو میرا اور آلِ یعقوب کا وارث ہو اور میرے رب اسے پسندیدہ بنا دے۔ (مریم ۲ تا ۶)

یہی دعا آپ نے سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کے حجرہ میں بھی مانگی:

قال رب هب لی من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعآء (آل عمران: ۳۸)

''کہا اے میرے رب! مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے''۔

بارگاہِ ربوبیت سے آپ کو مژدہ سنا دیا گیا:

یا زکریا انا نبشرك بغلام ن اسمه یحیی لم نجعل له من قبل سمیاo قال رب انی یکون لی غلام و کانت امراتی عاقرا و قد بلغت من الکبر عتیاo قال کذلك قال ربك هو علی هین و قد خلقتك من قبل ولم تك شیئاo قال رب اجعل لی اية قال ایتك الا تكلم الناس ثلث لیال سویاo فخرج علی قومه من المحراب فاوحی الیهم ان سبحوا بكرة و عشیاo یا یحیی خذ الكتاب بقوة و اتینه الحكم صبیاo وحنانا من لدنا و زكوة و كان تقیاo وبرا بوالدیه ولم یكن جبارا عصیاo وسلام علیه یوم ولد ویوم یموت و یوم یبعث حیاo (مریم: ۷ تا ۱۵)

''اے زکریا! بیشک ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں، اس کا نام یحییٰ ہوگا، ہم نے اس سے پہلے اس کا نام (ہم نام) نہیں بنایا۔ عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ آپ کے رب نے فرمایا یہ میرے لیے آسان ہے اور میں

اس سے پہلے تم کو پیدا کر چکا ہوں جب تم کچھ بھی نہ تھے۔ عرض کیا اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دے! فرمایا: تمہارے لیے یہ نشانی ہے کہ تم تندرست ہونے کے باوجود تین راتوں تک لوگوں سے بات نہ کر سکو گے۔ پھر آپ اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو اشارے سے کہا کہ تم صبح اور شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔ اے یحییٰ! پوری قوت سے کتاب کو لے لو، اور ہم نے ان کو بچپن میں ہی نبوت عطا فرما دی اور اپنے پاس سے (ان کو) نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ تقویٰ والے تھے۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے۔ اور سرکش نافرمان نہ تھے اور سلام ہو ان پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن ان کی وفات ہو گی اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے"۔

ان آیات میں سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کے حالات، ولادت کی تفصیلات اور میلاد کے دن کی اہمیت اور اس دن کا سلامتی و عافیت والا ہونا، سب کچھ بیان کر دیا گیا ہے۔

حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر:

ان آیات میں میلاد سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر بھی ان الفاظ سے کر دیا گیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وقد خلقتك من قبل ولم تك شيئا۔ (مریم:۸)

"اور بیشک میں اس سے پہلے تم کو پیدا کر چکا ہوں، جب تم کچھ بھی نہ تھے"۔

حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کی پیدائش کا تذکرہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کی پیدائش کا ذکر قرآن مجید نے یوں فرمایا ہے:

اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت لك ما في بطني محررا فتقبل

منی انك انت السمیع العلیم ۝ فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثی والله اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثیٰ وانی سمیتها مریم و انی اعیذها بك و ذریتها من الشیطن الرجیم ۝ فتقبلها ربها بقبول حسن و انبتها نباتا حسنا و کفلها زکریا (الآیۃ)۔ (آل عمران: ۳۵ تا ۳۷)

''جب عمران کی بیوی (حنّہ) نے عرض کیا: اے میرے رب! جو میرے پیٹ میں ہے اس کی میں نے تیرے لیے نذر مانی ہے۔ (خاص تیرے لیے، دیگر ذمہ داریوں سے) آزاد کیا ہوا، سو تو میری طرف سے (اس نذر کو) قبول فرما، بیشک تو بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے، پھر جب اس کے ہاں لڑکی (مریم) پیدا ہوئی تو اس نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اس کے ہاں کیا پیدا ہوا ہے اور (میرا مطلوب) لڑکا (اللہ کی دی ہوئی) لڑکی کے مثل نہیں ہوسکتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ تو اس کے رب نے اس کو اچھی طرح قبول فرمالیا، اور اس کو عمدہ پرورش کے ساتھ پروان چڑھایا اور زکریا کو اس کا کفیل بنایا''۔

ان آیات مبارکہ میں حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کی ولادت، نام رکھنے، تربیت اور پرورش و کفالت کا تذکرہ واضح الفاظ میں موجود ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کی مکمل تفصیلات بھی قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

آیات مبارکہ:

قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ یوں کیا ہے:

اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرك بکلمۃ منه اسمه المسیح

عیسی ابن مریم و جیھا فی الدنیا والآخرة و من المقربین O ویکلم الناس فی المھد و کھلا ومن الصالحین O قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک اللہ یخلق ما یشآء اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون O ۔

(آل عمران: ۴۵ تا ۴۷)

"اور جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! اللہ تمہیں اپنی طرف سے ایک (خاص) کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے وہ دنیا و آخرت میں معزز ہے اور اللہ کے مقربین میں سے ہے، وہ لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کرے گا اور پختہ عمر میں بھی اور نیکوں میں سے ہوگا۔ مریم نے کہا! اے میرے رب! میرے بچہ کیسے ہوگا؟ مجھے تو کسی آدمی نے مس تک نہیں کیا۔ فرمایا: اسی طرح (ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے وہ جب کسی چیز کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جا اور وہ فوراً ہو جاتی ہے"۔

سورۃ مریم کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو!

"اس کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے! جب وہ اپنے گھر والوں سے دور مشرق میں ایک طرف چلی گئیں، پھر انہوں نے لوگوں کی طرف سے ایک آڑ بنالی، پس ہم نے ان کے پاس اپنی روح (اپنے فرشتے) کو بھیجا، اس نے مریم کے سامنے ایک تندرست بشر کی شکل اختیار کرلی۔ مریم نے کہا: میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ (فرشتہ نے) کہا: میں تو صرف تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔ لِاَھَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا، تاکہ میں تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا دوں۔ مریم نے کہا: میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ حالانکہ کسی بشر نے مجھے چھوا تک نہیں، اور نہ میں بدکار رہوں۔ فرشتہ نے کہا. اسی طرح ہوگا۔ آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے تاکہ ہم اسے لوگوں کیلئے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنادیں اور اس کام کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا۔ پس مریم کو اس کا حمل ہو گیا اور وہ اس حمل کے ساتھ دوسری

جگہ پر چلی گئیں، پھر دردزہ ان کو ایک کھجور کے درخت کی طرف لے گیا۔ انہوں نے کہا: کاش! میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہو جاتی، پھر درخت کے نیچے سے اس نے ان کو آواز دی آپ پریشان نہ ہوں آپ کے رب نے آپ کے نیچے سے ایک نہر جاری کر دی ہے اور آپ اس کھجور کے درخت کو اپنی طرف ہلائیں تو آپ کے اوپر تروتازہ پکی کھجوریں گریں گی سو کھاؤ اور آنکھ ٹھنڈی رکھو پس تم جب بھی کسی انسان کو دیکھو تو اس سے (اشارہ سے) کہو کہ میں نے رحمٰن کیلئے یہ نذر مانی ہے کہ میں آج ہرگز کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ پھر وہ اس بچے کو اٹھائے ہوئے لوگوں کے پاس گئیں تو انہوں نے کہا: اے مریم! تم نے بہت سنگین کام کیا ہے۔ اے ہارون کی بہن! نہ تمہارا باپ بدکردار تھا اور نہ تمہاری ماں بدچلن تھی۔ سو مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا، ان لوگوں نے کہا کہ ہم گہوارے میں (پڑے ہوئے) بچے سے کیسے بات کریں۔ اس (بچہ نے) کہا: بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے، اور اس نے مجھ کو برکت والا بنایا ہے، خواہ میں کہیں بھی ہوں اور میں جب تک زندہ رہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے اور مجھے اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرنے والا بنایا ہے، اور مجھے متکبر و شقی نہیں بنایا"۔

والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (مریم:۱۶تا۳۳)

"اور مجھ پر سلام ہو جس دن میرا میلاد ہوا اور جس دن میری وفات ہوگی اور جس دن میں اٹھایا جاؤں گا"۔

ان آیات میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تفصیلات کو بیان کر کے آخر میں ان کے میلاد والے دن پر سلام پڑھ کر اس کی عظمت واہمیت کو واضح کر دیا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے! یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

میلاد کو بیان کیجئے! جب مریم بیت المقدس سے نکل کر اس کی مشرقی جانب چلی گئیں وہ ایسی جگہ چلی گئیں جہاں ان کے اور ان کی قوم کے درمیان ایک پہاڑ تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر ہم نے ان کے پاس اپنی روح یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا وہ ان کے سامنے مکمل انسانی صورت میں آئے ان کا رنگ سفید تھا اور بال گھونگھریالے تھے، مریم نے جب ان کو اپنے سامنے دیکھا تو کہا میں تم سے رحمٰن کی پناہ میں آتی ہوں۔ اگر تم اس سے ڈرنے والے ہو، کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صورت اس شخص کے مشابہ تھی جس نے ان (مریم) کے ساتھ ہی بیت المقدس میں پرورش پائی تھی وہ قوم بنی اسرائیل سے تھا اور اس کا نام یوسف تھا وہ بھی بیت المقدس کے خدام میں سے تھا، مریم کو خدشہ ہوا کہ کہیں وہ شیطان کے ورغلانے سے تو نہیں آیا، جبریل نے کہا: میں تو صرف تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں، تا کہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا عطا کروں۔ مریم نے کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا؟ مجھے کسی خاوند نے نہیں چھوا اور میں کوئی بدکار عورت (بھی) نہیں۔ جبریل نے کہا: اسی طرح ہوگا آپ کے رب پر یہ آسان ہے۔ یعنی بغیر مرد کے پیدا کرنا، کیونکہ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم اس کو لوگوں کیلئے (اپنی قدرت پر) نشانی بنائیں گے اور وہ ہماری طرف سے اس شخص کیلئے رحمت ہوگا جو اس کی تصدیق کرے گا اور وہ لوگوں کو کتاب کی تعلیم دے گا اور وہ بنو اسرائیل کی طرف رسول ہوگا، اور میں اس کے ہاتھ سے اپنی نشانیاں اور عجیب وغریب امور کو ظاہر کروں گا۔ پھر مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوگئیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جبریل علیہ السلام قریب آئے اور انہوں نے مریم کے گریبان میں پھونک ماری اور پھونک مریم کے پیٹ میں چلی گئی اور اس سے حضرت مریم کو اسی طرح حمل ہو گیا جس طرح عورتوں کو حمل ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح پیدا ہوئے جس طرح عورتوں سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی

روح ان روحوں میں سے تھی جن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں میثاق لیا تھا اللہ تعالیٰ نے بشر کی صورت میں حضرت مریم کے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیجا پھر وہ اس روح سے حاملہ ہو گئیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام بیان کرتی ہیں کہ جب میں کسی سے بات کرتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیٹ میں تسبیح کرتے رہتے تھے اور جب میرے پاس کوئی نہیں ہوتا تھا تو وہ مجھ سے بات کرتے اور میں ان سے بات کرتی۔

(ماخوذ از مختصر تاریخ دمشق جلد ۲۰ صفحہ ۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج (جبریل نے) کہا نیچے اتریئے اور نماز پڑھیئے! پس میں نے نماز پڑھی، اس نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کس جگہ نماز پڑھی ہے؟

صلیت ببیت لحم حیث ولد عیسی علیہ السلام (الحدیث)۔

(سنن نسائی جلد ۱ صفحہ ۷۸ باب فرض الصلوٰۃ، طبرانی کبیر جلد ۷ صفحہ ۲۸۳، مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۷۳، مسند شامیین جلد ۱ صفحہ ۹۴، مسند بزار جلد ۸ صفحہ ۴۱۰، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۷)

"آپ نے بیت لحم (یروشلم) میں نماز پڑھی ہے، جہاں عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بلا کر ذکر میلاد عیسیٰ علیہ السلام کیا گیا۔

معلوم ہوا کہ جہاں "میلاد النبی" ہو اس جگہ کی عظمت بڑھ جاتی ہے، وہ شرف میں دوسروں سے ممتاز ہو جاتی ہے اور وہاں پر حاضری دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

سیدنا امام الانبیاء (علیہ السلام) کے تذکار میلاد:

سطور بالا میں جب قرآن و حدیث کے صریح حوالہ جات سے دیگر محبوبانِ خدا و مقربانِ بارگاہِ الٰہ کے میلاد، پیدائش اور ظہور و آمد کے رنگا رنگ تذکرے گذرے ہیں، تو ظاہر ہے، سرکارِ ابد قرار، احمد مختار، دو عالم کے سردار اللہ کے پیارے، علیہ سلام و تحیۃ و صلوٰۃ من العزیز الغفار کے میلاد مبارک کا چرچا و تذکرہ کا ہونا ایک لازمی اور بدیہی

امر ہے۔قرآن وحدیث کے کتنے ہی مقامات کو اس پرنور اور سراپا سرور ذکر سے نوازا گیا ہے۔گو تمام نصوص کا احصاء ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، تاہم ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے بطور چند ''تذکار'' درج ذیل ہیں۔

① قرآن مجید نے لعمرك۔(الحجر:۷۲)۔(تیری زندگی کی قسم!) کہہ کر محبوب کی ساری عمر کے ساتھ ساتھ میلاد مبارک کی بھی قسم فرمائی ہے۔

② اور وتقلبك في الساجدين۔(الشعرآء:۲۱۹)۔(آپ کا منتقل ہونا سجدہ کرنے والوں میں) کہہ کر آپ کی آمد وولادت کی طرف زبردست اشارہ کیا ہے۔

③ قرآن نے فقد لبثت فيكم عمرا من قبله۔(یونس:۱۶)۔(تحقیق میں نے اس سے پہلے تم میں اپنی عمر کا ایک حصہ گذارا ہے) کہہ کر آپ کی چالیس سالہ زندگی جس کا آغاز میلاد سے ہوتا ہے کو منکرین کے سامنے بطور دلیل ومعجزہ کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

④ اور پھر باری تعالیٰ نے آپ کے والد اور آپ کے میلاد کی یوں قسم فرمائی ہے:

ووالد وما ولد۔(البلد:۳)

''قسم ہے والد کی اور جو پیدا ہوا اس (مولود) کی قسم!''۔

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

والوالد آدم او ابراهيم وما ولد ذريته او محمد صلى الله عليه وسلم ۔(تفسیر بیضاوی صفحہ ۷۹۹)

''والد سے مراد سیدنا آدم علیہ السلام یا سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں اور وما ولد سے مراد ان کی اولاد یا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔

علامہ نیشاپوری فرماتے ہیں:

والاكثرون على ان الوالد ابراهيم واسماعيل عليهما السلام والولد محمد صلى الله عليه وسلم كانه قسم ببلده ثم بولده۔

(غرائب القرآن جلد... صفحہ ۹۸)

''اکثر مفسرین کا موقف یہ ہے کہ والد سے مراد سیدنا آدم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام ہیں اور ولد سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، گویا اللہ نے پہلے آپ (ابراہیم علیہ السلام) کے شہر (مکہ) کی قسم فرمائی پھر ان کے بیٹے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم فرمائی''۔

قاضی ثناء اللہ مظہری فرماتے ہیں:

المراد بالوالد آدم و ابراهيم عليهما السلام او اى والد كان وما ولد محمد صلى الله عليه وسلم ۔(تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۴)

''والد سے مراد سیدنا آدم وسیدنا ابراہیم علیہما السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد ہیں اور وما ولد سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔

تو گویا اس آیت کریمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء (حضرت عبداللہ سے لے کر سیدنا آدم علیہ السلام تک ہر والد) کی قسم فرمائی گئی ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور میلاد کی قسم فرمائی گئی ہے۔

۵ ارشاد ربانی ہے: والضحٰی ۝ واللیل اذا سجٰی ۝ (الضحٰی: ۱، ۲)

''چاشت کی قسم! اور رات کی قسم! جب وہ چھا جائے''۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں: یہاں میلاد النبی کے دن کی قسم بیان کی گئی ہے۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۳۵۸)

امام حلبی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس جملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی رات کی قسم فرمائی ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۵۸)

۶ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم يجدك يتيما فاوٰى ۔(الضحٰی: ۶)

''کیا اس (اللہ) نے آپ کو یتیم نہ پایا، تو اس نے ٹھکانہ دیا''۔

اس آیت میں آپ کی حالت یتیمی کا تذکرہ ہے، جس کا تعلق آپ کی ولادت اور آپ کے بچپن و لڑکپن کے ساتھ ہے۔ کیونکہ آپ کی ولادت حالت یتیمی میں ہوئی

تھی، تو خدا نے آپ پر اپنی نوازشات فرمائیں، ان کا ذکر اس آیت میں فرمایا۔

احادیث مبارکہ:

کتب احادیث حضور اکرم ﷺ کے مبارک و پرنور تذکار سے مملو ہیں۔ بعض روایات میں میلاد، ولادت وغیرہ کا ذکر صراحۃً مذکور ہے، جبکہ متعدد مقامات پر آپ کے آباء واجداد، خاندان وقبیلہ اور ولادت مقدسہ کے ابتدائی امور وغیرہ کا ذکر بڑی ہی عمدگی کے ساتھ موجود ہے۔ چند مقامات درج ذیل ہیں:

سرکار کائنات ﷺ کا عمل مبارک:

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔۔۔ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ قَالَ ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُّ فِیْہِ ۔۔۔ الحدیث۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۶۸ واللفظ لہ، سنن کبریٰ جلد ۴ صفحہ ۲۸۶، ۳۰۰، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۹۷، ۲۹۶، مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹، مصنف عبدالرزاق ج ۴ صفحہ ۲۹۶)

''بیشک رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میرا میلاد ہوا''۔

(۱) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

تَذَاکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِیْلَادَھُمَا عِنْدِیْ ۔ (المعجم الکبیر جلد ۱ صفحہ ۵۸، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۶۳)

''رسول اللہ (ﷺ) اور سیدنا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے میرے پاس اپنے اپنے میلاد کا تذکرہ کیا''۔

امام ہیثمی نے اس روایت کو نقل کر کے کہا: اسنادہٗ حسن (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۶۳)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کرامتی عند ربی ولدت مختونا مسرورا۔

"میرے رب کے ہاں میری یہ بھی کرامت (اعزاز) ہے کہ میں ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوا"۔ (دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۰۰ لابی نعیم، الشفاء جلد ا صفحہ ۵۴)

﴿۳﴾ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی عنداللہ مکتوب خاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینتہ و سأخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم و بشارۃ عیسی و رؤیا امی التی رأت حین و ضعتنی و قد خرج لھا نور اضاءلھا منہ قصور الشام۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳ واللفظ لہ، طبرانی کبیر جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۳ برقم ۶۳۱، مسند بزار برقم ۲۳۶۵، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۷، دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۸۰، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰، ابن حبان جلد ۱۴ صفحہ ۳۱۳ برقم ۶۴۰۴، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۲۲، شرح السنہ جلد ۷ ص ۱۳، شعب الایمان جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین مقرر ہو چکا تھا اور اس وقت حضرت آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اپنی ابتداء (تخلیق) کی خبر دیتا ہوں، میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے ایک نور نکلا، جس سے ان کیلئے شام کے محلات روشن ہو گئے"۔ (حاکم اور ذہبی دونوں نے اسے صحیح کہا ہے)

﴿۴﴾ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مضمون منقول ہے۔ ملاحظہ ہو! (دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۸۱، سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۱۹۵، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

﴿۵﴾ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مضمون منقول ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد ا صفحہ ۱۰۲، دلائل النبوۃ جلد ا، صفحہ ۸۱، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

﴿۶﴾ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا:

سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شیء خلقہ اللہ

تعالیٰ؟ فقال ھو نور نبیك یا جابر خلقه ثم خلق فیه کل خیر، و خلق بعدہٗ کل شی ءٍ و حین خلقهٗ أقامهٗ قدامهٗ مقام القرب ۔۔۔ الحدیث۔

(الجزء المفقود من المصنف لعبد الرزاق برقم ۱۸ صفحہ ۶۳، ۶۴)

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا پھر اس میں ہر خیر کو پیدا کیا اور ہر شے کو اس کے بعد پیدا کیا اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے اپنے سامنے مقام قرب میں قائم کیا''۔

یہ مضمون کتب ذیل میں بھی ہے:

مواہب لدینہ جلد ۱ صفحہ ۶۶، سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱، مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹، ۲۲۱، زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۱۴۸، تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۲۰، المورد الروی صفحہ ۴۴، روح المعانی جزء ۸ صفحہ ۵۱، الدر البہیہ صفحہ ۳، کشف الخفاء جلد ۱ صفحہ ۲۶۵، تلقیح صفحہ ۱۲۸ لابن عربی۔

فائدہ: ''الجزء المفقود'' پر منکرین کے شکوک وشبہات کے ازالہ کیلئے ''علمی محاسبہ'' (از مولانا کاشف اقبال مدنی حفظہ اللہ) ملاحظہ فرمائیں!

(۷) ارشاد نبوی ہے: اول ما خلق اللہ نوری۔

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا''۔ (زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۴۸، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲، مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۲۲، تفسیر روح المعانی جلد ۵ جزء ۸ صفحہ ۷۱، مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹، ۲۲۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

(۸) ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے:

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث۔

''میں پیدائش میں تمام نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۶ لابی نعیم، الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳، درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۵، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۷۰ ...

(۹) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھے (میرے نور کو) حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا۔ اس کے بعد مجھے حضرت نوح کی پشت میں رکھا، جب ان کی کشتی طوفان سے کنارے لگ رہی تھی میں ان کے ساتھ تھا پھر مجھے حضرت ابراہیم کی پشت میں رکھا گیا، اس طرح میں پاک پشتوں سے ہوتا ہوا پاک شکموں میں منتقل ہوا اور اپنے والدین کے ہاں آ گیا''۔ (الشفاء جلد ا صفحہ ۴۸، الخصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۳۹، الوفاء جلد ا صفحہ ۳۵، شرح الشفاء جلد ا صفحہ ۳۵ ۴ للخفاجی وعلی ھامشھا للعلی)

(۱۰) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''میری والدہ نے خواب دیکھا کہ میرے شکم میں جو بچہ ہے وہ نور ہے''۔
(ابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۳۷۲)

۱۱ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما خلق الله تعالىٰ آدم عليه السلام خبره ببنيه فجعل يرى فضائل بعضهم على بعض فرأى نورا ساطعا في أسفلهم فقال: يارب من هذا؟ فقال ابنك احمد هو أول وهو آخر وهو أول مشفع۔ (دلائل النبوة جلد ۵ صفحہ ۴۸۳، الاوائل جلد ا صفحہ ۲۷ ابن ابی عاصم، الخصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۳۹)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کے بیٹوں کی خبر دی، پس وہ بعض کے بعض پر فضائل دیکھنے لگے، انہیں ان کے آخر سے ایک نور ابھرتا ہوا دکھائی دیا، انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ کون ہے؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ آپ کے بیٹے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے، اور وہ اول ہیں، آخر ہیں اور سب سے پہلے ان کی شفاعت قبول کی جائے گی''۔

۱۲ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر قرن

میں بنو آدم کے بہترین لوگوں میں بھیجا گیا حتیٰ کہ جس قرن میں، مَیں ہوں۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۳، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۷۳، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۱)

۱۳ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو چنا اور اولاد اسماعیل سے بنو کنانہ کو چنا، بنو کنانہ سے قریش کو چنا، قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے مجھے چنا۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۵، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۰۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۱)

۱۴ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، گویا انہوں نے (آپ کے نسب کے متعلق) کچھ سنا تھا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے۔ فرمایا: مَیں کون ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ پر سلامتی ہو آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے سب سے بہتر مخلوق میں رکھا، جب ان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے بہتر گروہ میں رکھا، پھر جب قبائل پیدا کیے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا، جب جانیں پیدا کیں تو مجھے سب سے بہتر جان میں رکھا پھر جب گھر پیدا کیے تو مجھے سب سے بہتر گھر میں رکھا۔ پس میرا گھر بھی سب سے بہتر ہے اور میری جان بھی سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۱۰، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۱۶۷، دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد ۱ برقم: ۱۶، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳، المستدرک جلد ۳ صفحہ ۲۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ صفحہ ۴۰۹)

۱۵ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں، آدم علیہ السلام سے لے کر حتیٰ کہ میں اپنی ماں سے پیدا ہوا، زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ (طبرانی اوسط برقم: ۴۷۲۵، دلائل النبوۃ جلد ۱ برقم ۱۴، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۷ صفحہ ۱۹۰، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۱۷)

۱۶ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے ماں باپ کبھی زنا سے نہیں ملے، اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ سے پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا درآں حالیکہ وہ صاف اور مہذب تھے اور جب بھی دو شاخیں نکلیں میں ان میں سے سب سے بہتر شاخ میں تھا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد ا صفحہ ۵۷ برقم ۱۵، الخصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۶۴، تہذیب تاریخ دمشق جلد ا صفحہ ۳۴۹)

۱۷ ایک مرتبہ قریش کے کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے اور انہوں نے اپنے حسب ونسب پر تفاخر کیا۔ سیدہ صفیہ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: تمہارا نسب سب سے اعلیٰ کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ ہم میں محبوب خدا ﷺ ہیں، اس پر وہ لوگ غضبناک ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کا نسب تو ایسے ہے، جیسے کوئی کھجور کا پودا کسی کوڑے کرکٹ سے اگ آئے۔ حضرت صفیہ نے یہ واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کر دیا تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور حضرت بلال کو حکم دیا (کہ تمام لوگوں کو جمع کرو) پس انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا (وہ جمع ہو گئے) تو آپ منبر پر قیام فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا: لوگو! (بتاؤ) میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرا نسب بیان کرو۔ انہوں نے کہا: (آپ) محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے نسب کو کم تصور کرتے ہیں۔ پس خدا کی قسم! میں نسب کے لحاظ سے ان سے افضل ہوں اور رضاعت کے اعتبار سے ان سے بہتر ہوں۔ (مسند بزار صفحہ.....)

۱۸ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کے دو حصے کیے اور مجھے ان میں سب سے اچھے حصے میں رکھا، پھر اس نصف کے تین حصے کیے اور مجھے اس تیسرے حصہ میں رکھا جو سب سے بہتر، اچھا اور افضل تھا۔ پھر لوگوں میں سے عرب کو چنا، پھر عرب سے قریش کو چنا، پھر قریش سے بنو ہاشم کو چنا، پھر بنو ہاشم سے (حضرت) عبد المطلب کو چنا پھر (حضرت) عبد المطلب کی اولاد میں سے مجھے چنا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ا صفحہ ۱۸، کنز العمال برقم ۲۲۳۲۱، جمع الجوامع برقم ۱۵۳۰۷)

۱۹ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ پر میرے باپ فدا ہوں، جب حضرت آدم جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا: میں حضرت آدم کی پشت میں تھا اور جب مجھے کشتی میں سوار کرایا گیا تو میں اپنے باپ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں تھا، اور جب مجھے (آگ میں) ڈالا گیا تو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں تھا، میرے والدین کبھی بدکاری پر جمع نہیں ہوئے اور اللہ مجھے ہمیشہ معزز پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔ میری صفت مہدی ہے، اور جب بھی دو شاخیں ملیں مَیں سب سے بہتر شاخوں میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نبوت کا میثاق اور اسلام کا عہد لیا اور تورات وانجیل میں میرا ذکر پھیلایا اور ہر نبی نے میری صفت بیان کی اور زمین میرے نور سے چمک اٹھی اور بادل میرے چہرے سے برستا ہے اور مجھے اپنی کتاب کا علم دیا اور آسمانوں میں میرے شرف کو زیادہ کیا اور اپنے ناموں میں سے میرا نام بنایا پس عرش والا محمود ہے اور میں محمد ہوں... (الحدیث)۔ (البدایہ والنہایہ جلد۲ صفحہ ۲۱۱)

فائدہ: یہی مضمون حافظ ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیہ جلد۴ صفحہ ۱۷۷ برقم ۴۲۵۷، ۴۲۵۶ پر اور حافظ سیوطی نے الدر المنثور جلد۶ صفحہ ۲۹۹، ۲۹۸ پر نقل کیا ہے۔

۲۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی لوگوں میں دو فرقے (حصے) ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے بہتر فرقہ میں رکھا۔ پس مجھے اپنے والدین سے اس حال میں نکالا (پیدا کیا) گیا کہ مجھے زمانہ جاہلیت کی کوئی چیز نہیں پہنچی تھی۔ اور میں نکاح سے نکالا گیا، اور حضرت آدم سے لے کر میرے ماں باپ تک میں زنا سے نہیں نکالا گیا، پس میں خود اور میرے آباؤ اجداد تم میں سب سے خیر اور افضل ہیں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۱۷۴، تاریخ دمشق کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۹ برقم ۵۵۵)

حافظ ابن کثیر نے کہا کہ اس کی سند ضعیف ہے، لیکن اس کے بہت شواہد ہیں (جو اسے ضعف کے درجہ سے نکال دیتے ہیں) حافظ ابن کثیر نے ان شواہد کا ذکر کیا

ہے۔ ملاحظہ ہو! البدایہ والنہایہ جلد۲ صفحہ ۲۷۸۔

۲۱ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور ان میں سے اوپر والے آسمانوں کو فضیلت دی اور ان میں جس مخلوق کو چاہا رکھا اور سات زمینوں کو پیدا کیا اور ان میں اوپر والی زمین کو فضیلت دی اور اس میں جس مخلوق کو چاہا رکھا۔ مخلوق کو پیدا کیا تو اس میں بنو آدم کو سب مخلوق پر فضیلت دی اور بنو آدم میں سے عرب کو چن لیا اور عرب میں مضر کو چن لیا، مضر سے قریش کو چن لیا، قریش سے بنو ہاشم کو چن لیا اور بنو ہاشم سے مجھے چن لیا، پس میں بہترین لوگوں میں بہترین لوگوں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ پس جس نے عربوں سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے عربوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد ا صفحہ ۵۸، ۵۹ برقم ۱۸، المعجم الکبیر برقم ۱۳۶۵، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۶۱۵، المستدرک جلد ۴ صفحہ ۷۳، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ا صفحہ ۱۷۲،۱۷۱، البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

۲۲ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں۔ جب بھی لوگوں کے دو گروہ ہوئے، مجھے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے سب سے بہتر گروہ میں رکھا، پس میرا اپنے ماں باپ سے ظہور ہوا (میلاد ہوا) تو مجھے زمانۂ جاہلیت کی بدکاریوں میں سے کسی چیز نے نہیں چھوا تھا اور میں نکاح کے ذریعہ پیدا ہوا اور میں بدکاری کے ذریعہ پیدا نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میں اپنے ماں باپ تک پہنچا، پس میں بھی تم سے خیر اور بہتر ہوں اور میرے باپ بھی تم سے خیر اور افضل ہیں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ا صفحہ ۱۷۵،۱۷۴، تاریخ دمشق کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۰، ۲۹ برقم ۷۵۵، البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

۲۳ سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ہم آپ کی قوم سے یہ سنتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مثال ایسی ہے جیسے کچرا کنڈی (گھوالے) میں کھجور کا درخت اگ گیا ہو، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں کون ہوں! لوگوں نے کہا: آپ رسول اللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ راوی نے کہا ہے کہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہرگز نہیں سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: سنو! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا پھر اس کے دو گروہ کیے اور مجھ کو ان میں سے سب سے افضل اور سب سے بہتر گروہ میں رکھا، پھر ان کے قبائل بنائے اور مجھ کو سب سے افضل اور سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا۔ پھر ان کے گھر بنائے اور مجھ کو سب سے افضل اور سب سے بہتر گھر میں رکھا۔ پس میرا گھرانا سب سے افضل اور سب سے بہتر ہے اور میں خود سب سے افضل اور سب سے بہتر ہوں۔

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۶۶، ۱۶۵، ۱، المعجم الکبیر جلد ۲۰ صفحہ ۲۸۶ برقم ۱۳۸۲۴، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۱۶۹، ۱۶۸، سنن ابن ماجہ برقم ۱۴۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ برقم ۳۷۵۸، ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

ایسی مزید کئی روایات ہیں کہ جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، میلاد، پیدائش، آمد، ظہور، پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل ہونا اور آپ کے خاندان وقبیلہ کی نفاست وفضیلت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ انصاف پسندی اور حمایت حق کے جذبہ سے سرشار ہو کر اگر ان احادیث مبارکہ پر غور کیا جائے تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ ان میں وعظ وتقریر بھی ہے، منبر بھی ہے، مجمع وحاضرین بھی ہیں، محفل وجلسہ کا اہتمام بھی کارفرما ہے اور میلاد کا تذکرہ وچرچا بھی!

نوٹ: ابھی صرف وہی روایات پیش کی گئی ہیں جن میں تخلیق، ولادت، ظہور اور پشتوں سے رحموں کی طرف انتقال اور پھر والدین کریمین سے تولد وخروج کا ذکر ہے، اگر ان کے ساتھ وہ تمام احادیث مبارکہ بھی جمع کر لی جائیں جن میں ارسال، ارسال، ارسلنا،

بعثت اور بعث وغیرہ کے الفاظ سے آپ کی آمد و تشریف آوری اور رسالت و بعثت مبارکہ کا تذکرہ ہے تو ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

ذکر میلاد النبی ﷺ تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں:

1 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اور (سیدنا) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس اپنے اپنے میلاد کا تذکرہ کیا۔

(طبرانی کبیر جلد ۱ صفحہ ۵۸، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۶۳)

اس کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں نے ایک دوسرے سے میلاد کا ذکر سنا، لہٰذا ذکر میلاد اور اس کیلئے مجلس اور پھر اس ذکر کو سننا یہ سارے امور جہاں رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہو رہے ہیں وہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی ان کا ثبوت مل رہا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک

2 سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب میں درج ذیل اشعار عرض کیے یا رسول اللہ!

واحسن منك لم ترقط عينى　　واجمل منك لم تلد النسآء

خلقت مبرأ من كل عيب　　كانك قد خلقت كما تشآء

(دیوان حسان رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۰)

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں
آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں
آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے
گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے پیدا کیا گیا ہے

فائدہ: [illegible] حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالتماب ﷺ میں اپنے نعتیہ اشعار [illegible] ظاہر کرتے تو رسول مکرم ﷺ ان کیلئے منبر بچھانے کا اہتمام [illegible] پڑھ کر نعت خوانی کا شرف حاصل کرتے۔ آپ

انہیں مدحت کا حکم بھی دیا کرتے۔ (ملاحظہ ہو! بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۵۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۰، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۲۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷، مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۰)

ان اشعار میں سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر کیا ہے تو ظاہر ہے کہ آپ کی ولادت کا ذکر منبر پر ہوا، آپ کے سامنے ہوا، اور یہاں دیگر محبانِ رسول، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے، تو یہی انداز "محفل میلاد" ہے۔

۳ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درج ذیل اشعار عرض کیے:

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مستترا فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتك المهیمن من خندف علیاء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق
فنحن فی ذلك الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۵ صفحہ ۶۸، ۶۷، البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۹، ۶۲، المعجم [illegible] جلد ۴ صفحہ ۲۱۳ برقم ۴۱۶۷، المستدرک جلد ۳ صفحہ ۳۲۷، تلخیص المستدرک جلد ۳ صفحہ ۳۲۷، تاریخ دمشق کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۳۳، ۲۳۱، مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۲، زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۸۵، ۸۲، نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۰۵، تفسیر قرطبی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۵، سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۵ صفحہ ۴۷۰، ۴۶۹، القلمۃ السندسیہ صفحہ ۴۰، ۳، الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۷، الاستعیاب جلد ۲ صفحہ ۴۴۰، ۴۴۷، الاصابہ فی ترجمہ خریم، ابن شاہین جلد ۱ صفحہ ۴۲۳، السیرۃ لابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۹۵، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۱۷، سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۲، الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۰۰، وشرح الشفاء لقاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۵، سیر اعلام النبلاء جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

"یعنی: یارسول اللہ! اس سے پہلے آپ سایوں میں پاکیزگی کے ساتھ تھے،

حضرت آدم جنت میں جہاں تھے، وہاں درختوں کے پتے چمٹے ہوئے تھے، پھر آپ شہروں کی طرف اتر آئے، اس وقت آپ نہ بشر تھے، نہ گوشت کا ٹکڑا تھے اور نہ جما ہوا خون تھے بلکہ آپ نطفہ تھے، جب آپ کشتی میں سوار ہوئے، نسر (بت) کے منہ میں لگام ڈالی گئی اور اس کے ماننے والے غرق ہو گئے، آپ (پاک) پشتوں سے (پاک) رحموں کی طرف منتقل ہو رہے تھے، جب ایک عالم (زمانہ) کے بعد دوسرا عالم گذرتا رہا، آپ حضرت خلیل کی پشت میں (چھپے) تھے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا، جس کی پشت میں آپ ہوں اسے آگ کیسے جلا سکتی ہے، آپ کے شرف کی بلندی نے، نسب کی بلندیوں کو جمع کر لیا ہے اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو تمام زمین روشن ہو گئی، اور آپ کے نور سے آسمانوں کے کنارے چمکنے لگے، سو ہم اس چمک اور نور میں، ہدایت کے راستے تلاش کر رہے ہیں"۔

نوٹ: یہی اشعار ابن قیم نے زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۴۷۰، اشرفعلی تھانوی نے نشر الطیب ص ۸، ۹، خطبات حکیم الامت جلد ۳۱ صفحہ ۱۳۹، شکر النعمۃ صفحہ ۴۸، نواب صدیق نے الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۱۰، بادشاہ گل دیوبندی نے نور و بشر صفحہ ۱۸، عبداللہ نجدی نے مختصر سیرت الرسول صفحہ ۳۰ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۲۳ جون ۱۹۹۵ء پر بھی ہیں۔

فائدہ: واضح رہے کہ سیدنا خریم بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک سے واپس لوٹے تو میں اسلام لایا۔ اس وقت میں نے سنا کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ یہ کہہ رہے تھے: یارسول اللہ! میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کہو! اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ملمع کاری اور بناوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مذکورہ نعتیہ اشعار کہے۔

(دلائل النبوۃ جلد ۵ صفحہ ۶۸، ۶۷)

اس غزوہ میں تقریباً تیس ہزار کا مجمع تھا، جس میں خلفاء اربعہ بھی تھے۔

(ملاحظہ ہو! سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۱، باب غزوہ تبوک)

اب اندازہ فرمایئے کہ اس قدر جم غفیر اور اجتماع کثیر کے سامنے حضور اکرم ﷺ کے اذن سے، آپ کی ولادت پاک کے ذکر جلیل کو ''جلسۂ میلاد مصطفیٰ ﷺ'' کے نام سے ہی یاد کیا جائے گا۔

۴ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: پیر (سوموار) کے دن کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے ساتھ ایک خاص مناسبت حاصل ہے۔ پیر کے دن آپ کی ولادت ہوئی، پیر کے دن آپ کو نبوت (کے اعلان کی اجازت) ملی، پیر کے دن ہی حجر اسود اپنی جگہ پر نصب کیا گیا، پیر کے دن آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے غار ثور سے سفر کی ابتداء فرمائی، پیر کے دن آپ مدینہ پہنچے اور پیر کے دن ہی آپ کا وصال ہوا۔ (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۷۷ برقم ۲۵۰۶، البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

۵ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے اسے ایک سال کے بعد خواب میں برے حال میں دیکھا تو اس نے کہا کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت نہیں پہنچی، سوائے اس کے کہ ہر سوموار کو مجھ سے عذاب کم کر دیا جاتا ہے۔ (حضرت عباس نے) کہا کہ یہ اس لیے ہے کہ:

أن النبي صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين و كانت ثويبة بشرت أبا لهب بمولده فاعتقها۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۴۵)

''بیشک نبی کریم ﷺ کا میلاد سوموار کے دن ہوا تھا اور ثویبہ (ابولہب کی لونڈی) نے ابولہب کو آپ کے میلاد کی بشارت دی تو اس نے اسے آزاد کر دیا''۔

۶ قیس بن مخرمہ بیان کرتے ہیں: (سیدنا) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بنو یعمر بن لیث کے بھائی حضرت قباث ابن اشیم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ فقال رسول الله اكبر مني وانا اقدم منه في الميلاد۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

''تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور میں (آپ کے) میلاد سے پہلے ہوں''۔

فائدہ: اس حدیث کو امام ترمذی نے "باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ" میں درج کیا ہے۔ جس سے واضح ہے کہ "میلاد النبی" کی اصطلاح محدثین کے ہاں بھی کارفرما ہے۔

۷ مغیرہ بن ابی رزین بیان کرتے ہیں: (سیدنا) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کون بڑا ہے؟ آپ یا نبی کریم ﷺ؟ تو آپ نے فرمایا: ھو اکبر وانا ولدت قبلہ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ (المستدرک جلد۴ صفحہ ۳۶)

"اور میں آپ (کی ولادت) سے پہلے پیدا ہوا"

یہی بات مختصر تاریخ دمشق جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۶، سیر أعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۴۰۰ پر بھی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

انما صح ذلك عن العباس۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۱)

یہ بات حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے صحت کیساتھ ثابت ہے۔

۸ حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول۔ (سیرت ابن کثیر جلد ا صفحہ ۱۹۹، البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰، بیروت)

"رسول اللہ ﷺ عام الفیل، سوموار کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے"۔

۹ انہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كان صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين و بعث يوم الاثنين و توفي يوم الاثنين (الحديث)۔ (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۱)

"آپ ﷺ سوموار کے روز پیدا ہوئے، سوموار کے دن ہی مبعوث ہوئے اور سوموار کے دن ہی آپ کا وصال ہوا"۔

۱۰ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذين آتيناهم الكتاب يفرحون بما انزل اليك (الرعد: ۳۶)

"اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، جو آپ

کی طرف نازل کیا گیا ہے"۔

امام طبری لکھتے ہیں: وہ اصحاب محمد ﷺ ہیں جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول سے خوش ہوئے الخ۔ (جامع البیان برقم ۱۵۵۱۷)

۱۱ سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کا میلاد ہوا تو ساری زمین روشن ہوگئی۔ (الوفاء جلد ۱ صفحہ ۹۵، الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷)

۱۲ سیدہ شفا رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ حضرت آمنہ کے گھر پیدا ہوئے تو میرے لیے مشرق و مغرب کے درمیان کا سارا حصہ روشن ہوگیا اور میں نے شام کے محلات دیکھ لیے۔ (الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، الوفا جلد ۱ صفحہ ۹۵، زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

۱۳ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ (زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

۱۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وقتاً فوقتاً میلاد النبی ﷺ کا ذکر خیر کرتے رہتے تھے اور آپ کے اوصاف و کمالات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے بلکہ آپ کی آمد پر جلسے، بزم، محفل اور مجلس کے انداز میں بھی ذکر کیا کرتے تھے، اس کی ایک مثال حاضر خدمت ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے حجرۂ مبارہ سے باہر تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیٹھے ہوئے پایا تو فرمایا:

ما اجلسکم قالوا جلسنا نذکر الله و نحمده علی ما هدانا للاسلام و من علینا بك قال آلله ما اجلسکم الا ذلك قالو آلله ما اجلسنا الا ذلك قال اما انی لم استحلفکم تهمة لکم و انه اتانی جبریل علیه السلام فاخبرنی ان الله عزوجل یباهی بکم الملائکة۔ (المعجم الکبیر جلد ۱۹ صفحہ ۳۱۱، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۹۲، التوحید لابن مندہ صفحہ ۳۰۱، الزہد لابن مبارک صفحہ ۳۹۶)

"آج تمہیں کس نے بٹھایا (جلسہ کروایا) ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا ہم بیٹھے (ہم نے جلسہ کیا) ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس کی حمد وثناء کریں کہ اس

نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا اسی چیز نے تم یہاں بٹھایا؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! ہمیں اسی بات نے بٹھایا ہے۔ فرمایا میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی، بیشک میرے پاس جبریل آیا ہے اور اس نے بتایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل (جشن میلاد النبی پر) فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے"۔

ملاحظہ فرمائیں! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مطلوب کو بھیج کر مسلمانوں پر احسان فرمایا تو قدردانوں نے میلاد النبی پر شکر کرتے ہوئے محفل سجا کر خدا کا ذکر اور حمد و ثناء کی تو محبوب بھی خوش ہو گئے اور خدا تعالیٰ اس قدر راضی ہوا کہ اس عمل جشنِ میلاد پر اپنے معصوم فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ میلاد النبی ﷺ منانے والوں پر خدا بھی خوش اور محبوب خدا بھی راضی ہیں۔ لہٰذا اب ناراض ہونے والوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں!

۱۵ قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ولدت انا و رسول الله صلی الله علیه وسلم عام الفیل۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۲۰۲)

"میری اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل کو ہوئی تھی"۔

جشن میلاد النبی ﷺ

رسول کائنات ﷺ کی ولادت مقدسہ کی خوشی منانا، جشن میلاد النبی ﷺ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کیلئے شرعی حدود میں رہ کر کوئی اچھا، پسندیدہ اور بہتر طریقہ اپنایا جا سکتا ہے۔ قرآن و حدیث میں جگہ جگہ اس کی ترغیب و تحریض ہے۔

فضل و رحمت پر خوشی

حضور اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کا فضل عظیم اور رحمت کبریٰ ہیں، اور قرآن و حدیث میں خدا کے فضل و رحمت کے ملنے پر خوشی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

آیات قرآنیہ:

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔
(یونس ۵۸)

"(اے محبوب!) آپ فرمادیں کہ (یہ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے پس اس پر وہ (مسلمان) ضرور خوشی منائیں یہ اس (مال) سے بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں"۔

اس آیت میں فبذلک کا اشارہ کر کے تخصیص کردی ہے کہ خوشی منانے کی وجہ صرف اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہونا چاہیے۔ یعنی مسلمان کو صرف اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر مسرور اور خوش ہونا چاہیے۔ امام رازی، امام نسفی، علامہ خازن اور قاضی ثناء اللہ و دیگر مفسرین نے اس جگہ یہی نکتہ آفرینی فرمائی ہے کہ اس آیت کا مقصد یہی ہے کہ خوشی کو فضل و رحمت کے ساتھ مخصوص کیا جائے نہ کہ دنیاوی فوائد کے ساتھ۔

○ امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے:

ولم یرخص فی الفرح الا فی قولہ فبذلک فلیفرحوا (المفردات صفحہ ۳۸۹)

"اللہ تعالیٰ نے فبذلک فلیفرحوا (اپنے فضل و رحمت) کے علاوہ کہیں فرحت کی اجازت نہیں دی"۔

○ اللہ تعالیٰ نے عام حالات میں "فرحت" کو ناپسند فرمایا ہے:

ان اللہ لایحب الفرحین۔ (قصص:۷۶)

"اللہ تعالیٰ فرحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

چونکہ فرحت میں فخر، مباہات، شیخی، جشن اور لہر بہر کا مفہوم پایا جاتا ہے، اسی لیے عام حالات میں صرف مسرت کی اجازت دی اور اپنے فضل و رحمت کے ملنے پر فرحت کی اجازت ہی نہیں بلکہ فرحت و جشن کا حکم ارشاد فرمادیا۔

مخالفین کے ابن قیم نے لکھا: یہ فرحت اللہ کی تمام نعمتوں سے افضل بلکہ تمام نعمتوں کا عطر ہے (کتاب الروح:۳۷۳)

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا فضل اور رحمت ہیں

اس آیت (قل بفضل اللہ۔۔۔ الایۃ) کی تفسیر کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (الدر المنثور جلد ۴ صفحہ ۳۶۸)

- علامہ آلوسی نے بھی یہ تفسیر نقل کی ہے۔ (روح المعانی صفحہ ۲۰۵ جلد ۷ جزء ۱۱)
- علامہ اندلسی نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ (البحر المحیط جلد ۵ صفحہ ۱۷۱)
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی ''رحمت'' کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ اس سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

(الدر المنثور جلد ۴ صفحہ ۳۶۷، روح المعانی صفحہ ۲۰۵ جزء ۱۱ جلد ۷، زاد المسیر جلد ۴ صفحہ ۴۰)

مزید دیکھئے! تفسیر ابو السعود جلد ۴ صفحہ ۱۵۶۔

نوٹ: محمد شفیع دیوبندی نے بھی معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۵۴۴ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت لکھا ہے۔

۲ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العالمین کا بہت بڑا فضل اور جلیل القدر رحمت ہیں۔

- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم (الآیۃ)۔

(آل عمران: ۱۶۴)

''البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر احسان کیا جب انہی میں سے ان میں ایک (عظیم) رسول بھیجا''۔

اس انداز میں قرآن مجید میں کسی مقام پر کسی دوسری نعمت پر احسان نہیں جتایا گیا، جس سے واضح ہے کہ آپ خدا کا فضل عظیم ہیں۔

۳ مزید فرمایا:

انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا ۝ لتؤمنوا باللہ و رسولہ (الفتح: ۸-۹)

''ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا تا کہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ''۔

آپ کی وجہ سے ایمان کی دولت نصیب ہوئی، تو جب ایمان کا ملنا خدا کا فضل ہے تو آپ کا آنا بھی اس کا فضل ہے۔

۴ مزید فرمایا: اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، نذیر، خدا کے اذن سے اس کی طرف بلانے والا اور آفتاب عالمتاب بنا کر بھیجا ہے۔

وبشر المؤمنين بان لهم من الله فضلا كبيرا۔ (الاحزاب:۴۷)

اور مومنوں کو بشارت دیجئے! کہ ان کیلئے اللہ کی طرف سے، بہت بڑا فضل ہے۔

یعنی آپ کی آمد سے لوگوں کو ''بہت بڑے فضل'' کی خوشخبری ملی ہے۔ تو آپ کی ذات کا فضل خداوندی ہونا بھی ظاہر ہو گیا۔

۵ مزید فرمایا:

وكان فضل الله عليك عظيما۔ (النسآء:۱۱۳)

''اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے''۔

گویا آپ ﷺ ''فضل عظیم'' کے حامل ہیں، آپ کی ذات اور فضل عظیم لازم و ملزوم ہیں۔

۶ مزید فرمایا: وہی (ذات) ہے جس نے امی لوگوں میں انہیں میں سے (ایک عظیم) رسول بھیجا۔ جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یقیناً اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان بعد میں آنیوالوں کو (بھی) جو ابھی ان (صحابہ) سے نہیں ملے، اور وہی غالب، حکمت والا ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشآء والله ذوالفضل العظيم۔ (الجمعہ:۴،۳،۲)

''یہ (رسول کا بھیجنا) اللہ کا فضل ہے، وہ اپنا فضل دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے''۔

اس آیت میں واضح لفظوں میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ذکر فرما کر اسے اپنا فضل فرمایا گیا ہے۔

مفسرین نے بھی اس آیت سے یہ مفہوم مراد لیا ہے۔

(ملاحظہ ہو! تفسیر جلالین صفحہ ۴۶۰ لباب التاویل جلد ۴ صفحہ ۲۶۵، روح المعانی جزء ۲۸ صفحہ ۹۵،۹۴، مدارک التنزیل جلد ۴ صفحہ ۲۵۵، ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۶۴، البحر المحیط جلد ۸ صفحہ ۲۶۵، زاد المسیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۰ وغیرہ)

﴿۷﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهدآء والصالحين وحسن اولئك رفيقا○ ذلك الفضل من الله و كفى بالله عليما۔

(المائدہ: ۷۰،۶۹)

”پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین اور یہ بہت اچھے دوست ہیں۔ یہ (نیکوں کی رفاقت) اللہ کا فضل ہے اور وہ کافی ہے جاننے والا“۔

اس آیت میں انبیاء کرام وغیرہم کی رفاقت کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان کے وجود مقدسہ فضل خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہیں، جسے وہ مل جائیں اسے فضل الٰہی مل جاتا ہے۔ تو گویا ان کی آمد فضل الٰہی کی آمد ہے۔

﴿۸﴾ اور آپ ﷺ کے رحمت ہونے پر قرآن کی یہ آیت موجود ہے:

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين۔ (الانبیاء: ۱۰۷)

”اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر“۔

نوٹ: اشرف علی تھانوی نے بھی اس آیت کے تحت یہ بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو!

(مواعظ میلاد النبی صفحہ ۶۸)

اور نواب صدیق حسن نے قل بفضل اللہ (الآیۃ) کے ضمن میں آپ ﷺ

کونعمت قرار دے کر اس کی قدر و قیمت سمجھنے کی ترغیب دی ہے۔ (الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۵۶)

۹ مزید فرمایا:

رحمتی وسعت کل شیٔ فسأکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ھم بآیاتنا یؤمنون (الآیۃ)۔ (الاعراف:۱۵۶)

''میری رحمت ہر چیز پر عام ہے، میں اسے ان لوگوں کیلئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں''۔

۱۰ اس کی مزید وضاحت فرما دی کہ جن لوگوں کو خدا کی رحمت ملے گی وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا:

الذین یتبعون الرسول النبی (الآیۃ)۔ (الاعراف:۱۵۷)

''وہ لوگ جو رسول نبی کی پیروی کرتے ہیں''۔

یعنی رسول مکرم ﷺ کے پیروکاروں کو آپ کی ذات مبارکہ کے وسیلہ سے رحمت نصیب ہوئی ہے، تو معلوم ہوا کہ آپ کی ذات مقدسہ رحمت کا ذریعہ، وسیلہ سبب اور پیغام ہے۔

- بلکہ آپ نے خود دوٹوک فرما دیا:

انما بعثت رحمۃ۔ (مسلم صفحہ...، مشکوۃ صفحہ ۵۱۹)

''میں صرف رحمت بن کر بھیجا گیا ہوں''۔

- مزید فرمایا:

انما انا رحمۃ ۔ (الحدیث)۔ (مشکوۃ ص ۵۱۹، المستدرک جلد اصفحہ ۱۳۱)

''میں تو صرف رحمت (ہی رحمت) ہوں''۔

- مزید فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ بعثنی رحمۃ للعالمین (مسند احمد صفحہ.....، مشکوۃ صفحہ ۳۱۸)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا ہے"۔

فائدہ: رحمۃ للعالمین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ (الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۳۲۲)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فضل اور رحمت ہیں تو اللہ تعالیٰ حکم فرما رہا ہے کہ مسلمانوں کو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ضرور خوشی منانی چاہیے۔ اب فیصلہ کیجئے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی منانے والوں اور فتوے لگانے والوں میں کیا فرق ہے؟

شاید وہابیوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالی کے قلم سے قدرت نے اسی لیے یہ حقیقت لکھوادی کہ "سو جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت (خوشی) حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

(الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۱۲)

۱۱ لگے ہاتھوں قرآن کا فیصلہ بھی سن لیجئے! ارشاد ربانی ہے:

والذین اٰتینٰھم الکتاب یفرحون بما انزل الیك و من الاحزاب من ینکر بعضه (الآیۃ)۔ (الرعد: ۳۶)

"اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اور ان گروہوں میں بعض وہ ہیں جو اس کے بعض کا انکار کرتے ہیں"۔

امام ابن جریر لکھتے ہیں: وہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول سے خوش ہوتے ہیں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور یہود و نصاریٰ اس کا انکار کرتے ہیں۔ (جامع البیان برقم: ۱۵۵۱۷)

ابن زید نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: یہ وہ اہل کتاب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور اس پر خوش ہوئے تھے اور الاحزاب (گروہوں) سے مراد یہود، نصاریٰ اور مجوس کے گروہ ہیں۔ ان میں سے بعض آپ پر ایمان لائے اور بعض نے نکار کیا۔ (ایضاً: ۱۵۵۲۱)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی ولادت اور بعثت پر فرحت، مسرت اور خوشی کا اظہار کرنا صحابہ کرام اور دیگر مسلمانوں کا کام ہے اور یہ عمل مطلوب، محمود اور مندوب و مستحسن ہے اور آپ کی وجہ سے ناراض ہونا یہود و نصاریٰ اور مجوس کا طریقہ ہے۔

۱۲ ارشادِ خداوندی ہے:

یستبشرون بنعمة من الله وفضل (الآیة)۔ (آل عمران:۱۷۱)

''وہ اللہ کی نعمت اور فضل پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں''۔

۱۳ مزید فرمایا:

فرحین بما اٰتاھم الله من فضله (الآیة)۔ (آل عمران:۱۷۰)

''اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں عطا فرمایا ہے وہ اس پر خوش ہوتے ہیں''۔

معلوم ہوا کہ خدا کے فضل پر خوشی منانا، منشائے خداوندی کے عین مطابق ہے۔

۱۴ مزید ارشاد فرمایا:

ان الله لذوفضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔

(البقرة:۲۴۳)

''بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل (کرنے) والا ہے اور لیکن اکثر لوگ (اس کا) شکر ادا نہیں کرتے''۔

اس آیت کا اسلوب بتا رہا کہ فضل خداوندی کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے ملنے پر شکر کیا جائے اور خوشی و مسرت بھی شکر کا ہی ایک طریقہ ہے۔

نعمتِ الٰہی کا چرچا و تذکرہ

قرآن و حدیث کے چند وہ مقامات بھی ملاحظہ فرمالیں، جن میں نعمت کے ملنے پر اس کا چرچا، تذکرہ اور دھوم مچانے کا حکم، ذکر اور ترغیب دی گئی ہے۔

۱ ارشادِ ربانی ہے:

یاایھا الناس اذکروانعمت اللہ علیکم (الآیۃ)۔(فاطر:۳)

''اے لوگو! اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جو اس نے تم پر کی ہے''۔

۲ مزید فرمایا:

واذکروانعمۃ اللہ علیکم (الآیۃ)۔(المآئدہ:۷)

''اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر فرمائی ہے''۔

۳ مزید فرمایا:

فاذکروآ آلآء اللہ لعلکم تفلحون۔(الاعراف:۶۹)

''پس تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ''۔

گویا نعمت کو یاد کرنے والے کامیاب ہیں اور اسے بھلا دینے والے ناکام۔

۴ مزید فرمایا:

یٰبنی اسرائیل اذکروانعمتی التی انعمت علیکم (البقرہ:۴۰)

''اے بنو اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر فرمائی ہے''۔

۵ مزید فرمایا:

یٰبنی اسرائیل اذکرو نعمتی التی انعمت علیکم (البقرہ:۴۷)

''اے بنو اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم کو عطا فرمائی ہے''۔

۶ بنی اسرائیل پر متعدد نعمتوں کو گنواتے ہوئے اولاً فرمایا:

واذ نجینا کم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب (البقرہ:۴۹)

''اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تم کو بدترین عذاب پہنچاتے تھے''۔

یہاں آل فرعون کے سخت عذاب سے نجات کو نعمت قرار دیا ہے، اگر دنیوی عذاب سے چھٹکارا نعمت ہے اور اسے یاد رکھنا چاہئے تو شیطان، کفر اور جہنم و قبر کے عذاب سے نجات بھی بہت بڑی نعمت ہے، جو حضور اکرم ﷺ کے صدقہ و طفیل سے

مسلمانوں کو نصیب ہوئی، لہٰذا اس عظیم نعمت کو بھی یاد کرنا اور اس کا تذکرہ کرنا چاہیے!

۷ مزید فرمایا:

واما بنعمة ربك فحدث۔ (الضحیٰ:۱۱)

''اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو''۔

۸ مزید فرمایا:

فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون۔ (البقرہ:۱۵۲)

''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری نا شکری نہ کرو''۔

یعنی میری نعمتوں کو یاد کرو، ان کا اعتراف کر کے میری حمد وثناء کرو، اپنے نعمت دینے والے کے احسان مند ہو جاؤ اور اس کی نعمتوں کو بیان کرو، نعمتیں چھپا کر خدا کی نا فرمانی و ناشکری نہ کرو۔

۹ مزید فرمایا:

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

(ابراہیم:۷)

''اگر تم نے شکر کیا تو میں تم کو زیادہ (نعمت) دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو بیشک میرا عذاب ضرور سخت ہے''۔

۱۰ مزید فرمایا:

اعملوا آل داؤد شکرا و قلیل من عبادی الشکور۔ (سبا:۱۳)

''اے آلِ داؤد! شکر کرو، میرے بندوں میں شکر گزار بہت کم ہیں''۔

۱۱ مزید فرمایا:

ولا یرضی لعبادہ الکفر و ان تشکروا یرضه لکم۔ (الزمر:۷)

''اور وہ اپنے بندوں کیلئے ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ تم سے

راضی ہوگا"۔

۱۲ مزید فرمایا:

ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم (الاٰیۃ)۔(النسآء:۱۴۷)

"اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر ادا کرو اور (خالص) ایمان لے آؤ"۔

معلوم ہوا کہ خدا کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے سے عذاب سے نجات ملتی ہے اور نا شکری کرنے والے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

احادیث مبارکہ:

اب آیئے احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ معلوم کریں کہ شکر کا طریقہ، انداز اور اطوار کیا ہیں؟

۱ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے کوئی تحفہ دیا گیا، تو اس نے اس (نعمت) کا ذکر کیا۔ پس بیشک اس نے اس کا شکر ادا کیا اور اگر اسے چھپایا (کسی کو نہ بتایا) تو بیشک اس نے اس (نعمت) کا شکر ادا نہیں کیا۔ (سنن ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۳۰۷)

۲ مزید ارشاد فرمایا: جسے کوئی نعمت دی گئی، تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا بدلہ دے اگر وہ بدل نہیں دے سکتا تو نعمت دینے والے کا شکریہ ادا کرے اور اس کی تعریف کرے، پس جس نے تعریف کی تو اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا تو بیشک اس نے اس (نعمت) کی ناشکری کی۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۴، ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۳۰۷)

۳ مزید ارشاد فرمایا:

التحدث بنعمۃ اللہ شکر و ترکھا کفر۔ (مسند احمد جلد۴ صفحہ ۲۷۸، شعب الایمان برقم ۴۴۱۹)

"اللہ کی نعمتوں کا چرچا (تذکرہ اور ان کا بیان کرنا) شکر ہے اور ان کا بیان نہ کرنا کفر (ناشکری) ہے"۔

۴ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا موقف

یہ ہے کہ نعمتوں کا چرچا اور ان کا بیان کرنا، یہ ان نعمتوں کا شکر ہے۔ (جامع البیان جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۰)

۞۵۞ حسن کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ جب کسی قوم کو نعمت عطا فرماتا ہے تو اس سے شکر کا مطالبہ کرتا ہے، وہ شکر کریں تو وہ ان کی نعمت کو زیادہ کرنے پر قادر ہے اور جب وہ ناشکری کریں تو وہ ان کو عذاب دینے پر قادر ہے اور ان کی نعمت کو ان پر عذاب بنا دیتا ہے۔ (رسائل ابن ابی الدنیا جلد ۳ جزء ۲ برقم ۶۰)

۞۶۞ ارشاد نبوی ہے: ان اللہ یحب ان یری اثر نعمته علی عبده۔

(ترمذی جلد.... صفحہ....، مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۷، ۳۷۵، سنن کبریٰ جلد ۳ صفحہ ۲۷۱)

"بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی (کی گئی) نعمت کا اثر دیکھا جائے"۔

یعنی نعمت خداوندی کا اظہار ہونا چاہیے۔

۞۷۞ دوسری روایت میں ہے: "بے شک جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کوئی نعمت کرے تو وہ بہت پسند کرتا ہے کہ وہ اس پر دکھائی دے"۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۴۷۴، ۴۴۸، نسائی صفحہ.....)

اقوال الاکابر: اسی ضمن میں چند اقوال پیش خدمت ہیں:

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ جب تم دنیا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو تم کو دنیا سے ضرر نہیں ہوگا۔ (رسائل ابن ابی الدنیا جلد ۳ جزء ۲ برقم ۵۹)

۞۱۞ امام ترمذی لکھتے ہیں: جس نے نعمت کو چھپایا اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۴)

۞۲۞ علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں: پس بیشک نعمت کا چرچا کرنا اس کا شکر ہے۔

(روح المعانی جلد ۱۵ جزء ۳ صفحہ ۱۸۹)

۞۳۞ قاضی ثناء اللہ مظہری لکھتے ہیں: نعمت کا چرچا کرنا شکر ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۲)

۞۴۞ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: اللہ کی نعمتوں کا چرچا اور ان کا اعتراف کرنا شکر ہے۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جزء ۲۰ صفحہ ۱۰۲)

۵ امام رازی لکھتے ہیں: نعمت کا چرچا کرنا یہ ہے کہ اسے خود یاد کرے اور لوگوں کو بتائے اور اس نعمت کے حقائق دوسروں کے سامنے کھول کر بیان کرے۔ (تفسیر کبیر جلد ۳۱ صفحہ ۲۲۱)

۶ علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: پس بیشک بندے کا چرچا کرنا، اللہ کی نعمت کی خبر دینا زبان سے شکر کرنا ہے اور (ایسے ہی) لوگوں کو یاد دلانا بھی (شکر میں شامل ہے)۔
(روح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۹)

گفتگو کا ماحصل:

آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو گیا کہ نعمت پر شکر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ

۱ نعمت کو یاد رکھے اور نعمت کرنے والے کا ذکر کرے۔
۲ نعمت کو ظاہر کرے، لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرے۔
۳ نعمت کا چرچا کرے، ایک دوسرے کے سامنے اس کا بیان کرے۔
۴ خود بھی اس کا ذکر زبان پر لائے اور دوسروں کو بھی اس کے متعلق حقائق و واقعات کا بیان سنائے۔

چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کی نعمت ہیں، اور نعمت عظمیٰ، بلکہ سب نعمتوں کے ملنے کا سبب اور ذریعہ، نعمتوں کی آن، شان، جان اور عین نعمت ہیں، بلکہ دنیا جہاں کی تمام نعمتیں آپ کے دربار عالی سے موصول ہوتی ہیں، اس لیے محفل میلاد یا جشن میلاد اور جلوس میلاد کا اہتمام کر کے اس نعمت عظمیٰ کا چرچا، تذکرہ، شہرہ اور بیان کیا جاتا ہے اور دوسروں کو سنایا جاتا ہے جو کہ ان ارشادات قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری نعمتِ الٰہی ہے:

۱ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ قال موسی لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء (الآیۃ)۔ (المائدہ: ۲۰)

''اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے قوم سے کہا: اے میری قوم! تم پر جو اللہ نے نعمت کی ہے اس کو یاد کرو جب اللہ نے تم میں نبیوں کو بنایا''۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

''تم میں نبیوں کو بنایا، اس سے مراد عام ہے، خواہ وہ انبیاء پہلے ہوں یا بعد میں ہوں گے اور کسی امت میں اتنے انبیاء مبعوث نہیں کیے گئے، جتنے انبیاء بنو اسرائیل میں مبعوث کیے گئے تھے''۔ (روح المعانی جزء ۶ صفحہ ۱۰۵)

اس آیت میں قوم موسیٰ پر جو نعمتیں کی گئیں انہیں یاد دلایا گیا ہے اور سب سے پہلے نمبر پر انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کو نعمت قرار دے کر بتا دیا کہ انبیاء کرام کی تشریف آوری بھی امت کیلئے خدا کی نعمت ہوتی ہے۔

۲ ارشادِ خداوندی ہے:

یا ایھا الذین امنو اذکرو انعمت اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم (الآیۃ)۔ (المائدہ:۱۱)

''اے ایمان والو! تم پر جو اللہ کی نعمت ہے اس کو یاد کرو، جب ایک قوم نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے تم سے ان کے ہاتھوں کو روک لیا''۔

اس آیت میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ملاحظہ ہو!

حضرت یزید بن زیاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ بنو نضیر (یہودیوں) کے پاس ایک دیت کے معاملہ میں گئے (دو عامری مسلمانوں کو عمرو بن امیہ ضمری یہودی نے قتل کر دیا تھا، آپ ان سے ان کی دیت وصول کرنے تشریف لے گئے تھے) آپ نے ان سے فرمایا: اس دیت (کی وصول یابی میں) میری مدد کرو۔ انہوں نے کہا: ہاں! اے ابو القاسم! اب آپ کو ہم سے کام در پیش ہوا ہے، آپ بیٹھیے ہم آپ کو کچھ کھلاتے ہیں اور آپ کا مطلوب مہیا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بیٹھ گئے اور اس کا انتظار

کرنے لگے۔ آپ سے یہ گفتگو حیی بن اخطب نے کی تھی وہ یہودیوں کا سردار تھا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جس قدر یہ اب تمہارے قریب ہیں، اس سے زیادہ قریب تم ان کو کبھی نہ پاؤ گے، ان کو پتھروں سے مار کر قتل کر دو، پھر اس کے بعد تم کو کبھی مصیبت کا سامنا نہیں ہوگا، وہ چکی کا ایک بہت بڑا پاٹ لے کر آئے، تا کہ اس کو آپ پر گرا دیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں سے آپ کو بچا لیا اور جبرائیل آپ کو وہاں سے اٹھا کر لے گئے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! تم پر جو اللہ کی نعمت ہے اس کو یاد کرو، جب ایک قوم نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے تم سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا۔ (جامع البیان جلد ۶ صفحہ ۱۹۸)

یعنی محبوب پاک ﷺ کا اپنے وجود پاک کے ساتھ دوبارہ صحابہ کرام میں تشریف لے آنا اللہ کی مسلمانوں پر نعمت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نبی کا وجود نعمت الٰہی ہے۔ جب آپ کا صحیح وسالم واپس تشریف لانا نعمت ہے تو بلا شبہ آپ کا دنیا میں ظہور فرمانا بھی عظیم نعمت ہے۔

محبوب خدا، نعمتِ کبریاء و قاسمِ نِعَمِ الٰہیہ ہیں:

محبوب خدا، تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نہ صرف اللہ رب العزت کی نعمت عظمیٰ ہیں بلکہ جمیع نعمتیں آپ کے دست مبارک سے بٹ رہی ہیں اور کونین آپ کی نعمتوں پر پل رہے ہیں۔ چند شواہد درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تر الی الذین بدلوا نعمة الله کفراً (الآیة)۔ (ابراہیم: ۲۸)

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا“۔

امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

عن ابن عباس الذین بدلو نعمة الله کفرا قال هم والله کفار قریش قال عمرو هم قریش و محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نعمة الله۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۶۶)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الذین بدلوا نعمة الله کفراً اللہ کی قسم! اس سے مراد کفار قریش ہیں۔ عمرو نے کہا وہ قریش ہیں اور اللہ کی نعمت (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہاں نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۳۰۶)

۲ اللہ رب العزت نے مزید فرمایا:

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداءً فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها (الآية)۔ (آلِ عمران: ۱۰۳)

"اور (اے ایمان والو!) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم (آپس میں) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت (کی وجہ) سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے نجات دی"۔

اس آیت میں جس نعمت کا ذکر ہے کہ اس نے لوگوں کو دوزخ کے کنارے سے کھینچ لیا، وہ کونسی نعمت ہے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی، جب آگ نے اس کے اردگرد کو روشن کر دیا تو یہ پروانے اور کیڑے مکوڑے اس آگ میں گرنے لگے اور وہ شخص ان کو اس آگ میں گرنے سے روک رہا تھا، اور وہ اس پر غالب آ کر اس آگ میں گر رہے تھے، فانا اخذ بحجزكم عن النار وانتم تقحمون فيها۔ (بخاری برقم ۶۴۸۳، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۸، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۶۱، ۳۹۲، مشکوٰۃ صفحہ ۲۸ واللفظ لہٗ)

"پس میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ سے کھینچ رہا ہوں اور تم اس میں گرتے ہو"۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نعمت مبارکہ ہیں، جس نے جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔

○ آپ نے فرمایا:

کونوا عباد اللہ اخوانا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۸۹۶، مسلم جلد۲ صفحہ ۳۱۶، مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۷)

''اور اللہ کے بندوں! بھائی بھائی بن جاؤ''۔

○ کہیں فرمایا:

المسلم اخو المسلم ۔ (مسلم جلد۲ صفحہ ۳۱۷، مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۲)

''(ایک) مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے''۔

○ کبھی فرمایا:

المؤمن اخو المؤمن ۔ (ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۳۱۷، مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۴)

''(ایک) مومن (دوسرے) مومن کا بھائی ہے''۔

﴿۳﴾ ارشاد ربانی ہے:

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔ (ابراہیم:۳۴)

''اور اگر (تم) اللہ کی نعمت کو شمار کرو تو انہیں گن نہیں سکو گے''۔

اس آیت میں دیگر نعمتوں کو بھی مراد لیا گیا ہے لیکن قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وقال سهل في قوله تعالى وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها قال نعمته لمحمد صلى الله عليه وسلم ۔ (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۸، نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۴۰ او علی ھامشھا لعلی القاری مثلہ، زرقانی شرح مواہب جلد۳ صفحہ ۱۸۶)

یعنی اس آیت کی تفسیر میں حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نعمۃ اللہ سے مراد محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

﴿۴﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی ایسی نعمت ہیں کہ جسے بھیج کر اللہ نے احسان جتایا ہے:

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم (آل عمران:۱۶۴)

''البتہ بیشک اللہ نے (بڑا) احسان کیا ہے مومنوں پر کہ جب انہی میں سے (ایک عظیم) رسول ان میں بھیج دیا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ نبی

کریم ﷺ کے ظہور سے بڑھ کر کونسی نعمت سب سے عظیم نعمت ہے کہ آپ اس دن رحمت والے نبی بن کر آئے۔ (الحاوی للفتاوی جلد ا صفحہ ۱۹۶)

۵ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذلك بان الله لم يكن مغيرا نعمة انعمها على قوم۔ (انفال:۵۳)

''یعنی اللہ تعالیٰ نے جو نعمت جس قوم پر کی ہے اسے بدلتا نہیں''۔

سدی بیان کرتے ہیں کہ یہاں نعمت سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۵۰)

۶ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثم لتسئلن يومئذ عن النعيم۔ (التکاثر:۸)

''یعنی تم سے قیامت کے دن نعمتوں کے متعلق پوچھا جائیگا''۔

سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہاں نعمت سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمام جہان پر انعام فرمایا پس آپ کے واسطہ سے لوگوں کو گمراہی سے نکالا۔ کیا تو نے فرمان الٰہی نہیں سنا؟ ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں عظمتوں والا رسول بھیج دیا''۔ (تفسیر کبیر جلد ۳۲ صفحہ ۸۲)

۷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما انا قاسم و خازن والله يعطي۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۹)

''(اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا) میں ہی تقسیم کرنے والا اور خازن (خزانچی) ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے''۔

۸ مزید فرمایا: الله يرزق وانا اقسم۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ا صفحہ ۱۶۳)

''اللہ رزق دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں''۔

اس قسم کی احادیث مقدسہ کا ایک ذخیرہ دیکھنے کیلئے ہماری کتاب ''حضور ﷺ مالک و مختار ہیں'' ملاحظہ فرمائیں۔

جن سے واضح ہے کہ ہر نعمت در مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔ اب قرآن کا حکم ہے کہ اللہ کی نعمت کو یاد رکھو، اس کا چرچا کرو، اس پر خوشی کا اظہار کرو، خود بھی اس کا ذکر کرو اور لوگوں کو بھی اس کا بیان سناؤ، اور حضور اکرم ﷺ نہ صرف نعمت خداوندی ہیں، بلکہ تمام نعمتوں کے وصول کی جان، سبب، وسیلہ اور واسطہ ہیں۔ لہٰذا جشنِ میلاد النبی ﷺ محفلِ میلاد مصطفیٰ ﷺ اور جلوس میلادِ رسول ﷺ کے مختلف عنوانات کے تحت آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، اس نعمت کا چرچا، تذکرہ اور شہرہ ہوتا ہے، خود ذکر کیا جاتا ہے اور لوگوں کو سنایا جاتا ہے۔

سواریوں پر نعمتوں کا ذکر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لتستوا علی ظھورہ ثم تذکروا نعمۃ ربکم اذا استویتم علیہ (الزخرف:۱۳)

''(یہ جانور اس لیے بنائے) تاکہ تم ان کی پشتوں پر بیٹھو پھر تم اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرو جب ان پر سوار ہو جاؤ''۔

سواریوں پر سوار ہو کر جشن میلاد النبی ﷺ منانے کی حقیقت کو اس آیت کی روشنی میں سمجھ لینا چاہیے۔

آرائش وزیبائش:

خالق کائنات نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو لامکاں کی سیر کرائی، آپ سدرہ پر پہنچے تو اس کی چمک دمک میں اضافہ فرما دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اذ یغشی السدرۃ ما یغشی۔ (النجم:۱۶)

''جب سدرہ کو ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا''۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو معرج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا اور سدرہ چھٹے آسمان پر ہے۔ زمین سے اوپر

جانے والی چیزیں وہاں رک جاتی ہیں پھر انہیں وصول کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سدرہ کو ڈھانپ لیا جس چیز نے ڈھانپ لیا یعنی سونے کے پروانوں نے۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۹۷، نسائی جلد ۱ صفحہ ۸۷، مسند احمد ص...... برقم ۳۴۸۳)

یعنی سدرۃ المنتہیٰ کی چمک دمک اور آرائش وزیبائش میں مزید اضافہ کرتے ہوئے اسے سونے کے پروانوں سے سجا دیا گیا۔

محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس روز سدرۃ المنتہیٰ کو خاص طور سے سجایا گیا تھا، جس میں آنے والے مہمان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز تھا۔ (معارف القرآن جلد ۸ ص ۲۰۱)

یعنی یہ سب کچھ ''آمد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم'' پر کیا جا رہا تھا۔ جس سے واضح ہے کہ ''آمد محبوب'' کے موقع پر چیزوں کی آرائش وسجاوٹ کرنا سنت الٰہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار مسرت:

سرکار ابد قرار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے میلاد شریف پر مسرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے منایا ہے۔ ملاحظہ ہو!

○ آپ ہر پیر شریف کا روزہ رکھتے جب پوچھا گیا تو فرمایا:

ذاك يوم ولدت فيه (الحديث)۔

''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی''۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۶۸، مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۹۷، ۹۶، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۴ صفحہ ۲۸۶، ۳۰۰، مصنف عبدالرزاق جلد ۴ صفحہ ۲۹۶، مسند ابی یعلیٰ برقم ۱۴۴، حلیۃ الاولیا جلد ۹ صفحہ ۵۲، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۳۲۷، نسائی جلد ۲ صفحہ......، سنن کبریٰ جلد ۴ صفحہ ۲۹۳، صحیح ابن حبان جلد ۸ صفحہ ۴۰۳، صحیح ابن خزیمہ برقم ۲۱۱۷، ۲۱۲۶)

یعنی میں اپنی ولادت کی یاد مناتے ہوئے روزہ رکھتا ہوں۔ اس میں میلاد کا بیان اور تذکرہ بھی موجود ہے اور اس پر خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے منانے

کا انداز بھی مصرح ہے۔ اگر ہر سوموار کو ۲۳ سال سے ضرب دیں تو ۱۱۹۶ (گیارہ سو چھیانوے) بار بنتا ہے۔ گویا آپ نے تقریباً ۱۱۹۶ بار اپنا میلاد منایا ہے۔

○ آپ ﷺ نے اپنا عقیقہ بھی فرمایا:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد ما بعث نبیا۔

(الاحادیث المختارہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۵، المعجم الاوسط جلد ۱ صفحہ ۲۹۸، مسند رویانی جلد ۲ صفحہ ۳۸۶، میزان الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۱۹۳)

''یعنی نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ فرمایا۔

دوسری روایت میں ہے: عق عن نفسہ بعد النبوۃ۔

(سنن کبری للبیہقی جلد ۹ صفحہ ۳۰۰، فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۹۵)

''آپ نے (اعلان) نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا''۔

اس عقیقہ میں کیا حکمت کارفرما تھی؟ امام سیوطی لکھتے ہیں: یہ بات ثابت ہے کہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا تھا اور قانون یہ ہے کہ عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا، پس نبی کریم ﷺ کے اس فعل کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اظہار شکر کیلئے ایسا کیا کہ اللہ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور امت کو مشرف فرمایا جیسا کہ آپ امت کی ترغیب کیلئے خود اپنی ذات پر بھی درود پڑھا کرتے تھے۔ (الحاوی للفتاوی جلد ۱ صفحہ ۱۹۶)

یعنی آپ ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی کیلئے دوبارہ عقیقہ کیا تھا۔

آمدِ مصطفیٰ ﷺ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اظہارِ مسرت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاں مطلق ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ کیا وہاں محفل کا اہتمام بھی اور بالخصوص آپ کی آمد پر خوشی و مسرت کا اظہار بھی فرمایا۔ جیسا کہ حدیث پاک گذر چکی ہے کہ صحابہ کرام نے جلسہ کیا، آپ نے دریافت فرمایا کہ تم سے کس نے جلسہ کرایا؟ تو انہوں نے دوٹوک یہی بتایا:

جلسنا نذکر اللہ و نحمدہ علی ما ھدانا للاسلام و من علینا بك۔
(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۹۲، طبرانی کبیر جلد ۱۹ صفحہ ۳۱۱)

''ہم نے اس لیے جلسہ کیا ہے کہ خدا کا ذکر کریں اور اس کی حمد کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا''۔

اسلام میں یادوں اور دنوں کی اہمیت:

بے علم لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اسلام میں یادیں اور دن منانے کا کوئی تصور نہیں، پھر اس پر یاوہ گوئی بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے یادیں اور دن منانے کی بڑی ترغیب دی ہے، جگہ جگہ اس کا جلوہ کارفرما ہے، اسلامی اعمال کا ایک معتد بہ حصہ یادگاروں پر مبنی ہے۔ قرآن وحدیث میں جگہ جگہ یادوں کا حکم اور ترغیب دی گئی ہے۔

بزرگوں کی یادوں کا حکم:

چند آیات قرآنی ملاحظہ ہوں!

۱. واذکر فی الکتاب ابراھیم انه کان صدیقا نبیا۔ (مریم:۴۱)
''اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر (یاد) کیجئے! بیشک وہ سچے نبی تھے''۔

۲. واذکر فی الکتاب موسی انه کان مخلصا و کان رسولا نبیا۔ (مریم:۵۱)
''اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو بیشک وہ برگزیدہ اور رسول نبی تھے''۔

۳. واذکر فی الکتاب اسماعیل انه کان صادق الوعد و کان رسولا نبیا۔ (مریم:۵۴)
''اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو، بیشک وہ سچے وعدہ والے اور رسول، نبی تھے۔

۴. واذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقا نبیا۔ (مریم:۵۶)
''اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ سچے نبی تھے''۔

۵. واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انه اوّاب۔ (صٓ:۱۷)

''اور ہمارے طاقتور بندے داؤد کو یاد کیجئے، بیشک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے''۔

﴿۶﴾ واذکر عبدنا ایوب (الآیۃ)۔(ص:۴۱)

''اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے''۔

﴿۷﴾ واذکر عبادنا ابراھیم و اسحاق و یعقوب اولی الایدی والابصار۔ (ص:۴۵)

''اور ہمارے بندوں، ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو قوت والے اور بصیرت والے ہیں''۔

﴿۸﴾ واذکر اسماعیل والیسع وذا الکفل و کل من الاخیار۔(ص:۴۸)

''اور یاد کرو اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو، اور یہ سارے نیک ترین ہیں''۔

﴿۹﴾ واذکر فی الکتاب مریم (الآیۃ)۔(مریم:۱۶)

''اور کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے''۔

﴿۱۰﴾ واذ خذ اللہ میثاق النبیین (الآیۃ)۔(آل عمران:۸۱)

''اور (یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ وعدہ لیا''۔

اہم دنوں کی یادیں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وذکرھم بایام اللہ ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور۔(ابراہیم:۵)

''اور ان کو اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ، بیشک اس میں ہر بہت صبر کرنے والے بہت شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں''۔

یہاں ایام اللہ (اللہ کے دنوں) سے مراد وہ دن ہیں جن میں اہم واقعات رونما ہوئے، جن دنوں میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو عذاب دیا اور ایمان والوں پر انعام نازل کیا۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ایام اللہ سے

مراد اللہ کی نعمتیں ہیں۔ (زاد المسیر جلد ۴ صفحہ ۳۴۶)

یعنی ان دنوں کو یاد کرو جن میں اللہ کی نعمتیں، فضل اور رحمتیں نازل ہوئی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سب سے بڑی نعمت ہیں، لہٰذا آپ کے ''یوم میلاد'' کے موقع پر لوگوں کو یہ نعمت یاد دلا کر فرمان خداوندی پر عمل کیا جاتا ہے۔

یوم نجات اور یوم آزادی:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو دیکھا وہ عاشورآء (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے۔ پس آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ قالوا هذا یوم صالح هذا یوم نجی الله بنی اسرائیل من عدوهم فصامه موسی۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۲۶۸)

''انہوں نے کہا یہ نیک دن ہے، یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات (آزادی) دی تھی تو موسیٰ (علیہ السلام) نے دس محرم کے دن کا روزہ رکھا تھا''۔

تو آپ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حق دار ہیں پس آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم بھی فرمایا۔

یہی روایت بخاری جلد ا صفحہ ۴۸۱، مسند احمد جلد ا صفحہ ۲۹۱، ابن ماجہ صفحہ ۱۲۵، مسند ابی یعلی برقم ۲۵۶۷، تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۹۲ پر بھی ہے۔

اس روایت میں صراحت ہے کہ یہودیوں نے یوم آزادی مناتے ہوئے عاشورآء کے روزے کا اہتمام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد کرنے کے بجائے خود بھی منایا اور اسے منانے کا حکم بھی فرمایا۔ اگر یہودیو کیلئے ''یوم آزادی'' منانا درست ہے تو ہمارے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ظلم، ناانصافی، کفر، جہنم اور ابلیس سے نجات اور آزادی کا پیغام لے کر آئے بلکہ آپ کو قرآن نے نجات دہندہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم (الاعراف: ۱۵۷)

''اور آپ ان سے ان کے بوجھ اٹھا دیتے ہیں اور زنجیریں جو ان پر تھیں (انہیں بھی توڑنے والے ہیں)''۔

لہٰذا مسلمانوں کیلئے آپ کی آمد کا دن بھی یوم نجات اور یوم آزادی ہے۔ یوم آزادئ پاکستان منانے والوں کو اس حقیقی یوم آزادی، پر بھی غور کرنا چاہئے!

یومِ تعظیم:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے، تو آپ نے یہودیوں کو عاشورآء کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: یہ کونسا دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو؟ (یعنی تمہارے روزہ رکھنے کی کیا وجہ ہے؟) تو انہوں نے کہا: **ھذا یوم عظیم** - یہ عظمت (و تعظیم) والا دن ہے۔ اس میں اللہ نے موسیٰ اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون کو غرق کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کا روزہ رکھا، پس ہم بھی اس کا روزہ رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم سے زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہیں موسیٰ علیہ السلام کے، پس آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم بھی فرمایا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۵۹)

یہی روایت بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸۱، ۵۶۲، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۶۱، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۳۶، نسائی: السنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۵۶، ابن حبان جلد ۸ صفحہ ۳۸۹، سنن کبری جلد ۴ صفحہ ۲۸۶ پر بھی موجود ہے۔

اس روایت سے واضح ہے کہ دس محرم کو ''یوم تعظیم'' کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ اور یہ طے شدہ بات ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے معزز، محترم اور مکرم ہیں۔ لہٰذا جس دن آپ کی تشریف آوری ہوئی وہ دن بھی عزت و تعظیم اور عظمت و حرمت والا دن ہے۔ لہٰذا اس کو بھی منانا حکمت اسلامی کے عین مطابق ہے۔

یوم غلبہ:

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ یہودیوں نے عاشوراء کو منانے کی وجہ یہ بتائی: اظہر اللہ فیہ۔۔۔ (الحدیث۔ "اس دن میں اللہ تعالیٰ نے (سیدنا موسیٰ و بنی اسرائیل کو) غلبہ عطا فرمایا تھا"۔ (ملاحظہ ہو! بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۶۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۵۹، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۳۳۲، نسائی السنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۵۶، صفحہ ۶۲ ۳ وغیرہ)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ "غلبہ" کا دن بھی منانا چاہیے، ادھر اعلان قرآنی بھی ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله (الآیۃ)۔ (الصف: ۹، الفتح: ۲۸)

"وہی (خدا کی ذات) ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غلبہ عطا کرے"۔

معلوم ہوا کہ "آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" سے غلبہ نصیب ہوگا۔ اس لیے آپ کا یوم میلاد "یوم غلبہ" کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ کفار کے خلاف ایٹمی دھماکے کر کے ان پر غلبہ و بڑائی کے اظہار کے دن کو "یوم تکبیر" کے طور پر منانے والے یہاں بھی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کریں!

یوم عید:

روایات میں اس کی بھی تصریح ہے کہ یوم عاشورآء کو "عید کے دن" کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان یوم عاشورآء تعده الیهود عیدا قال النبی صلی الله علیه وسلم فصوموه انتم۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۶۸)

یوم عاشورآء کو یہود عید کا دن شمار کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس تم اس دن کا روزہ رکھو۔

یہی مضمون مسلم جلد ا صفحہ ۳۵۹، نسائی: السنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۵۹، طحاوی جلد ۲ صفحہ ۷۲، سنن کبریٰ جلد ۴ صفحہ ۲۸۹، فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۴۸ پر بھی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ آزادی، نجات، غلبہ والے دن، تعظیم والے دن اور کامیابی و کامرانی والے دن کو "عید کا دن" بھی کہا جا سکتا ہے۔ چونکہ یہی تمام باتیں یوم میلاد کے موقع پر بھی پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اسے بھی "یوم عید" کے طور پر منایا جا سکتا ہے۔

یوم غلافِ کعبہ:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کانوا یصومون عاشورآء قبل ان یفرض رمضان و کان یوما تستر فیه الکعبة (الحدیث)۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۲۱۷)

"مسلمان رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورآء کا روزہ رکھتے تھے، یہ وہ دن ہے جس میں کعبہ کو غلاف پہنایا گیا"۔

یہی مضمون طبرانی اوسط جلد ۷ صفحہ ۲۷۸، سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۱۵۹، التمہید جلد ۷ صفحہ ۲۰۴، فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۴۵۵ و جلد ۴ صفحہ ۲۴۶ پر بھی ہے۔ تو گویا اس دن کی تعظیم و تکریم اس لیے بھی کی جاتی کہ اس روز خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا گیا تھا۔ لہٰذا "یوم غلاف کعبہ" کے عنوان سے اس کی یاد منائی جاتی ہے۔

جس دن کعبہ کو غلاف پہنایا جائے اس دن کو منانا چاہیے، تو جس دن ساری کائنات کو "رحمۃ للعالمین" کی آمد سے نوازا جائے اور پوری مخلوق کو "نور" کی چادر میں ڈھانپ لیا جائے (کیونکہ میلاد النبی کے موقع پہ مشرق و مغرب روشن ہو گئے تھے) تو اس دن کو بھی منانا چاہیے۔

یوم سیدنا نوح علیہ السلام:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ ذکر بھی ہے کہ جب یہودیوں

سے عاشورہ کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے فرعون سے نجات اور اس کے غرق ہونے کا بیان کیا وہاں یہ بھی کہا:

وھذا یوم استوت فیہ السفینۃ علی الجودی فصامہ نوح و موسی شکرا اللہ تعالی۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ برقم ۸۷۰۲، فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۴۷)

''اور یہ وہ دن ہے کہ جس میں جودی پہاڑ پر کشتی ٹھہری تو حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھا''۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حقدار ہوں اور میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ اس دن روزہ رکھوں''۔ تو آپ نے اپنے اصحاب کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

جب یوم نوح علیہ السلام منایا جا سکتا ہے تو یوم میلاد مصطفیٰ بھی منایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر مسلمانوں کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے دوسروں سے زیادہ تعلق ہے تو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اس سے بھی زیادہ ہے کیونکہ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم (الاحزاب: ۶) کے مطابق آپ کا مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے۔

یوم سیدنا آدم علیہ السلام:

ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق جمعہ کے روز ہوئی، آج تک اس دن کو منایا جاتا ہے، بلکہ اس دن کو عید قرار دے دیا گیا ہے۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم و فیہ ادخل الجنۃ و فیہ اخرج منھا۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۸۲، واللفظ لہ، مشکوٰۃ ...

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی میں ان کو اس سے باہر لایا گیا''۔

○ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فیہ خلق آدم و فیہ اھبط و فیہ تیب علیہ و فیہ مات۔ (الحدیث)۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ واللفظ لہ، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۰۳، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۸۶، موطا امام مالک صفحہ ۹۲)

''اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اسی دن کو زمین کی طرف اتارا گیا، اسی دن میں ان کی توبہ قبول کی گئی اور اسی روز ان کا وصال ہوا''۔

○ جمعہ کے دن کو عید قرار دیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو! ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۳۰، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۳، ۱۲۱، ابن ماجہ صفحہ ۷۸، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۵۳)

تو واضح ہو گیا کہ جمعہ کا دن سیدنا آدم علیہ السلام کی یاد کے طور پر منایا جاتا ہے۔ لہٰذا جس دن کو سیدنا آدم علیہ السلام سے مناسبت ہو اس دن کو منانے میں کوئی حرج نہیں تو جس دن کو امام الانبیاء ﷺ کی ذات با برکات کے ساتھ نسبت ہو اسے مناتے ہوئے ہچکچاہٹ اور فتویٰ بازی کیوں؟

محفل ذکر انبیاء علیہم السلام:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (جلسہ کیا) بیٹھے تو آپ باہر تشریف لاتے ہوئے ان کے قریب ہوئے، آپ نے سنا وہ ایک دوسرے سے (انبیاء کرام کا) ذکر کر رہے ہیں۔ بعض نے کہا اللہ نے سیدنا ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے خوب کلام کیا، کسی نے کہا تو پھر عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلمہ اور اسکی (محبوب) روح ہیں۔ ایک نے کہا: آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنا صفی بنایا۔ تو آپ تشریف لائے اور فرمایا میں نے تمہارے کلام اور تعجب کو ملاحظہ فرمایا

ہے۔ بے شک واقعی ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ واقعی نجی اللہ ہیں، عیسیٰ واقعی کلمۃ اللہ ہیں اور آدم واقعی اللہ کے چنے ہوئے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! اور میں حبیب اللہ ہوں، کوئی فکر نہیں، اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں۔ آدم اور ان کے بعد والے تمام اس کے نیچے ہوں گے۔ کوئی فخر نہیں، میں قیامت کے دن پہلا سفارشی ہوں اور پہلے میری ہی سفارش قبول ہوگی، کوئی فخر نہیں۔ میں سب سے پہلے جنت کے دروازے کو حرکت دوں گا، پس اللہ میرے لیے کھولے گا اور مجھے اسمیں داخل فرمائے گا۔ اور میرے ساتھ فقیر مومن ہوں گے، کوئی فخر نہیں۔ میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ اللہ کی بارگاہ میں مکرم ہوں، کوئی فخر نہیں۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۲، دارمی جلد ا صفحہ ۲۶، الشفاء جلد ا صفحہ ۴۰۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳، دلائل النبوۃ جلد ۵ صفحہ ۲۷۰، ۵۰۰)

ذکر انبیاء علیہم السلام سکون قلب کا باعث:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وکلا نقص علیك من انبآء الرسل مانثبت به فوادك۔ (ھود: ۱۲۰)

"اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں"۔

یعنی انبیاء کی خبریں، ان کے واقعات اور حالات کا بیان دلوں کو سکون، اطمینان اور تسلی دیتا ہے۔ جب دیگر انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات سکون قلب کا باعث ہیں تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات، واقعات اور ذکر میلاد و معراج بھی یقیناً تسکین قلوب کا ذریعہ ہے۔

یوم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:

وہ دن جسے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت ہے اسے منانا خود عملِ نبوی اور عملِ صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

۱ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ذاك يوم ولدت فيه ويوم بعثت (الحديث)۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۳۶۸)

"یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور ایسا دن ہے جس میں میری بعثت ہوئی"۔

۲ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: فقال فيه ولدت و فيه انزل علي۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۳۶۸، مشکوۃ صفحہ ۱۷۹)

"پس آپ نے فرمایا: اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر (وحی) اتاری گئی"۔

امام نووی، قاضی عیاض کی عبارت کو بطور تائید واستدلال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ويرجع الوصف بالولادة والانزال الى الاثنين۔ (نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۳۶۸)

یعنی پیر شریف کے دن میں آپ کی ولادت اور وحی اترنے دونوں کا وصف پایا جاتا ہے۔ اس عمل سے آپ نے خود اپنا دن منا کر اس کی عظمت کو واضح فرمادیا۔

۳ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پیر کے دن (سوموار) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و سیرت کے ساتھ بڑی مناسبت ہے۔ پیر کے دن آپ کی ولادت ہوئی، پیر کے دن ہی آپ کی بعثت ہوئی، پیر کے دن ہی حجر اسود اپنی جگہ نصب کیا گیا، پیر کے دن ہی آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرما کر غار ثور سے سفر کا آغاز فرمایا اور پیر کے دن ہی آپ مدینہ شریف پہنچے اور پیر کے دن ہی آپ وصال فرما گئے۔

(مسند احمد جلد ا صفحہ ۲۷۷)

۴ سطور بالا میں میں یہ روایت بھی گذری ہے کہ ابولہب پر پیر کے دن عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے کیونکہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی اور اس نے اپنی لونڈی سے آپ کی ولادت کی بشارت پا کر اسے آزاد کر دیا تھا۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۴۵)

۵ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ ہجرت فرما کر جلوہ افروز ہوئے تو اہل مدینہ

نے یہ جملے بھی کہے تھے: وجبت الشکر علینا ما دعا للہ داع۔ (دلائل النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۰۷)

یعنی آپ کی تشریف آوری کا دن (مناتے ہوئے) ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔ جب تک ایک دعوت دینے والا بھی، اللہ کی طرف دعوت دے گا۔ (یعنی جب تک ایک مسلمان بھی باقی رہے گا)

اس میں ''آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے دن کی یاد کو ہمیشہ منانے کا عہد کیا گیا ہے۔

۶ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (مدینہ منورہ) تشریف آوری سے پہلے انصار نے کہا کہ ہم ایک دن متعین کر لیں جس میں ہم جمع ہو کر اس امر کا ذکر کریں، جس کے متعلق خدا نے ہم پر انعام کیا ہے۔ (یعنی اس دن کی یاد منائیں جس دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی، اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان اور آپ کی غلامی کی عظیم نعمت و دولت سے مشرف فرمایا، ہم اس دن کی یاد منائیں) تو انہوں نے کہا کہ ہفتہ کا دن۔ پھر کہا کہ ہم یہودیوں کے دن میں اجتماع نہیں کریں گے۔ پھر کہا: اتوار کے دن، تو انہوں نے کہا کہ ہم عیسائیوں کے دن جمع نہیں ہوں گے۔ پھر کہا: عروبہ کے دن۔ وہ جمعہ کے دن کو عروبہ کا نام دیتے تھے۔ پس وہ (تمام) صحابہ کرام، سیدنا ابو امامہ سعد بن زرارہ کے گھر میں جمع ہوئے۔ ان کیلئے بکری ذبح کی گئی، جو سب کو کفایت کر گئی۔ (فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۳۵۵، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۵۹ برقم ۵۱۴۴، تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۹۸، تلخیص الحبیر جلد ۲ صفحہ ۵۶، درمنثور جلد ۴ صفحہ.....تحت سورۃ الجمعہ)

حافظ عسقلانی نے اسے مرسل کہا اور کہا کہ اس کا شاہد سند حسن کے ساتھ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود ہے۔

نوٹ: اسی روایت کو دیوبندیوں اور وہابیوں کے مسلم پیشوا ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم جلد ۲ صفحہ ۴۳۵ پر اور غیر مقلدین کے قاضی شوکانی نے نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۲۸۴، شمس الحق عظیم آبادی نے عون المعبود جلد ۳ صفحہ ۲۸۵ پر نقل کیا ہے۔

اس روایت سے نعمت والے دن کو یاد رکھنا، اس کی یاد منانا، اس دن اجتماع

کرنا اور اس موقع پر دعوت کا اہتمام کرنا، جائز اور مستحب ثابت ہوتا ہے۔

پیر شریف کی فضیلت:

بعض جاہل، عوام الناس کو بہکانے کیلئے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ اگر میلاد النبی ﷺ کی اتنی ہی اہمیت وخصوصیت ہوتی تو سوموار ''پیر شریف'' کی فضیلت پر قرآن وحدیث میں کوئی تو نص وارد ہوتی۔ اذ لا فلا حالانکہ پیر شریف کی فضیلت پر متعدد دلائل موجود ہیں۔ منہا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) والضحی۔ ''دن کی قسم''۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس دن سے مراد ''میلاد النبی'' (پیر) کا دن ہے۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۳۵۸)

(۲) اس روز حضور اکرم ﷺ کا میلاد ہوا اور اسی دن آپ کی بعثت۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۳۶۸)

(۳) اسی دن آپ کی ولادت، نزول وحی، مکہ سے ہجرت، مدینہ میں داخلہ، حجر اسود کا تعین ونصب اور اسی دن آپ کا وصال ہوا۔ (مسند احمد جلد ا صفحہ ۲۷۷)

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اذا کان یوم الاثنین۔ توفی من یومه۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۹۳، ۹۴)

''یعنی پیر کے دن آپ کا وصال ہوا''۔

(۵) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم للعباس اذا کان غداة الاثنین فأتنی انت وولدك حتی ادعولکم بدعوة ینفعك الله ها وولدك (الحدیث)۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۰)

''رسول اللہ ﷺ نے (سیدنا) عباس سے فرمایا: جب سوموار کی صبح ہوگی تو آپ اور آپ کے بیٹے میرے پاس آئیں حتیٰ کہ میں تمہارے کیلئے ایسی دعا کروں گا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اولاد کو نفع دے گا''۔

آپ ﷺ نے اس دعا کیلئے پیر کا دن خاص فرما کر اس کی عظمت کو واضح فرما دیا۔

(۶) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

کان رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یصوم الاثنین والخمیس۔

مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹، وقال رواہ الترمذی والنسائی ونحوہ فی ابی داؤد جلد ا صفحہ ۳۳۱۔

''رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے''۔

(۷) ایک روایت میں ہے:

کان یتحری صیام الاثنین و الخمیس۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۲۵ واللفظ لہ، ترمذی جلد ا صفحہ ۹۳)

''آپ پیر اور جمعرات کے روزوں کا اہتمام فرماتے تھے''۔

(۸) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین و الخمیس فاحب ان یعرض عملی و انا صائم۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۹۳، مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۰ واللفظ لہ، ونحوہ فی ابی داؤد جلد ا صفحہ ۳۳۱)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں''۔

(۹) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار اور سوموار کو روزہ رکھتے اور دوسرے مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۹۳، مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۰)

(۱۰) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیا کرتے تھے کہ میں ہر مہینے تین دنوں کے روزے رکھا کروں، جن میں پہلا روزہ پیر اور جمعرات کا ہو۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۳۳۲، نسائی جلد ا صفحہ ۳۲۸، مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۰)

11 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: بیشک نبی کریم ﷺ پیر شریف اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے، آپ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ سوموار اور

جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا:

ان یوم الاثنین والخمیس یغفر الله فیھما لکل مسلم الاذاھا جرین یقول دعھما حتی یصطلحا۔ (مسند احمد جلد اصفحہ....، ابن ماجہ صفحہ ۱۲۴، مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۰ واللفظ لہ)

"بیشک سوموار اور جمعرات کے دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی بخشش فرما دیتا ہے، سوائے ان دو آدمیوں کے جنہوں نے قطع تعلقی کی، (فرشتہ) کہتا ہے انہیں مہلت دو، حتیٰ کہ یہ آپس میں صلح کر لیں"۔

ان روایات سے سوموار کی فضیلت تاباں ونمایاں ہے۔

واقعۂ ابولہب اور جشن میلاد:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال عروۃ و ثویبۃ مولاۃ لابی لھب کان ابو لھب اعتقھا فارضعت النبی صلی الله علیہ وسلم فلما مات ابو لھب أریہ بعض اھلہ بشر حیبۃ قال لہ ماذا لقیت قال ابو لھب لم الق بعدکم غیر انی سقیت فی ھذہ بعتاقتی ثویبۃ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۶۴، کتاب النکاح باب و امھاتکم اللاتی ارضعنکم)

"عروہ نے بیان کیا ہے کہ ثویبہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ہے، ابولہب نے اسے آزاد کیا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ پس جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعض اہل خانہ کو وہ برے حال میں دکھایا گیا، اس نے اسے (ابولہب سے) پوچھا تو نے کیا پایا؟ ابولہب بولا تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس (چھنگلی) سے پلایا جاتا ہوں"۔

○ حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے سال کے بعد اسے خواب میں برے حال میں دیکھا۔ اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کسی راحت کو نہیں پایا۔ ماسوائے اس کے کہ بیشک سوموار کے دن مجھ پر عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ یہ اس لیے ہے کہ بیشک نبی

کریم ﷺ کا میلاد پیر کے دن ہوا، اور ثویبہ نے ابولہب کو آپ کے میلاد کی بشارت دی تو اس نے اسے آزاد کردیا۔ (فتح الباری جلد۹ صفحہ ۱۴۵)

اسی واقعہ کو امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف جلد۷ صفحہ ۴۷۸، امام بیہقی نے شعب الایمان جلد ا صفحہ ۲۶۱ اور دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۵۰، علامہ ابو القاسم سہیلی نے الروض الانف جلد۵ صفحہ ۱۹۲، حافظ ابن کثیر نے سیرت نبویہ جلد ا صفحہ ۲۲۴، اور البدایہ والنہایہ جلد۲ صفحہ ۳۳۲، امام بغوی نے شرح السنہ جلد۹ صفحہ ۷۶ ۵، امام زیلعی نے نصب الرأیہ جلد۳ صفحہ ۱۶۸، امام عینی نے عمدۃ القاری جلد۲۰ صفحہ ۹۵، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ ۱۹، امام سیوطی نے الحاوی للفتاوی جلد ا صفحہ ۱۹۶، علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۲۲۲، علامہ احمد بن محمد قسطلانی نے المواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۲۷، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی نے مورد الصادی فی مولد الہادی (الحاوی جلد ا صفحہ ۱۹۷)، شیخ القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری نے عرف التعریف بالمولد الشریف (الحاوی جلد ا صفحہ ۱۹۶) اور دیگر علماء محدثین نے اپنی اپنی تصانیف میں نہایت ہی ذمہ داری سے نقل کیا ہے۔

اور دیوبندیوں کے پیشوا انور شاہ کاشمیری نے فیض الباری جلد۴ صفحہ ۲۷۸ اور دیوبندیوں وغیر مقلدوں کے امام عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرۃ الرسول صفحہ ۱۳ پر بھی درج کیا ہے۔ اور ان دونوں کے مسلّم ابن قیم نے تحفۃ المودود باحکام المولود صفحہ ۱۹، ابراہیم سیالکوٹی نے سیرت المصطفیٰ صفحہ ۱۵۴ حاشیہ اور وحید الزماں وہابی نے تیسیر الباری جلد۷ صفحہ ۳۱ پر بطور استدلال نقل کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ ابولہب جیسا کافر جس کی مذمت میں پوری سورت "تبت یدا ابی لھب و تب" نازل ہوئی، جب اسے میلاد النبی ﷺ پر خوشی کرنے کی وجہ سے محروم نہیں رکھا گیا بلکہ اس کے عذاب میں تخفیف کردی گئی۔ تو مسلمان، حضور کے غلام کے

متعلق کیا خیال ہے۔ بارگاہ خداوندی سے اسے کس قدر انعام سے نوازا جائے گا؟

محدثین کی تصریحات:

امت مسلمہ کے جلیل القدر علماء و محدثین نے اس روایت کی روشنی میں مسئلہ میلاد پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

(۱) حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی نے ''مورد الصادی فی مولد الہادی'' میں لکھا ہے: یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ میلاد النبی کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے پر ابولہب کے عذاب میں اللہ تعالیٰ نے کمی کر دی اور اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

اذا كان هذا كافرا جآء ذمه	وتبت يداه فی الجحيم مخلدا
اتى انه فی يوم الاثنين دائما	يخفف عنه للسرور بأحمدا
فما الظن بالعبد الذى طول عمره	بأحمد مسرورا ومات موحدا

(الحاوی للفتاوی جلد ۱ صفحہ ۱۹۷، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۳۸)

یعنی جب یہ ایسا کافر ہے جس کی مذمت میں تبت یدا نازل ہوئی ہے، ہمیشہ دوزخ میں رہے گا یہ بات ثابت ہے کہ ہمیشہ سوموار کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر خوشی کرنے کی وجہ سے اس پر عذاب کم کر دیا جاتا ہے۔ پس کیا خیال ہے اس آدمی کے متعلق جو ساری عمر آپ کے میلاد پر خوشیاں منائے اور توحید پر وفات پا جائے۔

(۲) شیخ القراء حافظ محمد بن الجزری نے ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' میں لکھا ہے: پس جب ابولہب وہ کافر ہے کہ جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی رات خوشی کرنے پر، عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے، تو امت محمدیہ کے اس مسلمان، موحد کا کیا حال (مقام) ہوگا، جو آپ کے میلاد پر خوشی منائے، آپ کی محبت میں اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرے۔ خدا کی قسم! ایسے مسلمان کی اللہ

کی طرف سے جزا یہ ہے کہ وہ اسے اپنے فضل سے "جنات نعیم" میں داخل فرمادے۔

حافظ ابن جزری کی یہ عبارت درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے:

الحاوی للفتاوی جلد ا صفحہ ۱۹۶، زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۱۳۹، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۳۸، انسان العیون جلد ا صفحہ ۱۳۷ (سیرت حلبیہ)، تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۲۲۲، سبل الھدیٰ والرشاد جلد ا صفحہ ۴۵۵، شرح المولد لابن حجر، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۳۸۔

نوٹ: اس عبارت کو عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی مختصر سیرۃ الرسول صفحہ ۱۳ پر نقل کیا ہے۔

۳ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ابولہب کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی رات محفل میلاد منعقد کرنے والوں اور اس پر خوشی منانے والوں کیلئے دلیل ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مال خرچ کریں کیونکہ ابولہب جو کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے میلاد کی خوشی کی اور اس کو جزا ملی تو جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کی محبت اور خوشی میں مال خرچ کریں گے ان کی جزا کا کیا عالم ہوگا؟ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹)

۴ حافظ ابن جزری کی مسطورہ بالا عبارت کو درج ذیل اجلہ محدثین نے بطور دلیل نقل کیا ہے۔ علامہ احمد بن محمد قسطلانی المواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۲۷، امام سیوطی الحاوی للفتاوی جلد ا صفحہ ۱۹۶، علامہ برہان الدین حلبی انسان العیون (معروف بہ سیرت حلبیہ) جلد ا صفحہ ۱۳۷، علامہ حسین بن محمد دیار بکری، تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۲۲۲، علامہ محمد بن یوسف شامی، سبل الھدیٰ والرشاد جلد ا صفحہ ۴۵۵ وغیرہ۔ ان سب نے اس واقعہ سے میلاد النبی ﷺ منانے پر استدلال کیا ہے۔

نوٹ: مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی لکھا ہے: جب ابولہب ایسے کافر پر آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی قدرت کے موافق آپ کی محبت میں خرچ کرے کیونکر اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچے گا۔ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲) دیوبندیوں کے مفتی رشید احمد لدھیانوی نے بھی

اس واقعہ سے جشنِ میلاد پر استدلال کیا ہے۔ (احسن الفتاوی جلد ا صفحہ ۳۴۷)

ابولہب کے عذاب میں تخفیف کا مسئلہ:

عام طور پر اس واقعہ کو مسترد کرنے کیلئے کئی پاپڑ بیلے جاتے ہیں بخاری کی تسبیح پڑھنے والے بھی یہاں آکر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اکابر محدثین نے اس واقعہ کو محض حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت اور عظمت وشان کی طرف نظر کرتے ہوئے نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ قرآن سے معارضہ کرنے والوں کیلئے عملاً تطبیق بیان کر کے "غور وفکر" کی راہ ہموار کی ہے۔ مثلاً:

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل عبارت کے یہ جملے قابل توجہ ہیں:

علی تقدیر القبول فیحتمل ان یکون ما یتعلق بالنبی صلی اللہ علیه وسلم مخصوصاً من ذلك بدلیل قصة ابی طالب کما تقدم انه خفف عنه۔ (قلت) و تتمة هذا أن یقع التفضل المذکور اکراما لمن وقع من الکافر البرله و نحوذلك والله اعلم۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۱۹)

"اسے قبول کرتے ہوئے اس میں یہ احتمال ہے کہ (عذاب کا کم ہو جانا ہر کافر کا معاملہ نہیں) بلکہ صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے آپ کے ساتھ خاص ہے، جس پر ابو طالب کا قصہ دلیل ہے جیسے پہلے گزر گیا (کہ آپ کی خدمت کی وجہ سے) اس سے (بھی) عذاب کم ہو گیا (تو ایسے ہی آپ کے میلاد کی خوشی کی وجہ سے ابولہب پر بھی کم ہو گیا) میں کہتا ہوں کہ اس کا تتمہ یہ ہے کہ یہ فضل مذکور (عذاب کا کم ہونا) اس ذات مبارک کی تعظیم کی وجہ سے ہے جس کیلئے کافر سے یہ نیک عمل صادر ہوا۔ (تو یہ کافر کی تعظیم نہیں بلکہ نبی کی تعظیم کی ہوا ہے)"۔

انہوں نے مزید لکھا ہے کہ قاعدہ یہی ہے کہ کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں لیکن اللہ تعالیٰ مالک ہے جس کو چاہے اس قاعدہ سے مستثنیٰ کر کے اس کے عذاب میں تخفیف کر دے۔ علامہ قرطبی نے فرمایا کہ یہ تخفیف ابولہب کے ساتھ اور جن کفار کے

بارے میں نص واردہوئی خاص ہے۔ (ایضاً)

فائدہ: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تخفیف کی نفی سے عذاب آخرت کی تخفیف میں نفی مراد ہواور حدیث میں تخفیف کے ثبوت سے عذاب برزخ میں تخفیف کا ثبوت مراد ہو۔ اور یوں بھی تطبیق ممکن ہے کہ قرآن میں جس تخفیف کی نفی ہے وہ مدت کے اعتبار سے ہے اور حدیث میں جس تخفیف کا ذکر ہے وہ شدت و کیفیت کے اعتبار سے ہے۔ یعنی کفار جہنم میں ہمیشہ رہیں گے لیکن جہنم کے طبقے میں ردوبدل ہوسکتا ہے۔

۲ امام عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی گفتگو کرتے ہوئے مزید لکھا ہے: اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہورہا ہے کہ بعض اوقات کافر کو بھی اس کے ان اعمال پر ثواب ملتا ہے جو اہل ایمان کیلئے قربت کا درجہ رکھتے ہیں جیسے کہ ابوطالب کے حق میں فرق صرف یہ ہے کہ ابولہب پر ابوطالب سے تخفیف کم ہے اور وہ اس لیے کہ ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و حفاظت کی اور ابولہب نے عداوت کی تھی۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۰ صفحہ ۹۵)

۳ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ

اعتقها من ساعته فجوزی بذلك لذلك۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)

''ابولہب نے اس (ثویبہ) کواسی وقت آزاد کردیا، جس کی وجہ سے اسے جزا دی گئی''۔

۴ امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی (متوفی ۵۸۱ھ) نے لکھا ہے: ابولہب نے اس سے کہا جاتو آزاد ہے، اس قول نے اس کو جہنم میں فائدہ پہنچایا اور اس کو جہنم میں سب سے کم عذاب دیا جائے گا۔ (الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۹)

فائدہ: امام سیوطی، امام قسطلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ حلبی، علامہ حسین بن دیار محمد بکری، علامہ محمد عبدالباقی زرقانی، علامہ محمد بن یوسف شامی، علامہ ابن عابدین شامی، امام ابن ناصر الدین دمشقی، امام ابن جزری اور خود مخالفین کے پیشواؤں مثلاً ابن قیم، انور شاہ کشمیری، رشید احمد لدھیانوی اور عبداللہ بن محمد نجدی، ابراہیم سیالکوٹی، وحید

الزماں نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا اور اس سے ابولہب کے تخفیف عذاب پر استدلال کیا۔
ان کے حوالہ جات گذر چکے ہیں۔ جبکہ انور شاہ کشمیری کی عبارت درج ذیل ہے:

فیہ دلیل ان طاعات الکفار تنفع شیئا ولو لم تدرء العذاب۔ (فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۲۷۸)

''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار کی طاعت سے انہیں کچھ فائدہ ہوتا ہے اگرچہ مکمل عذاب نہیں اٹھتا''۔

ایک اشکال کا حل:

اگر یہ شبہ ہو کہ ابولہب کے بھائی (سیدنا) عباس رضی اللہ عنہ جنہوں نے یہ خواب دیکھا وہ (اس وقت) کافر تھے اور ایک کافر کے خواب سے کوئی مسئلہ کیسے ثابت ہوگا، اور شرعاً کیسے معتبر ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے قید خانے میں دو کافروں نے اپنے خواب بیان کیے اور آپ نے ان کا شرعاً اعتبار کیا۔ علاوہ ازیں اجلہ علماء ومحدثین نے اس خواب کی روشنی میں مسئلہ میلاد بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ یہ واقعہ بطور تائید ہے نہ کہ مستقل دلیل اس مسئلہ پر بنیادی دلائل قرآن وحدیث، اعمال صحابہ اور امت کا تعامل ہے، جیسا کہ گذر گیا۔

ثویبہ کب کو آزاد کیا گیا؟

اس واقعہ کا انکار کرنے کیلئے یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو ''ولادت نبوی'' کے موقع پر آزاد نہیں کیا تھا، بلکہ وہ تو پہلے ہی آزاد ہو چکی تھی، جبکہ اس کے متعلق صحیح مؤقف یہی ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو ولادت نبوی کے وقت ہی آزاد کیا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

(۱) بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۶۴ کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ ابولہب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ کیا ہے؟ بعتاقتی ثویبة یعنی ثویبہ کی آزادی۔ اگر یہ آزادی پہلے ہی عمل میں آ چکی تھی، تو پھر اسے علت بنانے کا کیا مقصد؟

نوٹ مزید وحید الزماں وہابی کا ترجمہ! اور ابراہیم سیالکوٹی کا حاشیہ پڑھ لیں! (تیسیر

الباری جلد ۷ صفحہ ۱۳۱، سیرت المصطفیٰ صفحہ ۱۵۴)

۲ امام ابوالقاسم سہیلی سے متعدد علماء خصوصا حافظ عسقلانی و امام عینی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ جس میں صراحت ہے و کانت ثویبہ بشرت ابا لھب بمولدہ فاعتقھا۔

(فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۴۵، عمدۃ القاری جلد ۲۰ صفحہ ۹۵)

''ثویبہ نے ابولہب کو بشارت سنائی تو اس نے اسے آزاد کر دیا''۔

۳ امام السہیلی نے بھی ایسے ہی لکھا ہے۔ (الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۹)

۴ حافظ ابن کثیر نے بھی یہی مؤقف اختیار کیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۳)

۵ علامہ محمد بن یوسف شامی نے ''صاحب الضرز'' کے حوالے سے یہی موقف لکھ کر کہا: وھو الصحیح۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۱ صفحہ ۴۵۸)

''یہی صحیح ہے (باقی غلط)''۔

۶ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نے بھی باقی اقوال کا رد کرتے ہوئے اسی موقف کو ''علی الصحیح'' قرار دیا۔ (زرقانی علی المواھب جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

دیگر متعدد حضرات جن کے نام اوپر مذکور ہوئے، (جنہوں نے اس واقعہ سے استدلال کیا) انہوں نے بھی یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ جن میں مخالفین کے ابن قیم، مفتی رشید لدھیانوی، عبداللہ بن محمد نجدی ہیں اور ان کے علاوہ نواب صدیق حسن بھوپالی کی بھی یہ عبارت موجود ہے:

''ثویبہ، جسے ابولہب نے وقت بشارت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کر دیا تھا''۔ (الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۱۳)

ابراہیم میر سیالکوٹی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ثویبہ کو ولادت نبوی کی خوشی میں آزاد کیا گیا، جس کی وجہ سے ابولہب کو ثواب اور راحت ملی۔ اور اس کے مخالف مؤقف کی تردید کی ہے۔ (سیرت المصطفیٰ صفحہ ۱۵۵، ۱۵۴ حاشیہ)

ایسے ہی عبدالمجید خادم سوہدروی نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ (مسلمان، حبیب نمبر ۱۹۳۶ء)

کیا جشنِ میلاد سنتِ ابولہبی ہے؟

کچھ نادان یہ کہتے ہیں کہ "میلاد النبی" منانا ابولہب کی سنت ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے، ابولہب نے آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا جو اظہار کیا تھا وہ نبی سمجھ کر نہیں بلکہ بھتیجا سمجھ کر کیا تھا، اگر وہ نبی سمجھ کر کرتا تو اسے دولت ایمان بھی مل جاتی، لیکن چونکہ میلاد شریف کی نسبت حضور کی طرف تھی اس لیے اسے محروم نہ رکھا گیا۔ تو اب واضح ہو گیا کہ ہم لوگ آپ کو بھتیجا نہیں بلکہ امام الانبیاء سمجھ کر میلاد مناتے ہیں۔ ابولہب کی سنت تو وہ پوری کر رہے ہیں، جو اپنے بیٹوں، بھانجوں اور بھتیجوں کا تو "میلاد" (ان کی پیدائشوں کی خوشیاں) مناتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کے میلاد منانے پر فتوے جڑتے ہیں۔

کیا عیدیں صرف دو ہیں؟

حضور اکرم ﷺ کے میلاد مبارک پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خوش عقیدہ سنی حضرات اسے "عید میلاد النبی" کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ تو اہل عناد اس پر بھی چیں بجبیں ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ "عیدیں تو صرف دو ہیں"۔ یہ تیسری عید کہاں سے آئی؟ تو گزارش ہے کہ غیر مسلمانوں کے مقابلہ میں اسلام نے ہمیں دو تہوار مقرر کر دیے ہیں۔ جنہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔ جبکہ کسی خوشی، فرط مسرت اور انتہائی فرحت کے موقع کو لفظ عید سے تعبیر کرنا اور اس لفظ کا استعمال کرنا شرعی طور پر ممنوع نہیں ... کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ چند امثلہ درج ذیل ہیں۔

دستر خوان نازل ہونے پر عید:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ آپ کا رب ہم پر خوانِ نعمت نازل فرمائے تاکہ ہم اس خوان سے کھائیں اور اپنے دلوں کو تسکین وطمانیت ... تو ان کی خواہش پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دست سوال دراز ...

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۔ (المآئدہ:۱۱۴)

''عیسیٰ بن مریم نے دعا کی: اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے کھانے کا خوان نازل فرما۔ (وہ دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کیلئے عید ہوگا اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق عطا فرما اور تو سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے''۔

- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان سے جو خوان نازل کیا گیا، اس میں روٹیاں اور گوشت تھا۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۱۳۲)
- امام رازی لکھتے ہیں:

ونزلت یوم الاحد فاتخذ النصاری عیدا۔ (تفسیر کبیر جلد۱۲ صفحہ ۱۳۱)

وہ دسترخوان اتوار کے دن نازل ہوا، تو عیسائیوں نے اس دن کو عید بنالیا۔

دعوت فکر ہے کہ اگر خوان نعمت اترے تو عید ہو، تو جب جان نعمت آئے تو عید کیوں نہ ہو! اگر دسترخوان ملے تو عید ہوتی ہے تو جب آقائے دوجہان ملیں تب بھی عید ہوتی ہے۔

اسلام کی تکمیل پر عید:

حجۃ الوداع کے سال (دس ہجری کو) عرفہ (حج) کے دن یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (الآیۃ)۔ (المآئدہ:۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کردیا اور تمہارے لیے اسلام (بہ طور) دین پسند کرلیا''۔

حضرت عمار بن عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک یہودی کے سامنے یہ آیت پڑھی: "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" (الآیۃ) تو یہودی نے کہا اگر ہم پر یہ آیت اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے، جمعہ [illegible]

کے دن۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۳۰، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱، ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴)

یعنی جمعہ کا دن اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کیلئے عید کا دن ہے۔

اس آیت کے تحت علامہ خازن نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں۔ (لباب التاویل جلد ۱ صفحہ ۴۱۴)

○ طارق بن شہاب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بیشک ان سے ایک یہودی نے کہا: اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نازل ہونے والے) دن کو عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے کہا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ حضرت عمر نے فرمایا: ہم اس دن اور جگہ سے آگاہ ہیں جہاں یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ آپ اس وقت جمعہ کے دن عرفہ کے مقام پر کھڑے تھے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱)

یہ روایت بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۳۲، ۶۶۲، ۱۰۷۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۱۹، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹، نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۶۹، ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴، طبرانی کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۴، تفسیر طبری جلد ۶ صفحہ ۸۲، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۸، سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۵۳۳، جلد ۵ صفحہ ۱۱۸ پر بھی موجود ہے۔

(۱) علامہ کرمانی لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانا چاہتے ہیں کہ) بیشک ہم نے اس دن کو نظر انداز نہیں کیا، ہم پر اس کے نزول کا وقت اور اس کے نزول کی جگہ پوشیدہ نہیں۔ ہم نے اس کے متعلق تمام امور کو یاد رکھا ہے، حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے نزول کے وقت کی حالت کو بھی جانتے ہیں کہ آپ اس وقت کھڑے تھے۔

فقد اتخذنا ذلك اليوم عيدا و عظمنا مكانه ايضا۔

(کرمانی شرح بخاری بحوالہ حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱)

"پس ہم اس نے اس دن کو عید بنایا ہوا ہے اور اس جگہ کی بھی تعظیم کرتے ہیں"۔

۲ امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ ہم اس جگہ اور دن کی تعظیم کرتے ہیں، وہ جگہ عرفات ہے، وہ حجاج کیلئے بہت عظمت والی جگہ ہے، جہاں حج کا سب سے بڑا رکن ادا ہوتا ہے اور وقت، جمعہ کا دن اور عرفات کا دن تھا اور وہ ایسا دن ہے جس میں دو فضل اور دو شرف جمع ہو گئے اور ان دونوں کی تعظیم واضح ہے۔ جب اس میں دو شرف و فضل جمع ہو گئے تو اس کی تعظیم میں اضافہ ہو گیا۔ تو ہم نے اس دن کو عید بنا لیا۔ (عمدۃ القاری جلد ا صفحہ ۲۶۴)

۳ یہی بات امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی ہے، وہ لکھتے ہیں:

ومراد عمر رضی اللہ عنہ انا قد اتخذنا ذلک الیوم عیدا من وجھین فانہ یوم عرفۃ ویوم جمعۃ و کل واحد منھما عید لاھل الاسلام۔ (نووی جلد ۲ صفحہ ۴۲۰)

"حضرت عمر کی مراد یہ ہے کہ ہم نے بھی اس دن کو دو وجوں سے عید بنایا ہے، کیونکہ وہ عرفہ اور جمعہ کا دن ہے اور یہ دونوں مسلمانوں کیلئے عید کے دن ہیں"۔

۴ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بلاشبہ اس آیت کا نزول اہلِ اسلام کیلئے عید اور ذوق و سرور کا سبب ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۹۱ فارسی، جلد ۲ صفحہ ۶۳۳ مترجم)

۵ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ کر دیا کہ وہ دن ہمارے لیے عید ہے۔ (روح البیان جلد ا صفحہ ۵۳۰)

معلوم ہوا کہ جس دن کوئی شرف اور فضل آ جائے وہ دن تعظیم والا بن جاتا ہے اور اسے عید قرار دینا درست ہے۔ تو رسول اکرم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا فضل اور پیکرِ شرف ہیں، لہٰذا آپ کی تشریف آوری کے دن کی تعظیم بھی صحیح ہے اور اسے عید قرار دینا بھی مستحسن ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق پر عید:

سطور بالا میں جمعہ کی فضیلت کی وجہ مذکور ہوئی کہ اس میں سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اور اس دن کو عید کہنے پر بھی تصریحات گزریں۔ جیسا کہ موجود ہے۔

① ارشادنبوی ہے:

یوم الجمعۃ عید (الحدیث)۔(المستدرک جلد۱صفحہ۶۰۳)

''جمعہ کا دن عید ہے''۔

② ایک مرتبہ جب جمعہ کے دن عید ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:

قد اجتمع فی یومکم ھذا عیدان۔(ابوداؤد جلد۱صفحہ۱۵۳،المستدرک جلد۱صفحہ۶۰۳)

''تمہارے آج اس دن میں دوعیدیں جمع ہوگئی ہیں''۔

③ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پرفرمایا:

یا ایھا الناس ان ھذا یوم قد اجتمع لکم فیہ عیدان۔

(بخاری جلد۲صفحہ۸۳۵واللفظ لہ،موطاامام مالک صفحہ۱۶۵،موطاامام محمد صفحہ۳۶)

''اے لوگو! بیشک یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے لیے دوعیدیں جمع ہوگئی ہیں''۔

④ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان یوم الجمعۃ یوم عید کم۔(سنن کبریٰ صفحہ...... مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ......)

''بیشک جمعہ کا دن تمہاری عید کا دن ہے''۔

⑤ مزید فرمایا:یٰا معشر المسلمین ان ھذا یوم جعلہ اللہ تعالیٰ عیدا۔

(ابن ماجہ صفحہ۷۸،مشکوٰۃ صفحہ۱۲۳واللفظ لہ،سنن کبریٰ جلد۳صفحہ۲۴۳،موطاامام مالک برقم۱۳۱)

''اے گروہ مسلمین! بیشک اللہ تعالیٰ نے اس دن کوعید بنادیا ہے''۔

⑥ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ارقم سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان دوعیدوں میں حاضر تھے جوایک ہی جمعہ میں جمع ہوگئیں فرمایا: ہاں! (یعنی جمعہ و عید)۔ (المستدرک جلد۱صفحہ۶۰۳، ابن ماجہ صفحہ۹۴، ابوداؤد جلد۱صفحہ۱۵۳، دارمی جلد۱ صفحہ۳۱۷، نسائی جلد۱صفحہ۲۳۶،۲۳۵)

⑦ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ اور عید الفطر جمع ہوئے تو فرمایا: دو

عیدیں جمع ہوگئی ہیں۔ (ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۵۳)

جمعۃ المبارک کے عید ہونے کی روایات طبرانی اوسط جلد ۷ صفحہ ۲۳۰، الترغیب والترہیب جلد ا صفحہ ۲۸۶، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۰۳، ۵۳۲، ابن خزیمہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۵، ۳۱۸، مسند ابن راہویہ جلد ا صفحہ ۴۵۱ پر بھی موجود ہیں۔

فائدہ: امام منذری نے بھی اسے ''عید'' کہا ہے (الترغیب والترہیب جلد ا صفحہ ۲۸۶)

اور امام نسائی نے بھی جمعہ کو عید لکھا ہے (نسائی جلد ا صفحہ ۲۳۵)

جب سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کی وجہ سے جمعہ کا دن، عید کا دن ہے، تو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے بھی نبی اور امام ہیں لہٰذا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن بھی عید کا دن ہے۔

آزادی ملنے پر عید:

عاشوراء کا دن یہود کیلئے آزادی کا دن تھا، اسے انہوں نے عید بنایا۔

○ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

کان یوم عاشوراء تعدہ الیھود عیدا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۲۶۸)

''عاشوراء کے دن کو یہودی عید مناتے ہیں''۔

یہی مضمون مسلم جلد ا صفحہ ۳۵۹، نسائی السنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۵۹، طحاوی شریف جلد ۲ صفحہ ۷۷، سنن کبریٰ جلد ۴ صفحہ ۲۸۹، فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۴۸، عمدۃ القاری صفحہ....، معجم الشیوخ جلد ۳ صفحہ ۲۷۷، المسند المستخرج جلد ۳ صفحہ ۲۱۲ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

○ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا:

ان یوم عاشوراء یوم العید۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

''بیشک عاشوراء کا دن (ہمارے لیے) عید کا دن ہے''۔

عاشوراء کے دن سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم دشمن سے آزاد ہوئی تو اسے عید منایا جاتا ہے۔ جبکہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن پورا عالم اسلام، بلکہ پوری آدمیت و انسانیت شیطانی قوتوں سے آزاد ہوئی تھی۔ پوری نوع انسانی کو غیر اسلامی کلچر سے

آزادی ملی تھی، لہٰذا وہ دن بدرجۂ اولیٰ عید قرار پائے گا۔

ایام تشریق بھی عید کے دن ہیں:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفۃ و یوم النحر وایام التشریق عیدنا اھل الاسلام و ھی ایام اکل وشرب (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۳۲۸، ۳۲۹)

''عرفہ کا دن، قربانی کا دن اور تشریق کے (دیگر) دن ہم مسلمانوں کے عید کے دن ہیں، یہ کھانے پینے کے دن ہیں''

یہی مضمون ترمذی جلد ۱ صفحہ ۹۶، المستدرک جلد ۱ صفحہ ۶۰۰، نسائی جلد ۲ صفحہ ۴۳، دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۵۵، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۵۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ صفحہ ۴۸۸، سنن کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵، جلد ۴ صفحہ ۲۹۸، صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۲، صحیح ابن حبان جلد ۸ صفحہ ۳۶۸)

اسے امام حاکم نے صحیح کہا اور حافظ ذہبی نے موافقت کی۔ (المستدرک جلد ۱ صفحہ ۶۰۰)

ایسے ہی البانی اور شعیب الارنوط نے صحیح کہا ہے۔ (صحیح الجامع جلد ۶ صفحہ ۳۶۶)

خصوصی نعمت کی بناء پر جب ایام تشریق کو عید قرار دیا گیا ہے تو خاص نعمت، سراپا رحمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے یوم میلاد کو بھی عید قرار دیا جا سکتا ہے۔

ہر خوشی والا دن عید ہے: امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

یستعمل العید فی کل یوم فیہ مسرۃ۔ (المفردات صفحہ ۳۵۳)

''عید کا لفظ ہر اس دن کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی ہو''۔

اس پر انہوں نے قرآن کی وہ آیت بطور دلیل پیش کی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوان کے نازل ہونے والے دن کو ''عید'' قرار دینے کا اظہار فرمایا۔

(۱) قاضی ثناء اللہ مظہری لکھتے ہیں:

العید السرور بعد الغم وقیل یوم السرور۔ (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

''غم کے بعد خوشی ملنے کو عید کہتے ہیں اور خوشی والے دن کو بھی''۔

(۲) اسی طرح علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

یطلق علی نفس السرور العائد۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۴ جزء ۷ صفحہ ۶۱)

''ہر لوٹنے والی خوشی کو عید کہا جاتا ہے''۔

(۳) علامہ خازن فرماتے ہیں:

والعید یوم السرور۔ (تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۵۰۶)

''خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں''۔

(۴) امام بغوی نے بھی تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۹۱ پر یہی فرمایا ہے۔

(۵) علامہ علی قاری فرماتے ہیں: یستعمل العید فی کل یوم فیه مسرة۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۳ صفحہ ۲۴۳)

''عید کا لفظ ہر اس دن کیلئے بولا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی اور مسرت ہو''۔

(۶) اسی طرح اردو و عربی لغت کی کتب میں عید کے درج ذیل معانی کیے گئے ہیں۔

ا۔ لغوی معنیٰ جو بار بار آئے۔ ۲۔ مسلمانوں کے جشن کا روز، خوشی کا تہوار۔

۳۔ نہایت خوشی۔ (کفایت اردو لغت صفحہ ۵۵۷)

(۷) فیروز اللغات میں ہے: لغوی معنیٰ جو بار بار آئے، مسلمانوں کے جشن کا روز، خوشی کا تہوار، نہایت خوشی۔ (فیروز اللغات صفحہ ۹۰۸)

(۸) فرہنگ آصفیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۴ میں ہے۔

ا۔ وہ تہوار جو برسویں دن عود کر کے آئے۔ برس کا برس دن، مسلمانوں کے جشن کا روز، خوشی کا تہوار، خوشی کے طور کرنے کا دن۔ ۲۔ نہایت خوشی۔

(۹) المنجد صفحہ ۶۹۰ مترجم میں ہے: عید ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے، عید کو اس لیے عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔

(۱۰) معجم الوسیط جلد ۲ صفحہ ۶۳۵ میں ہے: العید کل یوم یحتفل فیه بذکری کریمة

او حبیبة۔ عید ہر وہ دن ہے۔ جس میں کریم یا محبوب شخصیت کی یاد میں محفل منعقد کی جائے۔

اس تعریف سے محفل عید میلاد اور عید میلاد النبی ﷺ کا مفہوم مزید نکھر جاتا ہے۔

نوٹ: مخالفین کی معتمد علیہ کتاب الغنیہ میں ہے:

ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں عید کے دن حاضر ہوا اور (اس وقت) آپ خشک روٹی کھا رہے تھے اس شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: آج عید کا دن ہے اور آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: آج عید اس کیلئے ہے جس کے روزے مقبول، سعی مشکور اور گناہ مغفور ہو گئے۔ الیوم لنا عید وغدا لنا عید وکل یوم لانعصی اللہ فیہ فھو لنا عید۔ (الغنیہ جلد۲ صفحہ۲۲)

''آج ہمارے لیے عید ہے اور کل بھی ہمارے لیے عید ہے اور ہر وہ دن ہمارے لیے عید ہے جس میں ہم اللہ کی نافرمانی (گناہ) نہ کریں''۔

۱۱ ایسے ہی علامہ اسماعیل حقی نے عید الاولنا واخرنا کے تحت متعدد عیدیں گنواتے ہوئے خواص کے ہر دن اور ہر لمحہ کو عید قرار دیا ہے۔

۱۲ درۃ الناصحین جز۲ ص ۲۶۳ پر مومن کی پانچ عیدیں گنوائی گئی ہیں۔

یوم میلاد النبی ﷺ کو عید کہنے کی وجہ:

قرآن وحدیث، آثارِ صحابہ اور عبارات لغت عربی وار دو ڈکشنری سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ ہر خوشی، مسرت اور نعمت والے دن کو عید کہنا درست ہے، اب سوچئے کہ جب ہر چھوٹی موٹی خوشی پر عید کا لفظ بولا جا سکتا ہے تو محبوب خدا ﷺ کے میلاد پر لفظ عید کو کیوں استعمال نہیں کیا جا سکتا؟ جب آسمان سے کھانا اترے تو عید بن جاتی ہے تو جب سرور کائنات فخر موجودات ﷺ تشریف لائیں تو وہ دن عید کیوں نہیں ہو سکتا؟ اس محبوب ﷺ نے ہمیں کلمہ پڑھایا، ایمان عطا فرمایا، رب رحمٰن کا پتہ بتایا، بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر قائم فرمایا، لوگوں کو گمراہیوں اور ذلتوں کے عمیق گڑھوں سے نکال کر عظمتوں اور رفعتوں کی بلندیوں پر قائم فرمایا، بتوں کے آگے جھکنے

والوں کو اللہ کے آگے جھکنے کا سلیقہ بتایا، جانی دشمنوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا، زندہ درگور ہونے والی بچیوں اور ذلت کی چکی میں پسنے والی عورتوں کو عزت و وقار کا تاج نصیب فرمایا اور بے شمار، لاتعداد اوران گنت نعمتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کو بھیج کر احسان جتایا، تو جب ہر خوشی، نعمت اور احسان والے دن کو عید کہا جاتا ہے تو جس دن اتنے احسانات، انعامات اور خوشیاں ہوں وہ دن بھی یقیناً عید ہوتا ہے۔

اہل ذوق کی تصریحات:

یہ صرف ہمارا ہی نظریہ نہیں، بلکہ اہل ذوق نے اسے اسی لفظ سے یاد کیا ہے یہ یارلوگوں کا دھوکہ ہے جو عوام الناس کو ورغلاتے رہتے ہیں کہ یہ کام صرف بریلویوں اور پاکستانیوں کی ایجاد ہے۔ انصاف پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، محبت کی نگاہ سے پڑھیئے! اور اپنے ضمیر سے فیصلہ لیجئے!

(۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے لکھا ہے:

اما اهل مكة — يزيد اهتمامهم به على يوم العيد۔ (المورد الروی صفحہ ۳۰)

"مکہ مکرمہ کے مسلمان ربیع الاول میں عید سے بڑھ کر جشنِ میلاد کا اہتمام کرتے ہیں"۔

(۲) شارح بخاری علامہ قسطلانی (متوفی ۹۱۱ھ) نے جشن میلاد کے متعلق اہلِ اسلام کا دائمی عمل نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

فرحم الله امرأ اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا فيكون اشد علة على من فى قلبه مرض۔ (المواہب اللدنیہ جلد اصفحہ ۲۷)

"پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جس نے آپ کے میلاد مبارک کی راتوں کو عیدیں بنا دیا تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ اور بڑھ جائے"۔

(۳) علامہ قسطلانی نے یہ عبارت امام محمد بن الجزری (متوفی ۸۳۳ھ) کے حوالے سے نقل کی ہے۔ (ایضاً)

(۴) شارح مواہب علامہ محمد بن الباقی زرقانی مالکی (۱۱۲۲ھ) نے اس عبارت کو

قائم رکھ کر اُس کی تائید کی ہے۔ (شرح مواہب جلدا صفحہ ۱۴۸)

۵ علامہ قسطلانی کے حوالے سے یہی عبارت علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے تاریخ الخمیس جلدا صفحہ ۲۲۳، علامہ ابن عابدین شامی (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے شرح المولد لابن حجر (جواہر البحار جلد۳ صفحہ ۳۳۸)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) نے ما ثبت من السنہ صفحہ ۶۰ پر اور دیگر علماء و مشائخ نے اپنی اپنی تصانیف جلیلہ میں بیان کیا بلکہ آج تک کرتے آ رہے ہیں۔

۶ امام جلال الدین سیوطی نے شیخ ابو الطیب محمد بن ابراہیم السبتی المالکی (متوفی ۶۹۵ھ) کے حوالے سے لکھا ہے: وہ میلاد النبی ﷺ کے دن ایک مدرسہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے مدرسہ کے انچارج سے فرمایا:

یا فقیہ هذا الیوم سرور اصرف الصبیان۔ (الحاوی للفتاویٰ جلدا صفحہ ۱۹۷)

''اے فقیہ! آج خوشی (عید) کا دن ہے، لہٰذا بچوں کو چھٹی دے دو''۔

۷ خود امام سیوطی نے اس عبارت کو نقل کر کے اپنے پاکیزہ خیالات کا بھی اظہار فرما دیا ہے۔

۸ شیخ فتح اللہ بنانی مصری ''اسلاف'' کا قول نقل کرتے ہیں:

''اس دن (میلاد النبی) کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تمام امتوں پر فضیلت عطا کی ہے لہٰذا امت پر لازم ہے کہ وہ اس رات کو سب سے بڑی عید کے طور پر منائیں''۔ (مولد خیر خلق اللہ صفحہ ۱۶۵)

۹ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں: امام ابن جزری نے کہا ہے کہ جب اہل صلیب (عیسائی) اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو بڑی عید مناتے ہیں تو اہل اسلام زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ اپنے نبی ﷺ کی تکریم کریں''۔ (المورد الروی صفحہ ۳۱)

۱۰ شیخ محمد علوی مالکی لکھتے ہیں:

نحن لا نری تسمیته بالعید لانه اکبر من العید۔ (مقدمہ المورد الروی صفحہ ۳۲)

''ہم یوم میلاد النبی ﷺ کو (صرف) عید نہیں کہتے کیونکہ اس کا درجہ تو عید سے

کہیں بڑھ کر ہے''۔

کیونکہ آپ کی آمد مبارک سے مخلوق خدا کو دائمی اور نہ ختم ہونے والی خوشی نصیب ہوئی ہے اور چونکہ اس خوشی کو تعبیر کرنے کیلئے اس کے شایان شان کوئی لفظ نہیں ملتا تو اپنے ذوق کی تسکین کیلئے اہل محبت اسے ''عید'' کے لفظ سے یاد کر لیتے ہیں جبکہ آپ کا یوم میلاد سال بھر کے تمام ایام سے بلند و عظیم تر ہے۔

شب میلاد لیلۃ القدر اور لیلۃ الجمعہ سے بھی افضل ہے:

دیکھئے! اہل محبت نے کیا لکھا ہے:

(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''شب میلاد لیلۃ اقدر سے بلاشبہ افضل ہے۔ اس لیے کہ میلاد کی رات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور کو عطا کی گئی اور ظاہر ہے کہ جس رات کو آپ کی ذات مقدسہ سے شرف ملا وہ ضرور اس رات سے افضل قرار پائے گی، جو حضور کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی بنی ہے، لیلۃ القدر نزول قرآن کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی۔ اور اس لیے بھی کہ لیلۃ القدر میں (صرف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فضل واحسان ہوا اور لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل واحسان کیا، کیونکہ حضور رحمۃ للعالمین ہیں، جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلائق اہل السموات والارضین پر عام ہوگئیں۔ (ماثبت من السنہ صفحہ ۷۸، ونحوہٗ فی مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۱)

(۲) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لیلۃ المیلاد کے لیلۃ القدر سے افضل ہونے پر یہی دلائل مزید تفصیل سے قائم فرمائے ہیں ملاحظہ ہو! (مواہب لدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷، ۲۶)

(۳) یہی مضمون زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۵۵، الانوار المحمدیہ صفحہ ۲۸، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴۲۶، جلد ۳ صفحہ ۴۲۴ پر بھی موجود ہے۔

نوٹ: مخالفین کے معتمد مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے شیخ محقق کے حوالے سے لکھا ہے:

''ہم کہتے ہیں کہ حضور شب میلاد میں پیدا ہوئے تو یہ رات شب قدر سے بلاشبہ افضل ہے''۔ (مجموعۃ الفتاوی جلد ۱ صفحہ ۸۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسی وجہ سے بعضوں نے کہا ہے کہ شب میلاد شب قدر سے افضل ہے۔ (ایضاً جلد ۱ صفحہ ۸۷)

نوٹ: عابد میاں دیوبندی نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ...... پر بھی شب میلاد کے لیلۃ القدر سے افضل ہونے پر مذکورہ دلائل لکھے ہیں۔

لیلۃ الجمعہ، شب قدر سے افضل کیوں؟

فطرت سلیمہ کے حامل لوگوں نے اپنے ذوق ومحبت کا اظہار یوں بھی کیا ہے:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ شب جمعہ، شب قدر سے افضل ہے کیونکہ جمعہ کی رات سرور عالم ﷺ کا وہ نور پاک اپنی والدہ سیدہ آمنہ کے رحم مبارک میں منتقل ہوا، جو دنیا وآخرت میں ایسی برکات وخیرات کا سبب ہے جو کسی گنتی اور شمار میں نہیں آسکتیں''۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۷۷، ونحوہٗ فی مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۱)

اس مضمون کو امام احمد بن حنبل سے، شیخ فتح اللہ بنانی نے بھی نقل کیا ہے۔

(مولد خیر خلق اللہ صفحہ ۱۵۸)

علامہ ابن الحاج نے بھی انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ (المدخل جلد ۲ صفحہ ۳)

نوٹ: یہی عبارت اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی درج کی ہے۔

(جمعہ کے فضائل واحکام صفحہ ۴)

ماہِ ربیع الاول اور پیر کے دن میں آپ کی ولادت کی وجہ:

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں:

''اگر یہ سوال کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی ماہِ رمضان میں نہیں ہوئی، جس میں قرآن مجید نازل ہوا، نہ لیلۃ القدر میں ہوئی،

نہ حرمت والے مہینوں میں نہ شعبان کی پندرھویں شب میں نہ جمعہ کے دن نہ اس کی رات میں۔ اس کا جواب چار طریقوں سے ہے، پہلا طریقہ یہ ہے کہ درخت اور پھل وغیرہ پیر کے دن پیدا کیے گئے اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ انسان کی مادی حیات کے اسباب جس طرح پیر کے دن بنائے گئے اسی طرح روحانی حیات کا سبب کامل بھی پیر کے دن پیدا کیا گیا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ربیع کے معنیٰ ہیں بہار اور اس میں اشارہ ہے کہ انسانیت کا گلشن صدیوں سے آباد تھا لیکن اس میں بہار اس وقت آئی جب آپ کی ولادت ہوئی۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فصل ربیع تمام فصلوں میں افضل ہوتی ہے اسی طرح آپ کی شریعت بھی تمام شریعتوں سے افضل ہے اور چوتھا طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ رمضان، لیلۃ القدر، شعبان کی پندرھویں شب یا جمعہ کی شب کو پیدا ہوتے تو ان اوقات سے آپ کو فضیلت ملتی اور جب آپ ربیع الاول میں پیر کے دن پیدا ہوئے تو اس ماہ اور اس دن کو آپ کی وجہ سے فضیلت ملی اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کسی سے فضیلت نہیں پاتے بلکہ کائنات میں جو بھی فضیلت پاتا ہے وہ آپ سے فضیلت پاتا ہے"۔ (المدخل جلد ا صفحہ ۲۹۸،۲۸۱)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی صدقہ:

علامہ ابن الحاج (متوفی ۷۳۷ھ) لکھتے ہیں:

"اس ماہ (ربیع الاول) میں اللہ تعالیٰ نے سید الاولین والآخرین کی صورت میں ہمیں جس عظیم نعمت سے نوازا ہے، اس پر ضروری تھا کہ بطور شکر ہم پر کوئی عبادت لازم قرار دی جاتی مگر یہ رحمت مصطفوی کا صدقہ ہے کہ ہمیں کسی اضافی عبادت کا مکلف نہیں فرمایا، اس کی وجہ امت پر نبی کریم کی رحمت و شفقت ہے اسی لیے آپ بہت سے امور صرف اس وجہ سے ترک فرما دیا کرتے تھے کہ کہیں آپ کی امت پر وہ فرض نہ کر دیئے جائیں۔ یہ آپ کی رحمت ہے، جیسا کہ آپ کے اس وصف کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: آپ مومنوں پر بہت مہربان نہایت مشفق ہیں"۔ (المدخل جلد ۲ صفحہ ۲)

مزید فرماتے ہیں:

''اگر کوئی یہ کہے کہ جمعہ کے دن تو نماز اور خطبہ وغیرہ لازم ہے، اگر یہ (میلاد النبی کا دن) اس سے (بھی) افضل ہے تو اس میں کوئی اضافی عبادت کیوں نہیں؟ اس کا جواب وہی ہے جو گزر چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر آسانی فرماتے ہوئے اس دن میں کسی عبادت کا اضافہ نہیں فرمایا۔ اور نہ امت کو اس کا مکلف فرمایا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے جب اس مبارک دن میں آپ کی ذات اقدس کو وجود بخشا تو آپ کے اکرام واحترام کی خاطر امت پر تخفیف فرماتے ہوئے کسی اضافی عمل کو لازم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک وجود کو سراپا رحمت قرار دیتے ہوئے فرمایا: اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی یہ رحمت تمام مخلوق کیلئے عمومی اور اپنی امت کیلئے خصوصی ہے۔ آپ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ومہربانی یہ ہے کہ آپ کے میلاد پر کوئی اضافی عبادت کی تکلیف نہیں دی''۔ (ایضاً جلد۲ صفحہ۳)

اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے امام قسطلانی لکھتے ہیں:

''اور جب جمعہ کے دن جس میں آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اس میں ایک خاص گھڑی ہے جس میں کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جس شی کی دعا کرے وہ اسے عطا کر دیتا ہے، تو اس گھڑی کا کیا مقام ہوگا جس میں تمام رسولوں کے سردار کی ولادت ہوئی ہو، اور اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن جس میں حضرت آدم پیدا ہوئے، جمعہ یا خطبہ وغیرہ کو صرف آپ کے اکرام کیلئے امت پر آسانی کرتے ہوئے لازم نہیں کیا۔ یہ آپ کے جود وعنایت کے سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اسی رحمت کا اظہار یہ بھی ہے کہ (میلاد شریف پر) کسی عبادت کا حکم نہیں فرمایا''۔ (المواہب اللدنیہ جلد۱ صفحہ۱۴۲)

جلوس کی شرعی حیثیت

جشن میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ''جلوس'' کے انداز میں بھی کیا جاتا ہے۔ ہمارے علاقہ میں چونکہ خوشی، مسرت اور جشن کے اظہار کا ایک طریقہ جلوس نکالنا بھی ہے، لہٰذا اس انداز میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا د مبارک پر خوشی اور مسرت کے اظہار کا یہی جذبہ وولولہ کارفرما ہے۔ میلا د النبی کا جلوس بھی نعت خوانی، ذکر و اذکار، نعت اور فضائل ومحامد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی مشتمل ہوتا ہے اور بس۔ باقی غیر ذمہ دار افراد کے نہ ہم ذمہ دار اور نہ ہی ان کے حامی وموید بلکہ ان کی حوصلہ شکنی کرنے والوں میں ہیں۔

جلوس کا مفہوم یہ ہے کہ بہت سے لوگوں اور افراد کا کسی خاص موقع پر اکٹھے ہو کر گذرگاہوں میں آنا جانا اور بازاروں یا راہوں سے گذرنا۔

اب آیئے! قرآن و حدیث اور عمل صحابہ سے ''شانِ رسالت'' کے مختلف جلوسوں کا نظارہ کر کے اپنی آنکھیں روشن اور سینے منور کریں۔

ولادتِ شریفہ کا جلوس:

ولادتِ مقدسہ کے موقع پر فرشتوں کی ٹولیاں نکلی تھیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: واذا بقائل یقول خذوہ عن اعین الناس قالت و رأیت رجالا قد وقفوا فی الھوا بایدیھم أباریق من فضۃ ــــ الخ ۔ (زرقانی علی المواھب جلد ا صفحہ ۲۱۵، الانوار المحمدیہ صفحہ ۳۱، مواہب لدنیہ جلد ا صفحہ ۱۲۵، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶)

''اور اچانک ایک کہنے والا کہہ رہا تھا (فرشتو!) انہیں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکڑ کر لوگوں کی آنکھوں سے دور لے جاؤ، آپ فرماتی ہیں میں نے کچھ لوگ (فرشتے اور حوریں) دیکھے کہ ہوا میں (تعظیم کیلئے) کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی صراحیاں ہیں''۔

نوٹ: یہ مضمون مولد العروس صفحہ ۲۷ مترجم، التاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۲۰۲ پر بھی موجود

ہے۔اور یہ روایت نواب صدیق حسن بھوپالوی نے الشمامۃ العنبر یہ صفحہ ۹ پر بھی نقل کی ہے۔

○ ایک روایت میں ہے کہ میں نے سنا ایک ندا دینے والا نداد ے رہا ہے کہ آپ کو تمام مشارق و مغارب کی سیر کراؤ اور سمندروں کی طرف لے جاؤ تا کہ (تمام مخلوق) آپ کے اسم مبارک، صفات بابرکات اور صورت مقدسہ سے متعارف ہو جائے۔اور انہیں تمام جاندار مخلوق کے سامنے لے جاؤ۔(مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ ۱۶، ماثبت من السنہ صفحہ ۲۸۴، زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

نوٹ: ان روایات کی تائید مواہب لدنیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۴، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱، ۱۲۰، مولد العروس صفحہ ۲۹ سے بھی ہوتی ہے۔ان روایات کو نواب صدیق غیر مقلد نے الشمامۃ العنبر یہ ص ۹ پر بھی نقل کیا ہے۔

○ ایک روایت میں ہے: کلما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتلات الدنیا کلھا نورا و تباشرت الملائکۃ۔(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

''جب نبی کریم کا میلاد ہوا تو ساری دنیا روشن ہوئی اور فرشتوں نے ایک دوسرے کے سامنے خوشی کا اظہار کیا''۔

○ ایک روایت میں ہے کہ مجھے ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ آمنہ! ان پر تین دن تک دروازہ نہ کھولنا حتیٰ کہ سات آسمانوں کے فرشتے ان کی زیارت نہ کرلیں میں نے ان کیلئے حجرہ میں ایک بچھونا بچھایا اور دروازہ بند کرلیا اور میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ آپ کے پاس قطار اندر قطار اور فوج در فوج حاضر ہو رہے تھے۔(مولد العروس صفحہ ۲۹ عربی، صفحہ ۹۷ مترجم)

نوٹ: اس روایت کو عبدالستار غیر مقلد نے بھی اکرام محمدی صفحہ ۲۷۴ پر لکھا ہے۔

○ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حضرت جبریل اور فرشتوں نے آپ کی ولادت کا اعلان کیا اور بشارت دینے کیلئے حاضر ہوئے۔(مولد العروس صفحہ ۹۷ مترجم)

○ ایک روایت میں ہے: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آسمان کے فرشتوں کو آراستہ و پیراستہ دیکھا۔(مولد العروس صفحہ ۹۷ مترجم)

○ علامہ ابن حجر ہیتمی نے لکھا ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کی آمد کا اعلان جنت میں فرمایا، جسے سن کر تمام فرشتے خدا کی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہو گئے اور ایک دوسرے کو آپ کی آمد کی خوشخبریاں دینے لگے۔ حضرت جبریل اہل آسمان سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ ایک لاکھ فرشتوں کو لے کر زمین پر اتریئے اور زمین کے تمام گوشوں، پہاڑوں، جزیروں، سمندروں اور تمام اطراف و اکناف عالم میں پھیل جائیں اور وہاں کے رہنے والوں کو آپ کی آمد کی بشارت دو۔ (النعمۃ الکبری صفحہ ۳۰)

دوسرا جلوس:

ولادت مبارکہ کے موقع پر نہ صرف فرشتوں کا جلوس تھا بلکہ جنتی خواتین اور حورانِ بہشت بھی جمع ہو کر نکل آئی تھیں، سیدہ آمنہ فرماتی ہیں:

ثم رأیت نسوۃ کالنخل طوالا فقلن بی نحن آسیۃ امرآۃ فرعون و مریم ابنۃ عمران و ھؤلاء من الحور العین۔ (زرقانی شرح مواہب جلد ا صفحہ ۱۱۲)

مَیں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عورتیں جو قد کاٹھ میں کھجور کے درخت کے مشابہ تھیں۔ (انہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا، میں حیران تھی کہ وہ کہاں سے آ گئیں اور انہیں اس (واقعۂ ولادت) کی خبر کیسے ہو گئی)۔ تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہم آسیہ زوجۂ فرعون اور مریم بنتِ عمران ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں"۔

یہی روایت المواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۱۱۲، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶، نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۷۳، الانوار المحمدیہ صفحہ ۳۳ اور عبدالستار وہابی کی کتاب "اکرام محمدی" صفحہ ۲۷۴ پر بھی موجود ہیں۔

گنبدِ خضراء کے زائر فرشتوں کا جلوس:

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملائکۃ حتی یحفوا بقبر

رسول الله صلی الله علیه وسلم یضربون باجنحتهم ویصلون علی رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی امسوا عروجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذلك حتی اذا انشقت عنه الارض خرج سبعین الفا من الملائكة یزفونه۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶)

''ہر روز دن نکلتے ہی ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو گھیرے میں لے لیتے ہیں، وہ اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ عرض کرتے ہیں، حتی کہ جب شام کر لیتے ہیں تو اوپر چلے جاتے ہیں اور ان کی مثل (ستر ہزار) اتر آتے ہیں، وہ بھی ان کی مثل ہی کرتے ہیں، (قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا) حتیٰ کہ جب زمین شق ہو جائے گی، تو آپ ستر ہزار فرشتوں (کے جھرمٹ) میں باہر تشریف لائیں گے، وہ فرشتے آپ کی خدمت میں نیاز مندی کا مظاہرہ کریں گے''۔

نوٹ: یہ روایت دارمی جلد ا صفحہ ۵۷ برقم ۹۴، حلیۃ الاولیاء جلد ۵ صفحہ ۳۹۰، شعب الایمان برقم ۴۹۲۳ اور القول البدیع صفحہ ۵۲، ۹۶، فضل الصلاۃ علی النبی للقاضی اسماعیل صفحہ ۴۳، ۸۴، القربہ لابن بشکوال صفحہ ۴۵ پر بھی ہے۔

گویا محبوب کریم ﷺ کی عظمت و مرتبت اور آپ پر صلوٰۃ پیش کرنے کیلئے صبح و شام فرشتوں کے جلوس نکلتے رہتے ہیں اور روز قیامت اپنے آقا ﷺ کی شان و فضیلت کا مظاہرہ کرنے کی خاطر آپ کو اپنے نوری ''جلوس'' کے جھرمٹ میں ہی لے کر چلیں گے۔

جلوس معراج:

جب خدائے لم یزل نے اپنے رسول افضل ﷺ کو لامکاں کی سیر کرائی تو اس وقت بھی ''جلوس'' کے مظاہرے ہوئے۔ مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

فنزل جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیهم السلام ومع كل واحد منهم سبعون الف ملك۔ (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۱۰۶)

''پس جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام (آپ ﷺ کو لینے کیلئے) اترے اور

ان میں ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار فرشتے تھے"۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے موقع پر جلوس:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایمان لانے کی نیت سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ پس انہوں نے کلمۂ شہادت پڑھا تو وہاں موجود تمام مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے، جنہیں اہل مکہ نے (اپنے گھروں اور بازاروں میں) سن لیا۔ آپ فرماتے ہیں: مَیں نے عرض کیا:

یارسول الله ألسنا علی الحق؟ قال: بلی، قلت: ففیم الاخفا؟ فخرجنا صفین أنا فی احدهما و حمزة فی الآخر حتی دخلنا المسجد فنظرت قریش الی والی حمزة فأصابتهم کآبة شدیدة (لم یصبهم مثلها) فسمانی رسول الله علیه الصلوٰة والسلام "الفاروق" یو منذ لایه اظهر الاسلام و فرق بین الحق والباطل۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۴، بحوالہ الدلائل لابی نعیم صفحہ....، وابن عساکر صفحہ.....)

"مَیں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ مَیں نے کہا: پھر یہ چھپنا کیسا؟ پس ہم دو صفیں بنا کر نکلے۔ ایک صف میں مَیں تھا اور دوسری میں حمزہ تھے، حتیٰ کہ ہم مسجد میں (بشکل جلوس) داخل ہوئے، تو قریش نے مجھے اور حمزہ کو دیکھا، انہیں سخت صدمہ ہوا (ایسا دکھ انہیں پہلے نہ ہوا تھا) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن میرا نام "فاروق" رکھا۔ (راوی کہتا ہے) کیونکہ انہوں (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے اسلام کو غلبہ دیا اور حق و باطل میں فرق کیا"۔

دیکھیے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلوس نکال رہے ہیں اور کفار جل رہے ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک جزوی جلوس:

۱۰ ہجری میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیلئے روانگی کا اعلان فرمایا، تو سارا عرب شریف ہمرکابی کیلئے امنڈ آیا، آپ نے آخر ذوالقعدہ میں جمعرات کے دن غسل

فرمایا۔ تہبند اور چادر زیب تن فرمائی، نماز ظہر مسجد نبوی میں ادا فرما کر اپنی تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں، حد نگاہ تک انسانوں کا جنگل دکھائی دیتا تھا۔ بیہقی کی ایک روایت میں ایک لاکھ چودہ ہزار دوسری روایت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد کا ذکر ہے۔

ملاحظہ ہو! زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۱۰۶، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۷۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ (چار ذو الحجہ کو) جب مکہ مکرمہ پہنچے تو بنو ہاشم کے لڑکوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے کسی کو آگے بٹھالیا اور دوسرے کو پیچھے۔ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۳۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے: اس کے بعد لوگوں کی بھیڑ زیادہ ہوگئی ان میں وہ لوگ بھی تھے، جو سعی کرنے والے تھے اور کچھ وہ بھی نکل آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتے تھے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہوگئے اس موقع پر لوگوں نے کہا: ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ھذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حتیٰ کہ یہ کہتے ہوئے پردہ نشین عورتیں اور لڑکیاں بھی باہر نکل آئی تھیں۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۹۱ فارسی جلد ۲ صفحہ ۶۲۸ مترجم)

یہ ایک جزوی جلوس برائے زیارت نبوی تھا، جو لوگوں کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کر رہا تھا۔ حتیٰ کہ اس میں ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ھذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نعروں سے اپنے ذوق نہاں کو بھی تازہ کیا جا رہا ہے۔

وصال مبارک پر جلوس:

سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! تم نے میرے دوست جبریل کو کہاں چھوڑا؟ عزرائیل نے کہا: میں نے ان کو آسمان دنیا میں چھوڑا ہے اور فرشتے ان سے آپ کی تعزیت کر رہے ہیں۔ پھر بہت سرعت کے ساتھ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آگئے اور

آ کر آپ کے سر کی جانب بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! اب دنیا سے روانہ ہونے کا وقت ہے مجھے بشارت دو کہ میرے لیے اللہ کے پاس کیا اجر ہے؟ جبریل نے کہا: یا حبیب اللہ! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ میں (آپ کے استقبال کیلئے) تمام آسمانوں کے دروازوں کو کھلا چھوڑ کر آیا ہوں اور وہاں تمام فرشتے آپ کو سلامی دینے کیلئے اور آپ کو مرحبا اور خوش آمدید کہنے کیلئے صف باندھے ہوئے کھڑے ہیں اور میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ یا محمد! تمام جنتوں کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور تمام دریا جاری کردیئے ہیں اور تمام درخت جھوم رہے ہیں۔ اور یا محمد! آپ کے لیے حوریں مزین ہو چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا: مَیں اپنے رب کی رضا جوئی کیلئے اس کی حمد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے ملک الموت! اب تمہیں اجازت ہے اب تم کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو۔ الخ۔

(المعجم الکبیر جلد۳ صفحہ ۶۳، ۶۲، حلیۃ الاولیاء جلد۴ صفحہ ۷۶، اتحاف السادۃ المتقین جلد۱۰ صفحہ ۲۹۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے: جب ملک الموت آئے بصورت اعرابی اور اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ اسے کہو کہ اندر آجائے۔ پس وہ اندر آئے اور کہا: السلام علیکم ایھا النبی! بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور مجھے فرمایا ہے کہ آپ کی روح مبارک قبض کروں، آپ کی اجازت سے۔ آپ نے فرمایا: اے ملک الموت! جب میرے بھائی جبریل علیہ السلام میرے پاس نہ آئیں روح قبض مت کرو، پس جبریل علیہ السلام روتے ہوئے حاضر ہوئے اور آپ نے فرمایا اے دوست! ایسے حال میں مجھے تنہا کیوں چھوڑتے ہو؟ جبریل نے عرض کیا: آپ کو بشارت ہو کہ آپ کیلئے ایک چیز لایا ہوں۔ حق تعالیٰ نے جہنم کے داروغہ مالک کو فرمایا ہے کہ میرے حبیب کی روح آسمان پر لائی جائے گی تو آتش دوزخ کو بجھادے، اور حورعین کو وحی کی کہ اپنے آپ کو مزین کرلیں اور فرشتوں کو فرمایا گیا کہ اٹھو اور صف در صف کھڑے ہو جاؤ کیونکہ روح محمدی (ﷺ) آتی ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ زمین پر جاؤ اور میرے حبیب کو بتاؤ کہ تمام انبیاء جنت میں نہیں جائیں گے اور ان کی امتیں بھی، جب تک آپ اور آپ کی امت

جنت میں نہ آجائیں اور کل قیامت کو آپ کی اس قدر امت بخشی جائے گی کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ پس آپ نے فرمایا: اے ملک الموت! آگے آؤ اور تم کو جو امر کیا گیا ہے وہ کرو۔ پس ملک الموت نے آنحضرت ﷺ کی روح مبارک کو قبض کیا اور اعلیٰ علیین میں لے گئے اور کہا: یا محمداہ! یا رسول رب العالمین۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۱ فارسی، جلد ۲ صفحہ ۶۹۱ مترجم، کشف الغمہ ج ۲ صفحہ ۶۷)

ان روایات سے ظاہر ہے کہ جب آپ کی روح مقدس کو عالم بالا کی طرف لے جایا گیا تو فرشتوں نے اجتماعی صورت میں استقبال کیا اور سلامی پیش کی۔

میدان حشر میں عظیم الشان جلوس:

قیامت کے دن، جب کائنات میدان حشر میں جمع ہوگی تو آپ کا نہایت ہی عظیم الشان جلوس مبارک ہوگا۔ جس میں جھنڈا، نعت خوانی اور انسانوں اور فرشتوں کی بھی شرکت ہوگی۔ پھر عظمت و رفعتِ رسول کے پھریرے لہرائے جائیں گے۔ چنانچہ مختصر املاحظہ ہو!

۱۔ جب آپ قبر انور سے تشریف لائیں گے تو ستر ہزار فرشتوں کا جلوس آپ کا استقبال کرے گا اور ہدیہ محبت وادب پیش کرے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدھم اذا وفدوا (الحدیث)۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱، داری جلد ۱ صفحہ ۲۲، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۴ واللفظ لہ)

میں لوگوں میں سب سے پہلے باہر آؤں گا جب انہیں اٹھایا جائے گا اور میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ وفد (جمع) ہو کر چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا، جب وہ خاموش ہوں گے اور میں ان کی شفاعت کروں گا جب انہیں روک دیا جائے گا، میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ مایوس ہو جائیں گے، کرامت اور (خزانوں کی) چابیاں اس دن میرے پاس ہوں گی اور حمد کا جھنڈا (بھی) میرے ہاتھ میں ہوگا۔

یعنی اس عظیم جلوس کی قیادت آپ خود فرمائیں گے۔

③ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اولاد آدم کا قیامت کے دن سردار ہوں گا اور فخر نہیں میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں اس دن حضرت آدم یا ان کے سوا کوئی نبی ایسا نہیں ہوگا مگر میرے جھنڈے کے نیچے ہوگا، اور میں پہلا ہوں جس سے قبر کو کھولا جائے گا اور فخر نہیں۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳)

④ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عصی ان یبعثك ربك مقاما محمودا۔ (الاسراء: ۷۹)

''عنقریب آپ کا رب آپ کو 'مقام محمود' پر فائز کرے گا''۔

علامہ خازن لکھتے ہیں: والمقام المحمود هو مقام الشفاعة لانه يحمده الاولون و الآخرون۔ (خازن جلد ۳ صفحہ ۱۷۵)

''مقام محمود سے مراد ''مقام شفاعت'' ہے کیونکہ وہاں پر سب سے پہلے اور پچھلے آپ کی تعریف (مدح سرائی) کریں گے''۔

اس کی اصل بخاری کی درج ذیل روایت ہے:

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب آجائے گا حتیٰ کہ لوگوں کے آدھے کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا۔ وہ اسی حال میں ہوں گے پھر حضرت آدم سے فریاد کریں گے، پھر حضرت موسیٰ سے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے، پھر آپ شفاعت کریں گے تاکہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کیا جائے پھر آپ جا کر جنت کے دروازے کے حلقے کو پکڑ لیں گے۔

فیومئذ یبعثه الله مقاما محمودا یحمده اهل الجمع کلهم۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

''پس اس وقت اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز کرے گا اور تمام (اہل محشر) آپ کی تعریف و تحسین کریں گے''۔

یعنی سب کی زبانوں پر عظمت و مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانے ہوں گے اور

میدان حشر آپ کی حمد وثناء اور مدحت سرائی ونعت خوانی سے گونج اٹھے گا۔

مدینہ منورہ میں داخلہ پر جلوس:

سرکار کائنات، فخرِ موجودات علیہ التحیات والصلوات والتسلیمات جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو تمام اہل مدینہ نے اس وقت ایک نہایت ہی تزک و احتشام اور اہتمام و انصرام کے ساتھ ایک منظم جلوس کا انعقاد کیا، جس میں اجتماع عظیم، پرچم کشائی، نعت خوانی، خوشی کے ترانے اور محبوب مکرم ﷺ کی آمد وتشریف آوری کے نعرے سبھی کچھ موجود تھا۔ ملاحظہ ہو!

پرچم کشائی:

اسی دوران کہ جب والی بطحا ﷺ اپنے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ طیبہ کو مشرف فرمانے کیلئے پابرکاب تھے تو حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے ستر ساتھیوں کے ہمراہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے، انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ! لا تدخل المدینۃ الا ومعك لواء فحل عمامتہ ثم شدھا فی رمح ثم مشی بین یدیہ۔ (الوفا صفحہ ۲۴۷)

”آپ مدینہ پاک میں جھنڈے کے بغیر داخل نہیں ہوں گے، پھر انہوں نے اپنا عمامہ کھولا، اسے اپنے نیزے سے باندھا اور (لہراتے ہوئے) آپ ﷺ (کی سواری) کے آگے آگے چلنے لگے“۔

عظیم جلوس اور نعرے:

گو جلوس کا آغاز تو یہاں سے ہی ہو چکا تھا، لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ پورا مدینہ کتنے دنوں سے اپنی آنکھیں فرش راہ کیے ہوئے سراپا انتظار تھا۔ لوگ ہر روز تڑکے تڑکے نکل کر باہر جمع ہو جاتے اور دوپہر تک ”آمد محبوب“ کا انتظار کر کے حسرت ویاس کے ساتھ واپس لوٹ آتے، لیکن آج ان کی قسمت نے یاری کی، ان کا مقدر چمکا، جب

وہ واپس ہونے لگے تو ایک یہودی کسی مقصد کیلئے وہاں کسی ٹیلے پر چڑھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو سفید لباس پہنے ہوئے اور ان سے سراب کو ہٹتے ہوئے دیکھا تو وہ ضبط نہ کرسکا۔

(۱) قال باعلی صوتہ یا معاشر العرب ھذا جدکم الذی تنتظرون فثار المسلمون الی السلاح فتلقوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بظھرا لحرۃ فعدل بھم ذات الیمین حتی نزل بھم فی بنی عمرو بن عوف وذلک یوم الاثنین من شھر ربیع الاول (الحدیث)۔ (بخاری جلد اصفحہ ۵۵۵)

''اس نے بہت بلند آواز سے کہا: اے گروہ عرب! یہ دیکھو تمہارا مقصود آپہنچا ہے جس کا تم انتظار کرتے تھے پس مسلمانوں نے اسلحہ پکڑا اور ظھر الحرہ (سیاہ پتھروں والی جگہ) پر رسول اللہ ﷺ سے آملے۔ تو آپ انہیں لے کر دائیں جانب مڑے، حتیٰ کہ ان کے ساتھ (بشکل جلوس) ہی بنو عمرو بن عوف کے ہاں اترے اور یہ واقعہ ماہ ربیع الاول کے پیر کے دن کا ہے''۔

(۲) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: بنو عمرو بن عوف کے ہاں آپ چودہ راتیں قیام فرما رہے، پھر آپ نے بنو نجار کے لشکر کو پیغام بھیجا، بیان کیا کہ پھر وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے آپہنچے، بیان کیا اور گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی راحلتہ وابو بکر ردفہ و ملأ بنی النجار حولہ حتی القی بفناء ابی ایوب (الحدیث)۔ (بخاری جلد اصفحہ ۵۶۰)

''رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر ہیں، ابوبکر آپ کے پیچھے اور بنو نجار کا لشکر آپ کے اردگرد ہے حتیٰ کہ آپ نے حضرت ابوایوب کے صحن میں پڑاؤ ڈالا''۔

(۳) حضرت عبداللہ بن سلام کی روایت میں ہے کہ جب نبی کریم مدینہ منورہ تشریف لائے: انجفل الناس و کنت فیمن اتی۔ (الوفا صفحہ ۲۵۳)

لوگ امڈ آئے اور میں بھی آنے والوں میں شامل تھا''۔

۴ مسلم شریف کی روایت میں ہے: فصعد الرجال والنسآء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول الله یا محمد یا رسول الله۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۱۹)

"پس (رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے) مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور نوجوان اور خدام راستوں میں پھیل گئے وہ پکارتے (نعرے لگاتے) تھے یا محمد یا رسول الله یا محمد یا رسول الله"۔

ان روایات میں جلوس، اجتماع اور لشکر کا پورا پورا حلیہ ونقشہ موجود ہے۔

۵ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حرہ کی جانب نزول فرمایا پھر انصار کو پیغام بھیجا تو وہ نبی اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔

فقیل فی المدینة جآء نبی الله جآء نبی الله اشرفوا ینظرون و یقولون جآء نبی الله جآء نبی الله۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۵۶)

پس مدینہ میں گونج پڑ گئی اللہ کے نبی آگئے، اللہ کے نبی آگئے، لوگ گھاٹیوں پر چڑھتے آپ کی زیارت کرتے اور یہ نعرے لگاتے جآء نبی الله۔

یہ آمد مصطفیٰ کے نعرے تھے۔

۶ امام بیہقی نے ان روایات کو مزید تفصیل سے لکھا ہے اور ان میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اہل مدینہ نے آپ کی آمد پر یہ نعرے بھی لگائے تھے جآء رسول اللہ جآء رسول اللہ۔ (ملاحظہ ہو! دلائل النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۸، ۵۰۷، ۵۰۵)

۷ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے پہلے جو ہمارے ہاں (مدینہ میں) تشریف لائے وہ معصب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم ہیں، اور لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، پھر بلال، سعد بن ابی وقاص اور عمار بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پہنچے۔ بعد ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں بیس آدمیوں کے (لشکر میں) آئے۔

ثم قدم النبی صلی الله علیه وسلم فما رأیت أهل المدینة فرحوا

بشیء فرحهم برسول الله صلی الله علیه وسلم حتی جعل الاماء یقولون قدم رسول الله (الحدیث) ۔(بخاری جلد ا صفحہ ۵۵۸)

"پھر نبی کریم ﷺ نے قدم رنجہ فرمایا تو میں نے دیکھا کہ اہل مدینہ رسول اللہ ﷺ کی (تشریف آوری پر) اس قدر خوش ہوئے (جشن منایا) کہ کسی چیز پر اتنے خوش نہیں ہوئے تھے حتیٰ کہ باندیوں نے یہ نعرے لگانے شروع کر دیے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں"۔

﴿۸﴾ ایک روایت میں ہے: بچیوں اور بچوں کو دیکھا کہ وہ کہتے تھے:
هذا رسول الله قد جاء۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶، بحوالہ بخاری)
"یہ رسول اللہ ہیں: وہ آ گئے ہیں"۔

﴿۹﴾ یہ الفاظ بھی ہیں: ان العواتق تفوق البیوت یترائین یقلن ایهم هو ایهم هو۔
(البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۵)

"عورتیں چھتوں پر چڑھ گئیں، ایک دوسرے کو دیکھا کر پوچھتیں دیکھو! وہ کون ہے، وہ کون ہے"۔

﴿۱۰﴾ بعض روایات میں ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ نکل آئے حتیٰ کہ ہم راستہ میں تھے کہ عورتیں اور خدام اور نوجوان زور زور سے کہنے (نعرے لگانے) لگے۔

جاء محمد رسول الله جاء محمد رسول الله الله اکبر جاء محمد رسول الله جاء محمد رسول الله۔ (المستدرک صفحہ.....، البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۵)

ان روایات کو ملانے سے اہل مدینہ کے درج ذیل نعرے سامنے آتے ہیں جو انہوں نے "آمد رسول" ﷺ پر لگائے تھے:

یا محمد یا رسول الله	یا محمد یارسول الله
جاء نبی الله	جاء نبی الله
قدم رسول الله	قدم رسول الله
هذا رسول الله قد جاء	جاء محمد رسول الله

جاء محمد رسول الله
الله اکبر

آج میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ، محفل، جشن اور جلوس میں بھی انہی الفاظ و مضمون سے آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگائے جاتے ہیں ان پر اہل مدینہ کا عمل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر تصدیق ثبت ہے۔ والحمد للہ علی ذلک

جشن اور مسرت کا اظہار:

گو اس قدر تصریح کے باوجود مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہ جاتی کہ اہل مدینہ نے اس موقع پر انتہائی مسرت اور عظیم جشن کا اظہار کیا تھا۔ ایک روایت تو اوپر بھی گذری کہ انہیں آپ کی آمد سے زیادہ کسی چیز پر، ایسی خوشی اور فرحت نہیں ہوئی۔ جبکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

لما قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة لعبث الحبشة بحرابهم فرحا لقدومه۔ (ابوداؤد صفحہ..... مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷، الوفا صفحہ ۲۵۲)

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک تشریف لائے تو حبشیوں نے آپ کی تشریف آوری پر فرحت (جشن) کے طور پر چھوٹے چھوٹے نیزوں کے ذریعے کھیل کھیلا"۔

امام نووی اہل مدینہ کے اس مظاہرہ کے متعلق لکھتے ہیں لفرحهم لقدوم رسول الله صلی الله علیه وسلم و ظهور سرورهم له۔ (نووی بر مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

"انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر فرحت اور آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ایسا کیا تھا"۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: لعبث الحبشة ای رقصت۔ (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۶)

"آپ کی آمد پر مدینہ کے حبشیوں نے رقص کیا"۔

واضح رہے کہ یہاں رقص سے آج کل کا مفہوم مراد نہیں بلکہ حبشیوں نے نیزوں سے کھیلتے ہوئے جب نیزہ مارنے کیلئے اچھل کود کا مظاہرہ کیا تو اس جزوی مشابہت کو رقص کہا گیا۔

عبداللہ بن محمد نجدی نے لکھا ہے: مسلمانوں نے آپ کی آمد پر فرحت کرتے ہوئے: اللہ اکبر کہا حتیٰ کہ دھماکے اور نعرے، بنو عمرو بن عوف کے محلے میں سنے گئے۔

(مختصر سیرت الرسول صفحہ ۱۷۳)

چراغاں:

جشن کے موقع پر چراغاں کا اہتمام بھی ایک لازمی امر ہے، جشن ہو اور چراغاں نہ ہو، یہ نہیں ہو سکتا، جب مدینہ منورہ میں آمدِ محبوب پر عظیم الشان، فقید المثال جشن منایا جا رہا تھا تو وہاں قدرتی چراغاں بھی ہو چکا تھا۔ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں!

لما کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ اضاء منھا کل شیء۔ (مشکوۃ صفحہ ۵۴۷، واللفظ لہ، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

"جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو مدینہ شریف کی ہر چیز روشن ہو گئی"۔

نعت خوانی:

ہر چند کہ یہ خوشی کے ترانے اور آمدِ مصطفیٰ ﷺ کے نعرے "نعت خوانی" کے زمرہ میں ہی آتے ہیں۔ لیکن اہل مدینہ نے صرف انہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ الگ سے نعت خوانی بھی فرمائی چھوٹے بڑے بچوں نے پڑھا تھا:

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا — ما دعا للہ داع

ایھا المبعوث فینا — جئت بالامر المطاع

انت شرفت المدینۃ — مرحبا یا خیر داع

فلبسنا ثوب یمن — بعد تلفیق الرقاع

فعلیک اللہ صلی — ما سعی للہ ساع

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲ صفحہ ۵۰۷، البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۵، الوفا صفحہ ۲۵۲)

"وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند نکل آیا، جب تک ایک بھی خدا

کی دعوت دینے والا (مسلمان) باقی ہے آپ کا شکر ہم پر واجب ہے۔اے ہمارے درمیان بھیجے گئے (محبوب!) آپ امر مطاع کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔آپ نے مدینہ کو شرف بخشا ہے خوش آمدید! اے خیر کی دعوت دینے والے، پس ہم نے یمن (برکت) کا لباس پہن لیا ہے، پھٹے کپڑوں کو چپکانے کے بعد، پس خدا آپ پر صلوٰہ بھیجے، جب تک اللہ کیلئے کوئی کوشش کرنے والا کوشش کرے"۔

نوٹ: یہ اشعار اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے نشر الطیب صفحہ ۸۲، نواب صدیق حسن وہابی نے الشمامۃ العنبر یہ صفحہ ۳۷ پر بھی لکھے ہیں۔

اور بنونجار کی بچیوں نے الگ سے یہ اشعار بھی پڑھے تھے:

نحن جوار من بنی النجار　　　وحبذا محمد من جار

"ہم بنونجار کی بچیاں ہیں۔(مبارک ہو!) ہمیں کس قدر بہتر نجات دہندہ پڑوسی نصیب ہوئے ہیں"۔(الوفا صفحہ ۲۵۲)

گویا وہ کہہ رہی تھیں:

ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اہل مدینہ کا عزم مصمم:

اہل مدینہ نے ان اشعار میں اپنے عزم مصمم کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ آپ کی آمد پر شکر اور جشن منانا اس وقت تک واجب ہے جب تک کوئی ایک مسلمان بھی خدا کی دعوت دینے کیلئے دنیا میں موجود رہے گا۔یعنی یہ خوشیاں، یہ مسرتیں، یہ جشن اور آمد مصطفیٰ ﷺ کے یہ نعرے، نعت خوانی قیامت تک جاری وساری رہے گی۔انشاء اللہ العزیز۔

آج دنیا بھر کے مسلمان میلاد مصطفیٰ ﷺ کے جلسوں، محفلوں اور جلوسوں میں انہی جذبات واحساسات کا اظہار کر کے اہل مدینہ کے اس نعرۂ مستانہ پر عمل کر رہے ہیں۔

ہجرت کا دن اور مہینے:

بخاری شریف کی روایت گذر چکی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ کس دن اور کس ماہ میں تشریف فرما ہوئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ذلك يوم الاثنين من شهر ربيع الاول۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۵۵)

"یہ واقعہ ماہ ربیع الاول کے سوموار کو پیش آیا"۔

چند روایات "پیر شریف کی فضیلت" کے باب میں بھی گذر چکی ہیں۔

امام زہری سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جس دن مدینہ منورہ پہنچے وہ دن سوموار کا تھا مہینہ ربیع الاول کا تھا اور بارہ کی رات گذر گئی تھی۔ (الوفا صفحہ ۲۴۹)

یعنی بارہ ربیع الاول بروز پیر شریف، اپنی ولادت والے مہینہ و دن میں آپ مدینہ شریف پہنچے۔ میلاد شریف کے مہینہ اور اسی دن ہجرت کا واقعہ پیش آنا یہ سراسر میلاد النبی ﷺ کی یاد تھی کیونکہ ولادت نبوی کے موقع پر ابھی کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا تو اسی دن ہجرت کا پروگرام بنا کر غلاموں کو اپنے میلاد شریف اور ساتھ ہی ہجرت مبارکہ کی دوہری خوشیاں عطا فرما دیں۔

تاریخ میلاد النبی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی جمہور علماء کا یہی موقف ہے اور مشہور بھی یہی ہے ملاحظہ ہو!

سیدنا جابر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے دن بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔ (سیرت ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۹۹، البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)

محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاوّل بروز سوموار کو ہوئی۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۹۵)

شارح بخاری امام قسطلانی نے لکھا ہے: مشہور یہی ہے کہ آپ بارہ ربیع الاول

بروز پیر کو پیدا ہوئے۔ (المواہب اللدنیہ مع الشرح جلد ا صفحہ ۱۳۲)

علاوہ ازیں سیرت حلبیہ جلد ا صفحہ ۵۷، ماثبت من السنہ جلد ا صفحہ ۹۸، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۳، نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۷۵، صفۃ الصفوۃ جلد ا صفحہ ۵۲، المورد الروی صفحہ ۹۵، حجۃ اللہ علی العالمین جلد ا صفحہ ۲۳۱، سیرۃ نبویہ لابن کثیر جلد ا صفحہ ۱۹۹، تاریخ ابن جریر جلد ۲ صفحہ ۱۲۵، اعلام النبوۃ صفحہ ۱۹۲ لابی الحسن علی بن محمد ماوردی (متوفی ۴۵۰ھ)، الوفا صفحہ ۹۰، بیان میلاد النبی صفحہ ۳۱، المولد العروس صفحہ.... لابن جوزی، عیون الاثر جلد ا صفحہ ۲۶ لابی الفتح محمد بن محمد اندلسی، تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۰، فقہ السیرۃ صفحہ ۶۰ للغزالی، سبل الھدی والرشاد جلد ا صفحہ ۳۳۴، شعب الایمان جلد ۲ صفحہ ۴۵۸، الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۹۳، دلائل النبوۃ جلد ا صفحہ ۴۷، السیرۃ النبویہ واخبار الخلفاء لابن حبان صفحہ ۳۳، ۴۴، تاریخ خمیس جلد ا صفحہ ۱۹۶، تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۵۔

ودیگر کتب میں اسی موقف کا ذکر موجود ہے۔

نوٹ: سید الکونین صفحہ ۶۰، ۵۹ از صادق سیالکوٹی وہابی، سیرت سرور عالم صفحہ ۹۴، ۹۳ از مودودی، المحمد صفحہ ۱۳۵، مرزا حیرت دہلوی، سیرت المصطفیٰ صفحہ ۱۵۷ از ابراہیم سیالکوٹی وہابی، السیرۃ النبویہ صفحہ ۹۹ ابوالحسن، نبی رحمت صفحہ ۱۰۲، سیرت پاک صفحہ ۲۲ اور الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۷ پر نواب صدیق غیر مقلد نے یہی لکھا اور نواب صدیق نے اسے جمہور کا موقف بتایا، رحمت عالم صفحہ ۱۳، سلمان ندوی، سیرت خاتم الانبیاء صفحہ ۱۰ (ابتدائیہ) مفتی شفیع دیوبندی، حبیب خدا صفحہ ۲۹، مواعظ میلاد النبی صفحہ ۵۷ اشرف علی تھانوی، فتاویٰ سلفیہ صفحہ ۱۴۳، اسماعیل سلفی، اکرام محمدی صفحہ ۲۷۰ عبدالستار دہلوی وہابی، ھادی عالم صفحہ ۴۳، سیرت مبارکہ صفحہ ۶، سیرت کبریٰ صفحہ ۱۹۹، ۱۹۸ پر بھی اسی مؤقف کو نقل کیا گیا ہے۔

وصال مبارک کی تاریخ:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بارہ ربیع الاول کو نہیں بلکہ یکم یا دو ربیع الاول کو ہوئی۔ کیونکہ آپ نے حجۃ الوداع جمعہ کے دن ادا کیا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۱۱ جلد ۲ صفحہ ۶۶۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۲۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹، مشکوۃ صفحہ ۱۲۱) اس دن ذوالحجہ کی نو تاریخ تھی اور آپ کا

وصال پیر کے دن ہوا تھا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۹۴، ۹۳، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، ۹۶، ۹۷، جلد ۶ صفحہ ۴۵، ۱۸، ۱۳۲، طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۲۶۸، صحیح ابن حبان جلد ۱۴ صفحہ ۵۸۷، ۵۸۳)

اس حساب سے دیکھا جائے تو اگر دو مہینے تیس دن کے اور ایک مہینہ انتیس دن کا فرض کریں تو پیر کے دن سات ربیع الاول ہوگی اور یکم ربیع الاول منگل کے دن ہوگی اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دو مہینے انتیس دن کے ہیں اور ایک مہینہ تیس دن کا ہے تو پیر کے دن یکم ربیع الاول ہوگی۔ غرض کوئی حساب بھی فرض کیا جائے، جب نو ذوالحج جمعہ کے دن ہو تو بارہ ربیع الاول پیر کے دن کسی حساب سے نہیں بن سکتی، اس لیے اگر تینوں ماہ تیس دن کے ہوں تو پھر پیر کے دن چھ ربیع الاول ہوتی ہیں اور اگر تینوں ماہ انتیس دن کے ہوں تو پیر کے دن دو ربیع الاول بنتی ہے۔

فائدہ: بارہ ربیع الاول کے تاریخ وفات نہ ہونے کا یہ نکتہ سب سے پہلے

① علامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی (متوفی ۵۸۱ھ) نے بیان فرمایا۔ (ملاحظہ ہو! الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۳۷۴)

② یہی مضمون امام حلبی نے سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴ پر، امام ذہبی نے جزء السیرۃ صفحہ ۳۹۹ پر، حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ پر اور امام نورالدین سمہودی نے وفاء الوفاء جلد ا صفحہ ۳۱۸ پر بیان کیا ہے۔

③ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) نے علامہ سہیلی کی اس ترجیح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے دوسروں کی غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ثانی کو ثانی عشر خیال کر لیا گیا پھر بعض نے بعض کی پیروی (کرتے ہوئے بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات کہہ دیا)۔ (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۱۴۷، ۳۰، ۱۷۴)

④ یہی بات وفاء الوفاء جلد ا صفحہ ۲۲۶، جواہر البحار صفحہ ۱۷ اور سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۶ پر ہے۔

⑤ امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی علامہ سہیلی کی یہ بات نقل کی ہے۔ (التوشیح جلد ۴ صفحہ ۱۴۳)

⑥ علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی (۹۴۲ھ) نے بھی یہی بات درج کی ہے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۵)

⑦ سید مفتی محمد افضل حسین شاہ مرحوم (شیخ الحدیث جامعہ قادریہ فیصل آباد) نے بھی "ہدایۃ التقویم" پر یہی تحقیق بیان کی ہے۔

نوٹ: اشرف علی تھانوی (نشر الطیب صفحہ ۲۴۱) ابو البرکات احمد وہابی نے بھی یہی لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو آپ کی وفات کسی حساب سے نہیں بنتی۔ (فتاویٰ برکاتیہ صفحہ ۱۷۸، شان مصطفیٰ اور عید میلاد النبی ﷺ صفحہ ۶۰۵ از مولوی اعظم غیر مقلد) شبلی نعمانی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (سیرت النبی جلد ۲ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷) ابو الکلام آزاد نے بھی یہی کہا ہے۔ (رسول رحمت صفحہ ۲۵۴) فتاویٰ برکاتیہ صفحہ ۱۷۸ پر حافظ محمد گوندلوی وہابی کی بھی تصدیق موجود ہے۔

اس حساب کی تفصیلات کے علاوہ بھی درج ذیل علماء نے الگ سے یہ تصریح کی ہے کہ آپ کے وصال کی تاریخ یکم ربیع الاول یا دو ربیع الاول ہے۔ ملاحظہ ہو!

امام محمد بن سعد (۲۳۰ھ) نے دو ربیع الاول، الطبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹،

امام بیہقی (۴۵۸ھ) نے دو، دلائل النبوۃ جلد ۷ صفحہ ۲۳۵،

امام ابن عساکر (۵۷۱ھ) نے یکم، مختصر تاریخ دمشق جلد ۲ صفحہ ۳۸۷،

حافظ یوسف المزی (۷۷۲ھ) نے دونوں قول، تہذیب الکمال جلد ۱ صفحہ ۵۵،

حافظ مغلطائی بن قلیج (۷۶۲ھ) نے دو، الاشارہ الی سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۵۱،

حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے دو، البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۸،

امام عینی (۸۵۵ھ) نے دونوں قول، عمدۃ القاری جلد ۱۸ صفحہ ۶۰،

علامہ ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) نے دو، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۸،

علامہ حلبی (۱۰۴۴ھ) نے یکم، انسان العیون جلد ۳ صفحہ ۴۷۳،

شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) نے دو، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۰۲۔

وفات کا غم کیوں نہیں منایا جاتا؟:

وفات کا غم فوت شدہ کی وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً منع ہے، صرف عورت اپنے خاوند کا غم چار ماہ دس دن تک مناتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے انس بن

مالک، عبداللہ بن عمر، عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، حفصہ، ام عطیہ الغاریہ، فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً بالفاظ متقاربہ یہ مضمون مروی ہے:

﴿۱﴾ امرنا ان لا نحد علی فوق ثلاث الالزوج۔

"یعنی ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک بیوی غم مناتی ہے"۔

(موطا امام مالک صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰، موطا امام محمد صفحہ ۲۶۷، مصنف عبدالرزاق جلد ۷ صفحہ ۴۷، ۴۸، ۴۹ واللفظ لہ، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰، مسند الحمیدی جلد ۱ صفحہ ۱۱۲، ۱۴۶، مسند احمد مبوب جلد ۷ صفحہ ۱۴۷ تا ۱۵۱، شرح معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۴۸، ۴۹، صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۰۳، صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۸۶ تا ۴۸۸، جامع الترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۲۷، سنن ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۳۱۴، سنن النسائی جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۸، سنن ابن ماجہ صفحہ ۵۲، سنن الدارمی جلد ۲ صفحہ ۷۹، ۸۰، مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳، ۷، السنن الکبریٰ جلد ۷ صفحہ ۴۳۷ تا ۴۴۰)

لہٰذا تین دن کے بعد وفات کا غم منانا ممنوع اور ناجائز ہے۔

﴿۲﴾ نعمت کی خوشی ہمیشہ منائی جاتی ہے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب دستر خوان نازل ہوگا تو وہ دن اگلوں اور بعد میں آنے والوں کیلئے بھی عید قرار پائے گا۔ (المآئدہ ۱۱۴) لیکن مصیبت وغم ہمیشہ منانا منع ہے۔

﴿۳﴾ جمعہ کے روز حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور وفات دونوں ہیں، لیکن وفات کا غم نہیں منایا جاتا بلکہ آج بھی اس دن کو خوشی ومسرت اور عید کا دن ہی تسلیم کرتے ہیں۔ (حوالہ جات گزر چکے ہیں)

تو معلوم ہوا کہ اگر میلاد اور وفات دونوں ایک دن میں بھی ہوں تو وفات کا غم نظر انداز کر کے میلاد کی خوشی ہمشیہ منائی جاتی ہے۔

﴿۴﴾ امام سیوطی نے بھی لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہم پر عظیم ترین نعمت ہے اور آپ کا وصال عظیم ترِ مصائب میں سے ہے۔ لیکن شریعت نے نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے اظہار پر ابھارا ہے اور مصائب پر سکون وصبر اور انہیں چھپانے (صبر) کا حکم دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے

اور یہ بچے کی پیدائش پر خوشی اور شکرانے کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی خوشی کا حکم نہیں ہے (کیونکہ یہ خوشی کا موقع نہیں ہے) بلکہ نوحہ اور بے صبری سے روکا ہے۔ پس شرعی قواعد اس بات پر دلیل ہیں کہ آپ کی ولادت پر اس ماہ میں خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ اس ماہ میں آپ کے وصال پر غم منایا جائے۔ (الحاوی للفتاوی جلد ا صفحہ ۱۹۳)

﴿۵﴾ ہم سوگ کیوں منائیں؟ کیوں کہ نبی ﷺ جس طرح پہلے زندہ تھے، اب بھی زندہ ہیں، پہلے دار الدنیا میں اب دار الآخرت گنبد خضراء میں زندہ ہیں، آپ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، نیک اعمال پر آپ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال پر آپ امت کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۷)

آپ زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں، طالبینِ شفاعت کیلئے شفاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مطالعہ اور مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں، آپ کے مراتب اور درجات میں ہر آن اور ہر لحظہ ترقی ہوتی رہتی ہے۔ (الضحیٰ: ۴)

﴿۶﴾ اب غم کرنے کی کونسی وجہ ہے؟ جبکہ آپ نے خود فرمادیا ہے کہ میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے۔ (الوفاء صفحہ ۸۱۰)

یہی مضمون طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۹۴، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۷، زرقانی شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۳۳۷، مسند بزار جلد ا صفحہ ۳۹۷ پر بھی ہے۔

مزید فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے نبی کو ان سے قبل ہی وفات دے کر ان کیلئے (آخرت میں) انتظام کرنے والا اور پیش رو بنا دیتا ہے۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۹)

ہماری دعوت:

آخر میں ہماری تمام انصاف پسند مسلمانوں کو دعوت ہے کہ آیئے! عہد کریں کہ جشن میلاد النبی ﷺ کو شایان شان طریقے سے منائیں۔ اس پاکیزہ عمل کو (کہ جس کی بنیاد محبت رسول ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ پر ہے) ہر نازیبا، غیر مناسب اور غیر شرعی حرکات سے پاک رکھنے کیلئے عملی جہاد کریں۔

آؤ! اس محبوب حجازی کی باتیں سنیں، ان کا ذکر سنائیں، ان کے نغمے الاپیں، ان کی نعتیں پڑھیں، ان کے قصیدے گائیں، ان کی محبتیں بڑھائیں، ذکر محبوب کی مجلسیں سجائیں، آمد مصطفیٰ ﷺ کے نعرے لگائیں، عظمت رسول ﷺ کی محفلیں جمائیں، جشن میلاد النبی ﷺ منائیں اور ہر ایک کو یہ پیغام پہنچائیں کہ:

جشنِ میلاد گھر گھر مناؤ سبھی
آگیا ہے ہمارا تمہارا نبی

آیئے! یہ عہد کریں کہ

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا   مادعا للہ داع

بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں جل کر عدو مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

بقول کسے:

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود
ہم نہ چھوڑیں گے محفل مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں
جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں

اور دنیا والوں کو بتادیں کہ

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

وما علینا الا البلاغ

میلاد کا موجد کون ہے؟

عوام الناس کو ورغلانے کیلئے اس بات پر بھی بڑا زور دیا جاتا ہے کہ محفل میلاد کا موجد شہر اربل کا بادشاہ ابوسعید کوکبری بن ابی الحسن الملک المعظم مظفر الدین صاحبِ اربل ہے اور پھر اس پر جروح وتنقیدات کا بازار گرم کردیا جاتا ہے جو کہ غلط اور خلاف تحقیق ہے کیونکہ

✿ امام نووی کے استاذ امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن اسماعیل المعروف بابی شامہ (متوفی ۶۶۵ھ) لکھتے ہیں: وکان اول من فعل ذالك بالموصل الشیخ عمر بن محمد الملا احد الصالحین المشهورین و به اقتدی فی ذلك صاحب اربل وغیرہ۔(الباعث علی انکار البدع والحوادث ص ۲۱)

موصل شہر میں سب سے پہلے یہ کام شیخ عمر بن محمد الملا جو کہ مشہور نیک لوگوں میں سے ہیں نے کیا اور صاحب اربل اور دوسرے لوگوں نے اس میں انہیں کی پیروی کی ہے۔

✿ یہی عبارت علامہ محمد بن یوسف شامی (۹۴۲ھ) نے سبل الھدی والرشاد جلد اوّل ص پر بھی نقل کی ہے۔

اس عبارت میں اربل کے بادشاہ کو ایجاد کرنے والا نہیں بلکہ پیروی کرنے والا بتایا گیا ہے اور پیروی کرنے والوں میں بھی ان کے ساتھ کئی دوسرے لوگ (مسلمان) بھی شریک ہیں اور شاہ اربل سے قبل بھی یہ کام موجود تھا جس کے فاعل حضرت شیخ عمر بن محمد الملا تھے۔

✿ علامہ تقی الدین احمد بن علی المعروف بالمقریزی نے اپنی کتاب ''المواعظ و الاعتبار بذکر الخطط والآثار'' جلد ۱، ص ۴۹۰ پر ''فاطمی خلفاء'' کے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جلوس میلاد منانے کا ذکر کیا ہے' لیکن وہاں ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا معنی

''ایجاد'' کیا جائے' جس سے واضح ہے کہ وہ لوگ بھی موجد نہیں۔

✿ ایسے ہی علامہ ابوالعباس احمد بن علی القلقشندی نے ''صبح الاعشیٰ فی صناعۃ الانشاء'' جلد۳، ص ۴۹۸، ۴۹۹ پر یہی تذکرہ کیا ہے جس میں اس بات کا اضافہ ہے کہ اس جشن میلاد کے پروگرام میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) داعی الدعاۃ' قراء' خطباء' قاہرہ ومصر کی یونیورسٹیوں کے صدور اور مزارات مقدسہ کے نگران جیسے علماء' صلحاء اور ماہرین بھی شمولیت اختیار کرتے تھے۔

فاطمی خلفاء کا دور چوتھی صدی ہجری ہے۔ گو وہ خلفاء عقیدۃً شیعہ تھے لیکن یہ عمل ان لوگوں کا امتیازی وانفرادی نہیں تھا بلکہ تمام مسلمانوں کا اجتماعی تھا جس سے واضح ہے کہ اس عمل کے موجد شیعہ لوگ نہیں تھے بلکہ یہ پہلے سے ایک جاری شدہ عمل تھا' جس پر مسلمان عمل پیرا تھے۔

✿ حافظ امام ابن کثیر (۶۳۰ھ) نے لکھا ہے: الملك المظفر ابوسعید کو کبری احد الاجواد والسادات الکبراء والملوك الامجاد له آثار حسنة و کان یعمل لمولد الشریف فی ربیع الاوّل و یحتفل به احتفالاً ھائلا۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۳۶' جلد ۱۳)

بزرگ' نیک بادشاہوں عظیم اور فیاض سرداروں میں سے ایک ابوسعید کو کبری مظفر بادشاہ تھے وہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف کرتے تھے اور بہت عظیم محفل منعقد کرتے تھے۔

اس عبارت میں بھی ان کے میلاد کی خوشی میں عظیم محفل مبارکہ کے انعقاد کا ذکر تو ہے' لیکن ایجاد کا کوئی تذکرہ وجملہ نہیں ہے۔

✿ ملا علی قاری نے بھی صاحب اربل کے اس عمل کا ذکر کیا ہے لیکن انہیں موجد نہیں کہا۔ (المورد الروی ص ۳۱)

جن سے واضح ہے کہ "محفل میلاد کا موجد" وہ بادشاہ نہیں بلکہ یہ کام اس سے قبل بھی مسلمان اپناتے رہے ہیں اس کی ابتداء شاہ ابوسعید نے ہرگز نہیں کی۔

اہل اسلام کا دائمی عمل:

صحیح یہ ہے کہ عالم اسلام میں ہمیشہ سے مسلمان ربیع الاوّل کے مہینے میں محافل میلاد منعقد کرتے رہے ہیں' چنانچہ ملاحظہ ہو!

✿ امام سخاوی لکھتے ہیں: لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ صلی اللہ علیه وسلم الخ

(جزء فی مولد الشریف، سبل الھدیٰ والرشاد ص ۴۳۹، جلد ۱)

مسلمان ہمیشہ سے تمام علاقوں اور بڑے بڑے شہروں میں آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے مہینہ میں محفلیں سجاتے رہے ہیں۔

✿ ابن جوزی لکھتے ہیں: لازال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم ویفرحون بقدوم ھلال شھر ربیع الاول

(المیلاد النبوی ص ۵۸)

حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) مصر' یمن شام اور مشرق و مغرب کے تمام شہروں کے مسلمان ہمیشہ سے میلاد النبی ﷺ کی محفل منعقد کرتے رہے ہیں اور ماہ ربیع الاوّل کے چاند کی آمد پر خوشیوں کا اظہار کرتے رہے ہیں۔

✿ شارح بخاری علامہ احمد قسطلانی نے لکھا ہے: وما زال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام۔ (المواھب اللدنیہ ص ۲۷، جلد ۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے مہینہ میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفل میلاد منعقد کرتے رہے ہیں۔

✿ علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے: وقد قام اھل کل بما ھوا اھل لہ و فعل کل من الجمیل بماھو میسر و سھل لہ من زیارۃ المولد والمولود

(المورد الروی ص ۲۶)

اور ہر کسی نے (میلاد منانے میں) وہ کیا جس کا وہ اہل تھا اور ہر ایک نے اچھا کام کیا جو اسے میسر تھا' مقام ولادت کی زیارت اور ذکر ولادت کے حوالے سے۔

نوٹ: علامہ علی قاری نے امام سخاوی کی بھی وہ عبارت بطور تائید پیش کی ہے جس میں اہل اسلام کے ہمیشہ میلاد منانے اور محفلیں جمانے کا ذکر ہے۔ (ایضاً)

✿ علامہ قسطلانی کے حوالے سے اس عبارت کو علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے تاریخ الخمیس ص ۲۲۳، جلد ۱' علامہ ابن عابدین شامی نے شرح المولد لابن حجر' جواہر البحار ص ۳۳۸، جلد ۳۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت من السنہ ص ۶۰' علامہ احمد زینی دحلان مکی نے سیرت نبویہ ص ۱۵۹' جلد ۱ پر اکثر علماء کا معمول لکھ کر بطور تائید نقل کر کے اس بات کی حمایت کی ہے کہ جشن میلاد اہل اسلام کا دائمی عمل ہے' یہ ساتویں صدی ہجری کی ایجاد نہیں ہے۔ وللہ الحمد

✿ شیخ محمد بن علوی مالکی نے لکھا ہے کہ میلاد منانا ایسا کام ہے جسے تمام علاقوں

کے علماء اور مسلمانوں نے اچھا قرار دیا ہے۔ (مقدمہ موردالروی ص ۱۵)

فائدہ: اگر کسی نے شاہ اربل کو موجد یا حادث (آغاز کرنے والا) قرار دیا ہے تو اس سے صرف یہ مراد ہو سکتا ہے کہ اربل کے شہر میں سرکاری سطح پر آغاز کیا ہو ورنہ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اربل بادشاہ سے پہلے میلاد شریف نہیں منایا جاتا تھا کیونکہ یہ مسلمانوں کا دائمی عمل ہے۔

✿ اور جہاں یہ عبارت ملے کہ عملاً میلاد قرون ثلاثہ میں نہیں تھا تو اس کا یہ مفہوم ہے کہ موجودہ نام' انداز اور ہیئت نہ تھی ورنہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر' تذکرہ' چرچا اور اس پر شکر اور فرحت و مسرت کے ثبوت پر متعدد دلائل گزر چکے ہیں۔ لہٰذا موجود انداز نہ ہونے سے اصل چیز کا نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ ورنہ متعدد مثالیں گزر چکی ہیں کہ سیرت کے نام پر جلسے' تبلیغ و تدریس اور خدمت دین کا موجودہ انداز بھی ان زمانوں میں نہ تھا۔

✿ یہ بھی یاد رہے کہ صاحب اربل کو اپنے علاقے کے علماء' صوفیاء' قراء اور خطباء و دیگر اہل اسلام کی تائید بھی حاصل ہے۔ لہٰذا اس کی ساری ذمہ داری صرف اکیلے بادشاہ پر نہیں ہے۔

✿ اور آخر میں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ بالفرض اگر اس کی ابتداء صاحب اربل یا کوئی اور بادشاہ سے بھی ہو تو اس سے اس عمل پر کوئی طعن نہیں ہو سکتا' کیونکہ شریعت میں جائز و ناجائز کا مدار کسی بادشاہ کے شروع کرنے یا نہ کرنے پر نہیں شرعی دلائل پر ہے اور یہ گزر چکا ہے کہ ذکر میلاد' جشن میلاد اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شکر' خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا نہ صرف جائز بلکہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ فالحمد للہ علی ذالك

✿ اگر کسی کے ذہن میں ہو کہ وہ بادشاہ بدکردار اور دنیادار تھا۔ لہٰذا اس کا عمل نہیں

اپنانا چاہیئے' تو گزارش ہے یہ اس کا ذاتی عمل نہیں بلکہ قرآن وسنت' عمل صحابہ واہل اسلام سے ثابت ہے اور اگر وہ بادشاہ برا بھی ہو تو کیا گنہگار کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا' کیا اس کی نیکیاں ضائع ہوتی ہے' جبکہ فرمان خداوندی:

انا لا نضیع اجر من احسن عملا (الکھف:۳۰)

جو بھی اچھا عمل کرے اللہ اس کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

کیا بدکردار مرد' عورت کو صرف کتے کو پانی پلانے سے نہیں بخش دیا گیا؟

ملاحظہ ہو! (بخاری جلد ا، ص ۳۱۸، ۴۶۷، جلد ۲، ص ۸۸۸ مشکوٰۃ ص ۱۶۸)

ممکن ہے کہ اگر وہ گنہگار بھی تھا تو اس عمل میلاد کی وجہ سے اس کی بخشش ہو جائے اگر ابولھب پر نرمی ہو سکتی ہے تو صاحب اربل پر کرم کیوں نہیں ہو سکتا؟

جبکہ حقائق وشواہد اس کے برعکس ہیں' صاحب اربل ایک متقی' پرہیز گار اور صالح شخص تھے' جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

✿ علی سبیل التنزل اگر بقول منکرین وہ بادشاہ غلط تھا تو کیا انہیں رسول اکرم ﷺ کا درج ذیل فرمان مبارک دکھائی یا سنائی نہیں دیا؟ ارشاد نبوی ہے:

ان اللہ لیوید ھذا الدین بالرجل الفاجر

(بخاری جلد ۲، ص ۹۷۷، مسلم جلد ۲، ص ۷۲، مشکوٰۃ ص ۵۳۴)

بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد فاجر آدمی سے (بھی) کرلیتا ہے۔

✿ کیا منکرین کا اس حدیث پر ایمان نہیں؟ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا (الحدیث)

(مشکوٰۃ ص ۳۳، ونحوہ فی مسلم ص ۳۴۱، جلد ۲)

اسلام میں جو شخص بھی اچھا طریقہ شروع کرے تو اس کو اپنا اور اس پر عمل کرنے والے کا بھی اجر ملے گا۔

یہاں کام شروع کرنے والے کیلئے متقی ہونا ضروری قرار نہیں دیا گیا جو کوئی بھی اچھا کام کرے گا اسے اپنا اور بعد والوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ والحمد للہ علی ذالک

صاحب اربل کا تعارف:

سطور ذیل میں بدگمان لوگوں کی غلط فہمیوں کے ازالہ کیلئے چند عبارات پیش خدمت ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ایک مسلمان کے حق میں بدگمانیوں کی دلدل سے نکل آئیں

✿ امام سیوطی لکھتے ہیں: صاحب اربل الملك المظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین علی ابن بکتکین احد الملوك الامجاد والکبراء الاجواد وکان له آثار حسنة (الحاوی للفتاویٰ ص ۱۸۹، جلد ۱)

صاحب اربل مظفر بادشاہ ابوسعید کوکبری بن زین العابدین علی ابن بلکتکین نیک بادشاہوں اور عظیم فیاضوں میں سے ایک تھے اور ان کے اچھے آثار ہیں۔

✿ امام ابن کثیر نے لکھا ہے: بزرگ اور نیک بادشاہوں، عظیم اور فیاض سرداروں میں سے ایک ابوسعید مظفر بادشاہ تھے، جن کے نیک اعمال ہیں، وہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف کیا کرتے تھے اور بہت زبردست محفل سجاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، مدبر، پرہیزگار، عادل اور عالم دین تھے۔ اللہ ان پر رحم کرے اور ان کا ٹھکانہ بہتر بنائے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۳۶، جلد ۱۳)

نوٹ: امام سیوطی نے بھی ابن کثیر کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۱۸۹، جلد ۱)

- علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں: بادشاہ ابو سعید مظفر تیز فہم' بہادر' دلیر' عقلمند' عالم اور عادل تھے' ان کا زمانہ سلطنت طویل مدت رہا یہاں تک کہ انگریزوں کا محاصرہ کرنے کی حالت میں شہر عکاس میں ۶۳۰ھ میں ان کا وصال ہو گیا۔ وہ ظاہر و باطن کے اچھے تھے۔
- حافظ ذہبی نے لکھا ہے: وہ تواضع پسند' اچھا آدمی اور سنی تھا' فقہاء اور محدثین سے محبت رکھتا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء ص ۳۳۶/۲۲ ترجمہ نمبر ۲۰۵)
- سبط ابن جوزی نے بھی صاحب اربل کی تعریف کی ہے۔

(مرأة الزمان، الحاوی للفتاویٰ ص ۱۸۹، جلد ۱)

- علامہ ابن خلکان نے بھی اس کی تحسین کی ہے۔ (الحاوی ص ۱۹۰، جلد ۱)
- علامہ محمد بن یوسف شامی نے بھی اس کے متعلق کلمات تعریف کہے ہیں۔

(سبل الهدی والرشاد، ص ۳۶۲، جلد ۱)

- شارح مسلم امام نووی کے استاذ امام ابو شامہ نے بھی محفل میلاد منانے پر اربل کے بادشاہ کی توصیف کی ہے۔ (الباعث علی البدع والحوادث، سبل الہدیٰ ص ۳۶۵، جلد ۱' سیرت حلبیہ ص ۸۰، جلد ۱، المورد الروی ص ۳۱)
- علامہ ملا علی قاری نے بھی اس کی تعریف فرمائی ہے۔ (المورد الروی ص ۳۱)

معلوم ہوا کہ یار لوگوں نے محض میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی عداوت و مخالفت میں ایک نیک' عادل' پرہیز گار اور عادل بادشاہ پر طعن و تشنیع کے تیروں کی موسلا دھار بارش کر دی ہے اور اسے جاہل و بے دین بنا کر خود کو مجرم بنا ڈالا ہے اور طرفہ یہ کہ اس عمل میں وہ عالم' عادل' صالح اور متقی بادشاہ تنہا نہیں ہے بلکہ اس دور کے اکابر علماء' صوفیہ اور اولیاء بھی اسے داد تحسین دے رہے ہیں۔

صاحب اربل کے آثار حسنہ:

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں وہ بہت زیرک، بہادر، مدبر، پرہیز گار، عادل اور عالم تھے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کا ٹھکانہ بہتر بنائے۔ شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے میلاد شریف کے موضوع پر ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' نامی ایک کتاب لکھی، جس پر انہوں نے شیخ مذکور کو ایک ہزار دینار انعام دیا۔ ان کی حکومت کافی عرصہ تک قائم رہی، عکاس کا محاصرہ کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ ان کی سیرت اور حکومت بہت عمدہ تھی جو لوگ مظفر بادشاہ کی محفل میلاد میں شریک رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس محفل میں پانچ ہزار بھنی ہوئی سریاں ہوتی تھیں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ پنیر کی ٹکیاں، تیس ہزار مٹھائی کی ڈلیاں اور انکی محفل میلاد میں بہت بڑے بڑے علماء اور صوفیہ شریک ہوتے تھے۔ ہر علاقہ اور ہر قسم کے مہمانوں کیلئے اس کا دستر خوان کھلا رہتا تھا۔ وہ ہر قسم کی عبادات میں صدقہ وخیرات کرتے تھے، حرمین شریفین کی عمارات پر بہت خرچ کرتے تھے اور میلاد شریف کی محفل پر ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے جو صدقات وہ خفیہ طور پر کرتے تو وہ اس کے علاوہ ہیں۔ (۶۳۰ھ میں) اربل کے قلعہ میں فوت ہوئے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں مدفون ہونے کی وصیت کی تھی لیکن پوری نہ ہوسکی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۳۷۔۱۳۶ جلد ۱۳)

ملاحظہ فرمائیں! انہیں دین، صدقہ خیرات اور حرمین شریفین کے ساتھ کس قدر محبت تھی، میلاد شریف کے دشمن ہی ایسے آدمی کو صرف اپنے مطلب کیلئے بے دین اور ظالم کہہ سکتے ہیں۔

✿ مظفر بادشاہ کے ان آثار حسنہ کا ذکر سبط ابن جوزی نے مرأۃ الزمان ص ۶۸۱، جلد ۸ علامہ محمد بن یوسف شامی نے سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۶۲، جلد ۱، علامہ سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ ص ۱۸۹، جلد ۱، علامہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ص ۱۱۷/۴، ودیگر علماء نے اپنی اپنی تصانیف میں بڑے ہی عمدہ طریقے سے کیا ہے۔

✿ میلاد دشمن حضرات بادشاہ کو بے دین کہتے نہیں شرماتے جبکہ جن کتب سے وہ خیانت کرتے ہوئے تنقید کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں انہیں کتب میں اس کے آثار حسنہ' افعال مستحسنہ اور خصال حمیدہ کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہے' کسی جگہ پر ان کے نماز کا تارک ہونے کا تذکرہ نہیں بلکہ واضح الفاظ میں یہ موجود ہے کہ وہ نماز عصر کے بعد قبوں کا مشاہدہ کرتا اور نماز مغرب کے بعد محفل میلاد کرواتا۔

(وفیات الاعیان ص ۱۱۷، جلد ۴)

✿ ان کی محتاط روش اور دنیا سے بے رغبتی کا اندازہ لگایئے! امام سیوطی اور سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ اس کی قمیص کی قیمت پانچ درہم سے بھی کم ہوتی تھی' ایک مرتبہ اس کی بیوی نے اس بات پر نزاع کیا تو اس نے کہا: قیمتی لباس پہن کر فقیروں اور مسکینوں کو دھکے دینے سے بہتر ہے کہ میں پانچ درہم کا کپڑا پہن لوں اور باقی دولت اللہ کی راہ میں خیرات کردوں۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۱۹۰، جلد ۱)

معلوم ہوا کہ وہ ایک درویش منش' خدا ترس اور فقیروں و مسکینوں سے محبت کرنے والے بادشاہ تھے۔

نوٹ: میلاد دشمن حضرات اپنی بدنیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صاحب اربل کے متعلق وارد الفاظ ھرقص بنفسہٖ معھم کا معنی ''ناچتا'' کرتے ہیں جبکہ اس کا معنی ''جھومتا

اور وجد کرتا'' ہے۔ یہ موجودہ مفہوم کے مطابق نہیں اور ''یعمل للصوفیة سماعا'' کا معنی ''گانا بجانا اور قوالی کرنا'' کرتے ہیں جبکہ اس کا مطلب ''محفل سماع'' (نعتیہ اشعار کی بزم) ہے۔ دور حاضر کی غیر شرعی قوالیاں نہیں۔ وہ لوگ محفل میلاد پر خرچ کرنے کو فضول خرچی قرار دیتے ہیں جبکہ واضح ہو گیا کہ بادشاہ مظفر فضول خرچ نہیں تھا بلکہ نیکی، بھلائی اور دین کے راستوں پر خرچ کرتا رہا ہے اور ایسے کاموں پر خرچ کرنے کو فضول خرچی وہی کہہ سکتا ہے جو خود ''فضول'' ہو۔

شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ:

شیخ مذکور کی ذات پر مخالفین کی طرف سے اعتراضات وتنقیدات کی بوچھاڑ فقط اس لئے ہوتی ہے کہ انہوں نے میلاد شریف کے جواز پر کتاب لکھ دی تھی۔ حالانکہ اگر یہ جرم ہے تو اُمت کے کتنے اکابر اور جلیل القدر ائمہ ہیں کہ جنہوں نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا اگر مخالفین کے نزدیک شیخ ابوالخطاب مجروح ہیں تو ان اکابرین کی ہی مان لیں، لیکن مقصد انکار ہے اس لئے کسی کی بھی کیسے مان سکتے ہیں۔ سطور ذیل میں اساطین اُمت کی ایک مختصر فہرست ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے میلاد شریف پر لکھنے کی سعادت حاصل کی۔

✿ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ	حسن المقصد فی عمل المولد
✿ امام ابوزرعہ عراقی	موردالھنی فی المولد النبی
✿ امام شمس الدین محمد سخاوی	جزء فی مولد الشریف
✿ امام شمس الدین ابن جزری	عرف التعریف بالمولد الشریف
✿ امام عبدالرحمٰن ابن جوزی	المیلاد النبوی۔ و۔ مولد العروس
✿ حافظ شمس الدین دمشقی	موردالصادی فی مولد الھادی

- علامہ ملا علی قاری — المورد الروی فی المولد النبوی
- حافظ ناصر الدین دمشقی — جامع الآثار فی مولد النبی المختار
- امام برہان الدین حلبی — الکوکب المنیر فی مولد البشیر والنذیر
- علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی — نظم البدیع فی مولد النبی الشفیع
- حافظ امام ابن کثیر — مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

علاوہ ازیں متعدد علماء اُمت ہیں کہ جنہوں نے مستقل اور جزوی طور پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکار پر اپنی صلاحیتیں صرف کیں۔

جبکہ دیوبندیوں اور نجدیوں کے امام ابن قیم کی کتاب ''تحفۃ الودود باحکام المولود'' اور دیوبند کے اشرف علی تھانوی کی نشر الطیب' مواعظ میلاد النبی۔

اور غیر مقلد وہابی حضرات کے نواب صدیق حسن خان کی الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ' ابراہیم سیالکوٹی کی سیرت المصطفیٰ اس مواد پر مشتمل ہیں۔

کیا ان حضرات پر بھی یہ میلاد دشمن تیر وتفنگ برسائیں گے تاکہ ان کی حقیقت کھل سکے۔

- باقی رہا کہ شیخ ابوالخطاب نے کتاب کیوں لکھی؟ ظاہر ہے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اظہار کیا تھا اور بعد میں انعام ملنے پر تو کوئی طعن نہیں ہوسکتا' کیونکہ وہ انہوں نے طلب نہیں کیا تھا۔ بادشاہ نے اپنی دینی محبت اور عشق رسالت کا ثبوت دیتے ہوئے ایسا کیا تھا۔ تاریخ اسلام کا انصاف اور دیانت کے ساتھ مطالعہ کریں' آپ پر واضح ہوجائے گا کہ کتنے ہی اکابرین ایسے ہیں کہ ان کے دینی کارناموں سے خوش ہوکر انہیں انعامات اور تحائف سے نوازا گیا۔ دینی خدمات پر مسلمانوں کو بارگاہ خداوندی سے بھی اجر ملتا ہے تو

کیا منکرین اس پر بھی چیں بجبیں ہوں گے؟

افسوس کہ کتاب پر انعام ملنے پر تنقید وہ لوگ کر رہے ہیں جن کا گذر ہی اس طرح کے معاوضہ پر ہوتا ہے۔

✿ شیخ مذکور نے کتاب لکھ کر اور دوسرے علماء نے شمولیت کر کے میلاد شریف کی تائید کی تھی۔ امام سیوطی لکھتے ہیں: سبط ابن جوزی نے مرأۃ الزمان میں بیان کیا ہے کہ وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیه الخ۔

(الحاوی للفتاوی ص ۱۹۰، جلد ۱)

اس کے پاس محفل میلاد میں بہت بڑے بڑے علماء اور صوفیہ حاضر ہوتے تھے۔

✿ امام ابن کثیر نے بھی لکھا ہے: وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیة۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۳۷، جلد ۱۳)

ان کی محفل میلاد میں بہت بڑے بڑے علماء اور صوفیہ شریک ہوتے تھے۔

✿ سبط ابن جوزی نے یہ بات مرأۃ الزمان ص ۶۸۱، جلد ۸ پر رقم کی ہے۔

✿ علامہ ابن خلکان نے بھی اس محفل میں فقہاء، صوفیہ، واعظین، قراء اور شعراء کا ذکر کیا ہے۔ (وفیات الاعیان ص ۱۱۷، جلد ۴)

علاوہ ازیں متعدد علماء کی کتب میں اس وقت کے جید علماء، فقہاء، قراء اور واعظین کا محفل میلاد میں شرکت کرنے کا ذکر ہے تو اس وجہ سے صرف شیخ ابوالخطاب پر طعن محض عناد و عداوت ہے، کیونکہ وہ منفرد نہیں ہیں، یہ مسلمانوں کا اجتماعی عمل ہے۔

✿ مخالفین شیخ ابوالخطاب پر جرح کرتے ہوئے بہت دور نکل جاتے ہیں جبکہ اگر وہ مجروح بھی ہوں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں، کیونکہ ضروری نہیں کہ مجروح راوی کا کوئی اچھا

عمل بھی قابل قبول نہ ہواور یہ بھی قانون ہے کہ الکذوب قد یصدق' جھوٹا کبھی سچ بھی کہہ دیتا ہے اور میلاد شریف پر کتب لکھ کر دیگر ائمہ اسلام نے شیخ ابوالخطاب کے عمل کی تائید بھی کردی ہے۔

✿ اور امام ابن کثیر نے انہیں اچھے اسلوب سے یاد کیا ہے۔ وقد صنف الشیخ ابو الخطاب بن دحیه له مجلدا فی المولد النبوی سماه التنویر فی مولد البشیر النذیر ۔(البدایہ والنہایہ ص ۱۳۶، جلد ۱۳)

یعنی شیخ ابوخطاب نے میلاد النبی ﷺ پر ایک جلد میں التنویر فی مولد البشیر النذیر نامی کتاب تصنیف کی ہے۔

✿ امام سیوطی نے اس عبارت کی تائید کرتے ہوئے اسے نقل کیا اور لکھا ہے کہ ابن خلکان نے حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے

کان من اعیان العلماء و مشاهیر الفضلاء ۔(الحاوی ص ۱۹۰، جلد ۱)

وہ بڑے جید علماء اور مشہور فضلا سے تھے۔

✿ شیخ [illegible] تحسین علامہ محمد بن یوسف شامی نے بھی کی ہے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ۳۶۳، جلد ۱)

جشن میلاد کے رنگارنگ پروگرام:

سطور ذیل میں محبت و پیار کی نگاہ سے دیکھئے کہ محبان رسول ﷺ اور عاشقان مصطفےٰ نے کیسے کیسے ذوق افزا انداز اور کس قدر محبت وعقیدت کے ساتھ اپنے آقا و مولا کے میلاد کو منانے کیلئے رنگارنگ پروگرام سجائے' ذکر میلاد کے ترانے سنائے' آمد رسول ﷺ کے نعرے [illegible]ے اور جشن میلاد کے جلوس بنائے۔

اہل حرمین شریفین کے معمولات:

اس میں کوئی شک نہیں کہ جشن میلاد کا آغاز حرمین شریفین سے ہی ہوا تھا۔ کیونکہ اسلام کا نور اوّلاً یہیں پھیلا تھا' صحابہ کرام اور دیگر اہل اسلام نے ذکر میلاد کے چرچے بھی سب سے پہلے حرمین شریفین میں ہی کئے تھے اور پھر یہ سلسلہ رُکا نہیں بلکہ اہل حرمین شریفین نے درج ذیل طرق سے بھی میلاد شریف منایا ہے۔

✿ محدث ابن جوزی (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں: اہل حرمین شریفین' مصر و یمن و شام وتمام بلاد و عرب (اور) مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے' غسل کرتے' عمدہ لباس پہنتے' قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے' خوشبو لگاتے اور ان دنوں میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے' حسب توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے اور میلاد شریف پڑھنے سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔ (بیان المیلاد النبوی ص ۵۸۔۵۷)

✿ یہی بات علامہ علی قاری نے المورد الروی ص ۳۰ پر مفتی عنایت احمد کاکوروی نے تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵ پر لکھا ہے۔

محفل میلاد:

مفتی عنایت احمد کاکوروی لکھتے ہیں: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارھویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں بھی محفل متبرک مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں بر مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵)

نوٹ: مرشد اکابر دیوبند حاجی امداد اللہ لکھتے ہیں: مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۴۷' امداد المشتاق ص ۵۰)

خدا کرے کہ موجودہ دیوبندیوں کیلئے بھی یہ حجت کافی ہو۔ واللہ الھادی

اہل مکہ کے انفرادی معمولات

عید سے بڑھ کر اہتمام:

امام سخاوی ''جزء'' میں لکھتے ہیں: اہل مکہ آپ کے مولد پاک (مقام ولادت) جو کہ تواتر سے ثابت ہے کہ ''سوق اللیل'' میں واقع ہے کی زیارت کیلئے اس امید پر جاتے کہ ان کے مقاصد حاصل ہوں اور وہ عید کے دن سے بڑھ کر یوم میلاد کا اہتمام کرتے اور اس دن مولد کی زیارت کیلئے ہر کوئی آتا ہے۔ خواہ صالح ہے یا طالح' سعید ہے یا غیر سعید۔ (المورد الروی ص ۳۰' لعلی القاری)

عظیم الشان مشعل بردار جلوس:

قطب الدین لکھتے ہیں: ۱۲ ربیع الاوّل کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہوتا تھا' تمام علاقوں کے علماء' فقہاء' گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے' نماز کی ادائیگی کے بعد تمام لوگ ''سوق اللیل'' سے گزرتے ہوئے مولد النبی ﷺ (مقام ولادت رسول اکرم) کی زیارت کیلئے جاتے۔ ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں' فانوس اور مشعلیں ہوتیں' وہاں لوگوں کا اس قدر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی پھر ایک آدمی (خطیب' مقرر) وہاں

خطاب کرتا' دعا ہوتی اور تمام لوگ مسجد حرام میں لوٹ آتے اور مسجد کے درمیان میں دروازہ شریف کی طرف رُخ کر کے صفیں بنا کر بیٹھ جاتے' بادشاہ وقت محفل کے منتظمین کی دستار بندی کرتا پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی۔اس کے بعد لوگ اپنے گھروں کو چلے جاتے' یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں' شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس میں شرکت کرتے اور آپکی ولادت مقدسہ پر خوشی (وجشن) کا اظہار کرتے۔

(الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ص ۱۹۶)

✿ یہی مضمون علامہ جمال الدین محمد بن جاراللہ بن ظہیرہ نے ''الجامع اللطیف فی فضل مکة واھلھا و بناء البیت الشریف'' میں بھی لکھا ہے۔

(القول الفصل ص ۱۴۵،۱۴۶)

✿ شیخ محمد بن عدی حسن لکھتے ہیں: اہل مکہ کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ مشائخ' اکابر علماء اور معزز شخصیات ہاتھوں میں فانوس اور چراغ لے کر مزار پاک کی زیارت کرتے جاتے ہیں۔(فی رحاب بیت الحرام ص ۲۶۲)

مولد النبی ﷺ کی زیارت:

اہل مکہ کے معمولات میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ میلاد شریف مناتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت بھی کیا کرتے تھے۔ چند عبارات اوپر گزریں ہیں' مزید درج ذیل ہیں۔

✿ علامہ ابوالحسن محمد بن احمد المعروف بابن جبیر اندلسی (۶۱۴ھ) لکھتے ہیں:

مکہ مکرمہ کی زیارات میں سے ایک زیارت مولد پاک بھی ہے۔اس مقام کی مٹی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اس کائنات میں سب سے پہلے محبوب خدا کے جسم

اقدس کو مس کیا اور اس میں اس ہستی مبارکہ کی ولادت پاک ہوئی جو تمام اُمت کیلئے رحمت ہیں۔ ماہ ربیع الاوّل میں خصوصاً آپ کی ولادت کے دن اس مکان کو زیارت کیلئے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں۔ (رحلۃ ابن جبیر ص ۹۰)

✿ مزید لکھتے ہیں ہم نے مولد پاک میں داخل ہو کر اپنے رخسار اس مقدس مٹی پر رکھ دیے کیونکہ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں کائنات کا سب سے مبارک اور طیب مولود تشریف فرما ہوا، ہم نے اس کی زیارت سے خوب برکات حاصل کیں۔ (ص ۱۲۶)

✿ علامہ جمال الدین محمد بن جار اللہ لکھتے ہیں، ہر سال بارہ ربیع الاوّل کی رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ شافعی کی زیر سرپرستی مغرب کی نماز کے بعد لوگ قافلہ در قافلہ مولد مبارک کی زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔ (الجامع اللطیف ص ۲۰۱)

✿ اہل مکہ کے قدیماً و حدیثاً (پہلے اور بعد والے لوگوں کا) اسی بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ولادت پر حاضر ہو کر میلاد شریف منانے کا ذکر۔

علامہ قسطلانی نے (المواہب اللدنیہ ص ۱۳۲، جلد ۱)، امام برہان الدین حلبی نے (السیرۃ الحلبیہ ص ۱/۹۳) علامہ ملا علی قاری نے (المورد الروی ص ۹۷)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے (ماثبت من السنہ ص ۹۸، مدارج النبوت ص ۱۴، جلد ۲) مفتی عنایت احمد کاکوری نے (تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۲) اعلیٰ حضرت بریلوی نے (فتاویٰ رضویہ ص ۲۹۶، جلد ۱۲) کیا ہے۔

✿ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں: مکہ معظمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے دن ایک ایسی میلاد کی محفل میں حاضر ہوا جس میں لوگ (اہل

مکہ) آپ کی خدمت میں درود وسلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ کی ولادت مبارکہ کے موقعہ پر رونما ہوئے اور آپ کی بعثت سے پہلے جن کا مشاہدہ ہوا' تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل میں انوار وتجلیات کی برسات شروع ہو گئی' انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کا ہوش نہیں کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا یا فقط باطنی آنکھوں سے' بہر حال جیسے ہی دیکھا' میں نے غور وحوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس میں شرکت پر مامور کئے گئے ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمت باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو رہا ہے۔ (فیوض الحرمین ص ۸۱،۸۰)

✪ مفتی عنایت احمد کاکوروی لکھتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی بارہویں ربیع الاوّل کو یہ محفل متبرک مکہ معظمہ میں بر مکان ولادت آنحضرت ﷺ ہوتی ہے۔

(تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵)

ہر پیر شریف کو محفل میلاد:

قطب الدین لکھتے ہیں: مولد پاک کے پاس دعا قبول ہوتی ہے' وہ معروف و مشہور جگہ ہے' اب تک اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ اہل مکہ وہاں پر سوموار کو اجتماع کرتے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور ہر سال بارہ ربیع الاوّل کی رات اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ (الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ص ۳۵۵)

مولد پاک پر دُعائیں:

اہل مکہ حضور اکرم ﷺ کے مقام ولادت پاک پر حاضر ہو کر دعائیں بھی

کرتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں' جیسا کہ جناب قطب الدین کی عبارت گزری ہے اور مفتی مکہ شیخ عبدالکریم القطبی (۱۰۱۴ھ) نے بھی لکھا ہے۔ مولد النبی ﷺ کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ جگہ محلہ بنو ہاشم میں مشہور ہے۔

(اعلام العلماء ص ۱۵۴)

عظیم الشان جشن میلاد:

گیارھویں ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اُٹھے جبکہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کیلئے اللہ اکبر' اللہ اکبر کی صدا بلند کی سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی ﷺ پر مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور (ہمیشہ کے حصول کے مطابق) شریف صاحب (مکہ کے حکمران) کو عید میلاد کی مبارکباد دی' پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیانِ شہر بھی شامل تھے' نبی کریم ﷺ کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولد النبی کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولد النبی تک راستے میں دو رویہ اعلیٰ درجہ کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت مؤثر طریقے سے سیرت احمد یہ بیان کی' اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی...... آخر میں قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین نہایت محظوظ ہوئے۔ عید میلاد کی خوشی میں تمام دفاتر' کچہریاں اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاوّل کو ایک دن کیلئے بند کر دیئے گئے اور اس

طرح یہ خوشی اور جشن کا دن ختم ہو گیا' خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ تو پھر یہ دن دکھائے۔ آمین

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

(اخبار القبلہ' مکہ مکرمہ (۱۹۱۷ء)

✿ ایسی ہی ایک رپورٹ ماہنامہ "طریقت" لاہور جنوری ۱۹۱۷ء نے بھی شائع کی۔

قاضئ مکہ کا معمول:

مشہور سیاح ابن بطوطہ (۷۲۸ھ) نے اپنے سفرنامہ میں "ذکر قاضی مکہ و خطیبھا" کے تحت لکھا ہے مکہ کے قاضی نجم الدین محمد بن محمد الامام محی الدین الطبری جو کہ عالم' صالح اور عابد ہیں' بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور کعبہ شریف کا کثرت سے طواف کرنے والے ہیں اور خصوصاً حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے موقع پر وہ مکہ کے شرفاء معززین' فقراء اور حرم شریف کے خدام اور مجاورین کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(رحلۃ ابن بطوطہ ص ۹۲، جلد ۱)

✿ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: وہاں (مکہ) کے قاضی عالم برہانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اکثر مسافروں اور مقیم شاہدین کو کھانا کھلاتے اور کھانوں کے آخر میں کوئی میٹھی چیز ہوتی اور ولادت باسعادت کی صبح کو اس امید پر دعوت کرتے اور وسیع دستر خوان بچھاتے تاکہ ان کی تکالیف دور ہو جائیں اور آپ کے صاحبزادے جمالی بھی اس معاملہ میں آپ کی اتباع کرتے ہوئے مسافروں اور مقیم لوگوں کو کھانا کھلاتے۔

(المورد الروی ص ۳۰)

شیخ المحدثین ملا علی قاری مکی کا معمول وعقیدہ:

حضرت ملا علی قاری مکی علیہ الرحمۃ چند اکابر کے میلاد منانے کے معمولات کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: **قلت وانا لما عجزت عن الضیافة الصوریة کتبت هذه الاوراق لتصیر ضیافة معنویة نوریة مستمرة علی صفحات الدهر غیر مختصة بالسنة والشهر و سمیته بالمورد الروی فی المولد النبوی**

(المورد الروی ص ۳۴، مطبوعہ لاہور)

اب میں کہتا ہوں کہ جب میں ضیافت سوری میمان نوازی (ولنگر سازی) سے عاجز ہوں تو میں نے میلاد شریف پر یہ کتاب لکھ دی ہے تاکہ ضیافت معنوی، نوری ہو اور رہتی دنیا تک قائم رہے اور وہ کسی سال اور مہینے سے خاص نہ ہو اور میں نے اس کا نام المورد الروی فی المولد النبوی رکھ دیا۔ یعنی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پیاسے کیلئے سیراب ہونے کا ذریعہ ہے۔

استاذ المحدثین علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کا عمل:

آپ نے جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مستقل کتابیں لکھ کر اپنی عقیدت ومحبت کا مظاہرہ کیا ہے۔ پہلی کتاب کا نام "مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم" ہے جبکہ دوسری کتاب کا نام "النعمة الکبریٰ علی العالم لمولد سید ولد آدم" ہے اور فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۵۰ پر بھی میلاد شریف کے جواز پر لکھا ہے۔

نوٹ: نعمت کبریٰ، میں میلاد شریف کے متعلق خلفائے راشدین کے اقوال بھی بعض نسخوں میں پائے جاتے ہیں، جن کی اصل نہیں ہے۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے

جواہر البحار جلد ۳، ص ۳۲۸ سے ص ۲۳۷ تک اس کتاب کا خلاصہ نقل کیا ہے جو کہ خود علامہ ابن حجر کا تیار کردہ ہے۔ اس میں خلفائے راشدین اور دیگر بزرگان دین کے مذکورہ بالا اقوال کا نام ونشان نہیں ہے' ایسے ہی علامہ سید محمد بن عابدین شامی' صاحب ردالمحتار کے بھیجتے' علامہ سید احمد عباس شامی نے ''نعمت کبریٰ'' کی شرح ''نثر الدرر علی مولد ابن حجر'' کے نام سے لکھا ہے۔ اس میں بھی یہ اقوال نہیں ہیں' لہٰذا واعظین کو احتیاط کرنی چاہیئے۔

✿ علامہ محمد بن علوی مالکی مکی نے اس پر مستقل کتاب ''حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف'' لکھی اور ذخائر محمدیہ ص ۳۱۴، ۳۱۳ پر بھی لکھا ہے کہ میلاد النبی منانے کو علمائے اُمت اور ہر زمانے کے مسلمانوں نے مستحسن کہا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو' مقدمہ المورد الروی ص ۱۳۔

✿ مفتی مکہ مکرمہ احمد زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے سیرت نبویہ ص ۱۵۱، جلد ا پر لکھا ہے کہ ''خاص ذکر ولادت سننا اور قیام کرنا اچھا عمل ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ کی تعظیم پائی جاتی ہے اور اُمت کے اکثر علماء اس پر عمل پیرا ہیں''۔

شورش کاشمیری کا تبصرہ:

مشہور دیوبندی صحافی شورش کاشمیری نے لکھا ہے: ''سہیل مجھے سیدھا اس مکان میں لے گیا جو مولد النبی ﷺ تھا لیکن اب وہاں ایک چھوٹی سی لائبریری ہے جس پر قفل چڑھا ہوا تھا۔ یہ مکان حضور کے دادا عبدالمطلب نے حضور کے والد حضرت عبداللہ کو ان کی شادی پر دیا تھا۔ اس مکان پر کوئی نشان نہیں۔ حضور ﷺ اس مکان میں ۳۵ سے ۵۳ سال کی عمر تک قیام فرمایا' کئی دفعہ جبریل امین اس مکان میں تشریف لائے' اس کے چار کمرے تھے۔ ایک کمرہ حضور ﷺ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا تھا۔ میں مولد النبی اور بیت النبی کے پاس کھڑا سوچ رہا تھا کہ ان مکہ والوں (سعودیوں' وہابیوں) نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سلوک کیا تھا کہ ان کے مکانوں سے کوئی سلوک کرتے؟ عشق یہاں کچھ اداس ہو جاتا ہے کہ اہل مکہ نے محل اجاڑ دیئے اور محل اٹھا دیئے ہیں۔ پورے مکہ میں عہد نبوی کی دو چیزیں رہ گئی ہیں، کھجور اور زمزم باقی ننانوے فیصد یورپ کا مال ہے۔

(شب جائیکہ من بودم ص ۶۳، ۶۴)

مزید لکھا ہے: سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب کے آثار، صحابہ کرام کے مظاہر اور اہل بیت کے شواہد اس طرح مٹا دیئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہئیں تھی وہ ڈھونڈ ڈھونڈ محو کر دی گئی ہیں۔ کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے اور ہم مان لیتے ہیں۔ حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے۔ عقیدہ توحید کے منافی ہے، سنت رسول کے منافی ہے، لیکن عصر حاضر کی ہر جدت (نئی چیزیں) جدہ ہی میں نہیں پورے حجاز میں موجود ہے بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے کیا قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟ شاہ کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں، انہیں حکومت نے خود مہیا کیا ہے۔ ائیر رپورٹ پر اترتے ہی شاہ کی تصویر پر نظر پڑتی ہے۔ قہوہ خانوں اور ریستورانوں میں ان تصویروں کی بہتاب ہے لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں، بدعت اسلاف کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہے۔ (ایضاً ص ۲۲)

✪ مزید لکھا ہے: سعودی حکومت عشق اور شرک میں فرق نہیں کر سکی، حالانکہ عشق رسول کی اساس ادب پر ہے، کوئی بے ادب بارگاہ رسالت سے فیض نہیں پا سکتا، جو شخص جتنا باادب ہو گا اتنا ہی بارگاہ رسالت سے فیض پائے گا۔ (ایضاً)

سعودی وہابیوں کا افسوسناک پہلو:

اہل نجد، سعودی وہابیوں نے مکہ مکرمہ اور حجاز مقدس کے باقی علاقہ جات میں

اپنا تسلط جمانے کے بعد جہاں کئی وحشت و بربریت جور و جفا اور ظلم و استبداد کے پہاڑ توڑے ہیں وہاں ان کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے آج مولد پاک میں ویرانیاں ہی ویرانیاں ہیں۔ محمد حسین ہیکل مصری نے وہابیوں کی مولد پاک کی بے حرمتی کو دیکھ کر لکھا تھا۔ وانت تمر بها اليوم خالية معمورة بالخيام حينا آخر و كثيرا ماتراها مناخا لا ابل في زمن الحج وان قوما يرونها اليوم و كانوا قدراً وهامن قبل ان يطمس الوها بيون على اثارها فيخر الالم في نفوسهم (فی منزل الوحی ص ۲۱۹)

یعنی آج وہ جگہ خالی نظر آتی ہے بلکہ کبھی اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ بنالیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ جگہ سب سے زیادہ آباد ہوا کرتی تھی، جن لوگوں نے وہ منظر دیکھا ہے وہ آج وہابیوں کی اس بے حرمتی پر خون کے آنسو روتے ہیں۔

سعودیوں کی عید الوطنی:

مزید افسوس یہ ہے کہ حکومت سعودیہ کے نزدیک جشن میلاد یا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت، ناجائز اور خلاف شرح ہے۔ جبکہ اسی حکومت سعودیہ، نجدیہ، وہابیہ کے زیر اہتمام وانتظام ۲۳ ستمبر کو ہر سال اپنی تخت نشینی کا دن مناتے ہوئے ''عید الوطنی'' منانا مروج ہے جس میں انہیں کوئی بدعت، قباحت اور شرح کی مخالفت ہرگز دکھائی نہیں دیتی اور نہ ہی انہیں اتنا احساس ہوتا ہے کہ دور رسالت میں کتنے ہی علاقے فتح ہوئے، اسلام کے زیر نگیں آئے، وہاں اسلامی پرچم لہرائے گئے لیکن کیا کوئی ایک حوالہ بھی ایسا مل سکتا ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی ملک، شہر اور علاقے کی یاد منائی ہو۔ کیا ''عید الوطنی'' محض اس وجہ سے درست ہے کہ اس کا تعلق اپنی ذات کے

ساتھ ہے اور ''عید میلاد النبی'' صرف اس لئے بدعت ہے کہ اس کا واسطہ ذات رسالت مآب علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے ساتھ ہے۔ آخر سعودیوں کے نزدیک یہ فرق کیوں ہے؟

دستاویز:

۲۳، ۲۴ ستمبر کے تقریباً تمام اخبارات میں اس کے گواہ ہوتے ہیں کہ نجدی سعودی وہابی حکومت کے قیام کی سالانہ یادگار و سالگرہ عرب پاکستان اور دیگر ممالک کے سعودی سفارت خانوں میں مبارک' سلامت کی صداؤں میں بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو!

اسلام آباد:

سعودی عرب کے سفیر علی سعید عواض العسیری کی جانب سے حسب روایت سعودی کے ۷۶ ویں قومی دن کے موقع پر ایک فائیو سٹار ہوٹل میں پرتکلف دیئے گئے استقبالیہ میں مارکی ہال کے صدر دروازے پر سعودی سفارت کار مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہے تھے اور مہمانوں کا عرب روایات کے مطابق بوسہ لے رہے تھے' کم و بیش ڈیڑھ ہزار سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ اب یہ تقریب ایک بڑا قومی میلہ بن چکی ہے۔ قاضی حسین احمد اور پروفیسر ساجد میر بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر کیک کاٹنے کی رسم بھی ہوئی' سعودی سفیر کی جانب سے تقریب کے شرکاء کو قرآن پاک کے نسخے' مختلف کتب اور حرم پاک اور مسجد نبوی کے بڑے پوسٹر تحفے کے طور پر دیئے گئے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۴۔ ۲۶۔ ستمبر ۲۰۰۶ء)

اسی طرح ستمبر ۲۰۰۳ء کو اس تقریب میں ''اسلام آباد میں سعودی عرب کے قومی دن کی تقریب کی جو تصویر روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کے (۲۴ ستمبر کے) ایڈیشن میں شائع ہوئی ہے۔ اسمیں سعودی سفیر علی السعود العصیری کے ساتھ کئی وزراء اور سیاستدانوں کے ساتھ مشہور دیوبندی مولوی سمیع الحق اور مشہور غیر مقلد وہابی مولوی زبیر احمد ظہیر بھی نظر آ رہے ہیں۔ ایک تصویر میں مولوی عبدالغفور حیدری دیوبندی کے ساتھ کئی پینٹ شرٹ ٹائی میں ملبوس افراد اور ایک ننگے منہ' ننگے سر خاتون بھی نظر آ رہی ہے...... جبکہ ۲۶ ستمبر ۲۰۰۴ء روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کے مطابق سعودی عرب کا ''ثقافتی طائفہ'' اتوار کی سہ پہر ۴ بجے جناس کنونش سنٹر میں اپنے فن کا مظاہرہ کرے گا۔ عام لوگوں کو یہ مظاہرہ دیکھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ ''ثقافتی طائفہ'' سعودی عرب کے ۷۴ ویں قومی دن کے موقع پر خاص طور پر پاکستان آیا ہے۔ ۲۵ ستمبر کے روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کے مطابق سعودی عرب کے قومی دن کے سلسلہ میں گورنر مکہ کی اجازت سے جدہ میں محفل موسیقی بھی منعقد ہوگی۔

اس سلسلہ میں نجدی دارالحکومت اور وہابی مرکز الریاض میں ایک خصوصی تقریب کی رپورٹ کے مطابق تلاوت قرآن پاک کے بعد سعودی عرب و پاکستان کا قومی ترانہ پیش کیا گیا جس کے احترام میں لوگ کھڑے تھے' اس موقع پر کیک بھی کاٹا گیا اور مینا بازار لگایا گیا جسے رنگ برنگ جھنڈیوں سے خوبصورتی سے سجایا گیا۔ سعودی عرب کے جنرل ڈائیریکٹر ڈاکٹر عبداللہ المعانی مہمان خصوصی تھے۔ جنہوں نے سعودی عرب کا قومی دن منائے جانے پر شکریہ ادا کیا۔

(روزنامہ پاکستان لاہور ۲۵ ستمبر ۲۰۰۶ء)

دعوت فکر:

ہم ارباب و دانش کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ سعودی عرب والوں کے نزدیک صدیوں سے جاری شدہ مسلمانوں کا معمول جشن میلاد النبی منانا تو بدعت و ناجائز ممنوع اور خلاف شرع ہو لیکن ان کی سعودی حکومت کی سالانہ یادگار پر خوشیاں منانا' مبارک بادیں دینا' کیک کاٹنا' جھنڈیاں لگانا' ترانے سنانا' ان کے احترام میں قیام تعظیمی کرنا' اس دن کو الیوم الوطنی اور عید الوطنی قرار دینا' محفل موسیقی قائم کرنا اور دیگر بدعات کا مظاہرہ کرنا کس آیت اور حدیث سے ثابت ہے؟

اور خود دیوبندی اور غیر مقلد وہابی ''علماء'' کا جشن میلاد اور محفل میلاد کو بدعت وحرام کہتے ہوئے نہ شرمانا اور پھر سعودی جشن میں شرکت کرنا کس بات کا غماز ہے؟

نوٹ: اسی طرح ۵ شوال المکرم ۱۴۱۹ھ کو سعودی عرب کی حکومت و سعودی وہابیوں نے صد سالہ جشن بادشاہت بھی منایا ہے۔ بتایئے اس جشن کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مولد پاک کے خلاف سعودیوں کی تازہ ہرزہ سرائی:

اپنی ذاتی امور کی اس قدر نمود و نمائش اور تحفظ کرنے والوں کے سینوں میں آقائے کائنات حضرت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا وقعت و اہمیت ہے؟ یہ کسی بھی صاحب بصیرت پر پوشیدہ نہیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات مقدسہ اور والدہ ماجدہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر مبارک کے ساتھ جو سلوک ان نجدیوں نے کیا وہ ہر درمند مسلمان کے سامنے ہے۔ ان کی تازہ ہرزہ سرائی ملاحظہ ہو!

۲۰ اگست ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں روزنامہ پاکستان لاہور نے خصوصی

رپورٹ کے تحت یہ خبر شائع کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش تعمیراتی منصوبہ کی زد میں آ گئی ''جبل عمر'' سکیم کو عملی جامہ پہنانے کیلئے سینکڑوں عمارتیں گرا دی جائیں گی جن میں حضور نبی کریم (ﷺ) کی جائے پیدائش پر کھڑی عمارت بھی شامل ہے' جسے حضور کے گھر سے تعبیر (یاد) کیا جاتا ہے اور پابندیوں کے باوصف دنیا بھر سے آئے ہوئے اہل اسلام حج کعبہ اور دیگر مواقع پر اس گھر کی زیارت سے بھی سرفراز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس گھر میں کوئی تختی نہیں لگائی گئی' نہ ہی اس بارے میں ذرائع ابلاغ میں کچھ شائع ہوا ہے' لیکن بعض مسلمان پوچھتے وہاں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایک سعودی ماہر تعمیرات ڈاکٹر سمیع انگاوی نے اس پر صدائے احتجاج بلند کی ہے اور اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ نبی آخر الزمان (ﷺ) کے گھر مبارک کو بچانے کی کوششیں کریں گے۔ سعودی حکومت نے جبل عمر سکیم کے تحت جو عظیم تعمیراتی منصوبہ بنایا ہے اور جس کی زد میں حضور نبی اکرم (ﷺ) کے گھر والی عمارت بھی آئے گی اس امر کا متقاضی ہے کہ عالم اسلام کے ممالک اس منصوبہ کے حوالے سے صدائے احتجاج بلند کریں اور سعودی عرب سے مطالبہ کریں کہ وہ تاریخ کو مٹانے کی کوشش نہ کرے۔ خود سعودی حکومت کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے بھلا کوئی ہمارے ثقافتی ورثوں کو یا ورثہ کو بچانے کیلئے، تو نہیں آئے گا۔ یہ بات تو سبھی کو معلوم ہے کہ سعودی حکمران اور وہاں کے علماء محمد بن عبد الوہاب نجدی کے اقوال ونظریات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس لئے سعودی حکومت کسی ثقافتی ورثہ کی قائل معلوم نہیں ہوتی۔ چنانچہ سعودی عرب کے شہزادوں میں تجارتی نوعیت کی تعمیرات کسی ایسی عمارت کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا جسے ثقافتی ورثہ سے تعبیر کیا جا سکے۔ (روزنامہ پاکستان لاہور)

چونکہ سعودی عرب میں خود ساختہ اصول وضوابط کی پابندی کی جاتی ہے۔لہٰذا ان کے زعم میں اسلامی یادگاریں قائم رکھنا بے دینی ہ اور ''حکومتی وسعودی'' یادگاریں قائم کرنا دینداری اور توحید ہے۔(معاذ اللہ) یوم میلاد النبی منانا شرک و بدعت ہے اور یوم حکومت منانا عشق ومحبت ہے۔(استغفر اللہ)

سعودیوں کا دوہرا کردار:

مصر کے ایک دانشور ''الاستاذ احمد بدوی'' کا ایک مضمون ملاحظہ ہو جو شاہ فہد اور ان کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن باز کے نام شائع ہوا۔وہ لکھتے ہیں: وہابیوں کے سب سے بڑے مفتی عبدالعزیز بن باز کے خیال میں ''میلاد النبی ﷺ منانا بدعت اور کسی بھی ملک یا قوم کا قومی دن منانا جائز ہے' جیسے اس نے فتویٰ دیا کہ میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔وہابیوں کے مفتی نے اس حدیث پاک کو دلیل بنایا کہ ہرنئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام دوزخ ہے۔دیکھئے فتاویٰ وتنبیہات ونصائح الشیخ عبدالعزیز بن باز ص ۵۴۰

حیرت کی بات ہے کہ وہابیوں کا مفتی محفل میلاد شریف کو بدعت وگمراہی اور دوزخ کا باعث سمجھتا ہے بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کو شرک قرار دیتا ہے۔ حالانکہ سعودی قومی دن کی بھی کوئی مذہبی یا دینی اہمیت نہیں اور نہ ہی اس کی قرآن وسنت سے کوئی دلیل لائی جاسکتی ہے۔کیونکہ سعودی عرب کے قومی دن کی محفلوں کے بارے میں ہم نے اس کی مخالف رائے نہیں سنی اور یہ دن جزیرہ عربیہ کے تخت پر شاہ عبدالعزیز کے جلوہ افروز ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ان محفلوں میں شاہ عبدالعزیز کی شان و شوکت کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں اور لمبے چوڑے مال خرچ کیے جاتے ہیں۔ٹیلی

ویژن، ریڈیو اخبارات میں ٹیلی گرام اشتہارات تبریک شائع کرائے جاتے ہیں اور شاہ کی شان میں ایسے ایسے مضامین لکھوائے جاتے ہیں جن میں غلط فقرے بھی کھلم کھلا استعمال ہوتے ہیں۔ کتنی عجیب وغریب بات ہے کہ وہابی قانون محفل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تقریبات کو بدعت اور ناجائز سمجھ کر روکتا ہے جبکہ سعودی عرب کے قومی دن منانے کو جائز قرار دیتا ہے اور اس کی تمام تقریبات کو بدعت نہیں بلکہ جائز اور ضروری سمجھتا ہے۔ ہمیشہ وہابیوں کا مفتی قول وفعل کے اس تضاد کا شکار کیوں رہتا ہے۔ کیا مفتی صاحب یہ فتویٰ دے سکتے ہیں کہ قومی دن منانا کفر وشرک یا بدعت ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ ایسا فتویٰ صادر کر دے تو اس کا سر کاٹ دیا جائے اور اس کا نام ونشان تک مٹا یا جائے اور اس کا منصب چھین لیا جائے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قومی دن کے بارے میں مختلف فتوؤں کے دو سبب ہیں۔ پہلا سبب میلاد شریف منانے سے روکنا، ایک گہری انگریزی سازش ہے۔ جسے انگریزوں کی خفیہ ایجنسیوں نے تشکیل دیا۔ اس ناپاک منصوبے کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو مجروح کرنا اور آپ کی تعظیم وتکریم کو ختم کرنا ہے اس سازش کو عملی جامہ پہنانے کیلئے انگریزی ایجنسیوں نے یہ ناپاک منصوبہ محمد بن عبدالوہاب کے سپرد کیا اور اس کی تکمیل کیلئے ہر ممکن مدد اور تمام وسائل اس کے سپرد کر دیئے کیونکہ اسلام کے دشمن یہ جانتے ہیں کہ مسلمان اگر اپنے نبی سے منقطع ہو گئے تو اسی لمحے اپنے دین اپنے اسلام اور اپنے رب سے بھی منقطع ہو جائیں گے۔ تاریخ کے وہ منحوس مناظر بھی دیکھئے جب ان وہابیوں نے اہل اسلام کے خلاف ہی مورچہ بندی کی اور انگریز کی طرف سے سپرد کیا جانے والا ناپاک فریضہ محمد بن عبدالوہاب سے ابن باز تک خوب نبھایا۔ دوسرا سبب قومی دن منانے کی اجازت سراسر ابن باز کا کارنامہ ہے جب تک وہ اس کی اجازت

دیئے رکھے گا' وہابیوں کے تمام علماء اس کو بے چون و چرا تسلیم کریں گے' وہابیت کی خدمت کیلئے خطرناک کردار ابن باز ادا کر رہا ہے۔ اے لوگو! ہمیں اس بستی سے نکالو' وہابیوں کا مفتی مبہوت ہو گیا اور گونگا بہرا بن گیا ہے۔ اے وہابیوں کے سب سے بڑے مفتی یہ فکری انحراف' مذہبی تعصب اور قول و فعل کا تضاد کیوں؟

سوال: اپنی خواہشات کے متعلق حلال و حرام کا فتویٰ کیوں دیتے ہو جبکہ نفسانی خواہش حق و صداقت کا چہرہ دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے کیا تمام اُمت اسلامیہ کا یوم میلاد منانا بدعت اور گمراہی ہے اور (سعودی عرب) کا قومی دن منانا جائز ہے؟ ہمیں جواب دو اللہ تعالیٰ تمہیں نفع (ہدایت) دے۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ص ۱۷۔۱۸ نومبر ۱۹۹۸ء)

نوٹ: کویت کے سابق وزیر اوقاف و مذہبی امور الشیخ السید یوسف ہاشم الرفاعی نے بھی ایک مستقل کتابچہ "نصیحة لاخوان نجد" لکھ کر سعودی نجدیوں کو متنبہ کیا ہے۔

اہل مدینہ کے محبت بھرے معمولات:

سطور ذیل میں اہل مدینہ کے معمولات ملاحظہ ہوں!

- علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں: ولاهل المدينة كثرهم الله تعالى به احتفال و على فعله اقبال (المورد الروی ص ۳۱)

اور اہل مدینہ اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ کرے! وہ اب بھی میلاد کی محفل کرتے ہیں اور اس کام پر پوری توجہ دیتے ہیں۔

- جشن میلاد کے سلسلہ میں اسلاف کے مختلف و متعدد معمولات کا ذکر کرتے

ہوئے اس دور کی عظیم ہستی شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالرحمٰن کے متعلق رقم فرماتے ہیں: جب وہ مدینہ منورہ (والئ مدینہ منورہ رسول اکرم ﷺ پر افضل صلوٰۃ اور اکمل تحیت ہو) میں ہوتے تو وہ میلاد النبی ﷺ مناتے' لوگوں کو کھانا کھلاتے اور فرماتے کاش! مجھے طاقت ہوتو میں اس ماہ ربیع الاوّل کے ہر دن ایسا اہتمام کرتا۔ (ایضاً ص ۳۳)

✿ علامہ حسن برزنجی مدنی (۱۱۷۹ھ) نے لکھا ہے: آپ ﷺ کی ولادت شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہونے کو ان اماموں نے جو صاحب روایت' درایت ہیں' اچھا جانا ہے۔ پس سعادت ہے اس شخص کیلئے جس کی مراد و مقصود کی غایت نبی ﷺ کی تعظیم ہو۔

(مولود برزنجی ص ۲۵)

✿ مفتی عنایت احمد کاکوروی نے لکھا ہے: جناب رسول اللہ ﷺ کی بارہویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد شریف نبوی میں ہوتی ہے۔

(تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵)

✿ مولانا عبدالحق الٰہ آبادی نے لکھا ہے: ہم نے اپنے شیخ و مرشد عمدۃ المفسرین و زبدۃ المحدثین شاہ عبدالعلی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ کو دیکھا ہے کہ حضور کے میلاد کی خوشی میں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۸۷ھ کو مسجد نبوی شریف میں جو محفل منعقد ہوئی اس میں شریک ہوئے۔ یہ محفل صحن مسجد میں بجی تھی' اس میں مختلف علماء جو منبر پر روضہ شریف کی طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے' بیان فرماتے' ذکر ولادت کے وقت قیام کرتے' اس مبارک محفل کی کیفیات' احوال اور برکات جو ظہور پذیر ہوئیں ان کا بیان حیطۂ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ (الدر المنظم ص ۱۱۳)

نوٹ: حکومت کی طرف سے پابندیوں کے باوجود آج بھی حرمین شریفین میں دن

رات محفل میلاد سج رہی ہے کیونکہ وعدہ الٰہی ہے:و رفعناك لك ذكرك۔ یعنی

ع......رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا

اہل مصر اور اہل شام کا معمول:

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے مصر اور شام والوں پر محفل میلاد کی وجہ سے بہت عنایت ہے اور ایک باعظمت سال میں اسی میلاد مبارک کی رات کو مصر کے بادشاہ نے بڑا مقام حاصل کیا۔ میں ۷۸۵ھ میں میلاد شریف کی رات جبل علیہ کے قلعہ میں سلطان شاہ مصر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا' میں نے وہاں جو منظر دیکھا اس سے مجھے ہیبت و مسرت محسوس اور عوام کی بعض باتیں ناگوار گزریں۔ اس رات میلاد خوانی اور حاضرین میں سے واعظین' شعراء اور دیگر نوکروں' غلاموں اور خادموں پر خوب خرچ ہوا' میں نے اسے قلمبند کر لیا۔ دس ہزار مثقال خالص سونا' قیمتی لباس' کھانے' مشروبات' خوشبوئیں' موم بتیاں۔ علاوہ ازیں دیگر خورد و نوش کی سیر کرنے والی چیزیں اور نہایت خوش آواز قاریوں کی پچیس جماعتیں تیار کی گئیں اور ان میں سے ہر قاری کو بادشاہ' امراء اور معززین سے بیس بیس قیمتی جوڑے ملے۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مصر کے بادشاہ حرمین شریفین کے خادمین جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار منکرات اور برائیوں کے خاتمہ اور مٹانے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ رعیت کو اپنی اولاد سمجھتے تھے اور عدل و انصاف میں انہیں کافی شہرت حاصل تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکر و مدد کے ساتھ ان کی حاجت روائی فرمائی۔ ان میں سعید شہر مصدق اور ابو سعید جمقمق جیسے جواں ہمت بادشاہ تھے جب یہ بادشاہ حملہ آور ہونا چاہتے تو محفل میلاد کو باعث فتح سمجھ کر چل پڑتے اور آپ یقین کیجئے کہ جمقمق کے زمانہ میں قراء کی تیس سے زیادہ جماعتیں نکل پڑتیں۔ ہر قسم کے ذکر جمیل

میں مصروف رہتیں جن کی وجہ سے بڑی طویل وعریض مہمات سر ہوتیں۔

(المورد الروی ص ۱۰، مترجم ص ۲۷، ۲۸ عربی)

ملاحظہ فرمائیں: کس قدر نیک' پارسا' متقی' عادل' منصف' عبادت گزار' مجاہد اور دیندار لوگ محفل میلاد منعقد کرتے ہوئے اپنے مقاصد و مرادیں حاصل کرتے رہے ہیں۔

اندلس اور مغرب کے مسلمانوں کا عمل:

ملا علی قاری مزید ارقام پذیر ہیں' اسی طرح اندلس اور مغرب کے بادشاہ بھی محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اور اس کے لئے ایک رات مقرر کر لیتے ہیں' جس میں دو گھوڑوں پر سوار نکل پڑتے اور جید علمائے کرام کو اکٹھا کر لیتے اور جو بھی جس جگہ سے گزرتا تو وہ کفار میں کلمہ ایمان بلند کرتا۔ (ایضاً: ص ۲۸)

اہل روم کا عمل:

مزید رقمطراز ہیں: میرا خیال ہے کہ دوسرے بادشاہوں کی روش کے پیش نظر اہل روم بھی اس کار خیر میں پیچھے نہیں رہے ہوں گے۔ (ایضاً: ص ۲۸)

اہل عجم اور محفل میلاد:

مزید تحریر فرماتے ہیں: جہاں تک عجمیوں کا تعلق ہے تو میری دانست کے مطابق جب یہ معظم ماہ اور مکرم وقت آتا ہے تو بڑی بڑی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور ہر خاص و عام و فقرائے کرام کیلئے رنگا رنگ کھانوں کا اہتمام کیا جاتا ہے' ختم پڑھے جاتے ہیں' لگاتار تلاوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے' بڑے بڑے معیاری قصیدے پڑھے جاتے ہیں اور ہر قسم کی نیکی و خیرات کی جاتی ہیں اور مختلف طریقوں سے سرور و خوشی کا اظہار کیا

جاتا ہے اور یہی نہیں بلکہ کچھ بوڑھی عورتیں تو سوت کات کر اور بنوا کر محفلیں منعقد کرنے کیلئے کمر ہمت باندھتیں اور اس میں بزرگوں اور بڑے بڑے لوگوں کو دعوت دے کر جمع کرتی ہیں اور محفل میلاد کے دن مقدور بھر ضیافتیں کرتی ہیں۔ علماء و مشائخ مولد معظم اور مجلس مکرم کی جس قدر تعظیم کرتے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی اس امید کے پیش نظر اس جگہ حاضر ہونے کا انکار نہ کرتا تا کہ اس محفل کا نور و سرور حاصل ہو۔ شیخ المشائخ مولانا زین الدین محمود بیدانی نقشبندی کا واقعہ تو بڑا مشہور ہے کہ جب سلطان زمان' خاقانِ دوران' ہمایوں بادشاہ (اللہ انہیں غریق رحمت کرے اور بہترین جگہ عنایت فرمائے) نے حضرت شیخ مذکور کی زیارت کرنی چاہی تا کہ بادشاہ کو اس زیارت کی وجہ سے مدد و امداد حاصل ہو' تو شیخ نے ملاقات سے انکار کر دیا اور اللہ کے فضل سے بادشاہوں سے مستغنی ہونے کی وجہ سے بادشاہ کو اپنے پاس آنے سے بھی روک دیا تو بادشاہ نے اپنے وزیر برام خاں سے اصرار کیا کہ کسی جگہ اکٹھے ہونے کی کوئی صورت نکالی جائے' چاہے مختصر سے وقت میں ہی کیوں نہ ہو' اور وزیر نے یہ سنا ہوا تھا کہ یہ بزرگ کسی (عام طور پر) کسی غمی و خوشی کی محفل میں شرکت نہیں کرتے' ہاں البتہ محفل میلاد النبی ﷺ ہو تو وہاں اس کی تعظیم کی خاطر حاضر ہو جاتے ہیں۔ جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا تو اس نے ایک شاہانہ محفل میلاد منعقد کرنے کا حکم دیا' جس میں قسم قسم کے کھانوں' مشروبات' خوشبوؤں' اگر بتیوں وغیرہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس محفل میں بزرگوں اور سنجیدہ لوگوں کو دعوت دی گئی تو حضرت شیخ بھی خدام کے ہمراہ محفل میں تشریف لائے تو بادشاہ نے بدست ادب اور توفیق ایزدی کی سعادت کیلئے خود لوٹا پکڑا اور وزیر نے بادشاہ کے حکم سے نیچے طشت تھامے رکھا تا کہ شیخ مہربان ہو جائیں اور نظر

شفقت فرمادیں' تو ان دونوں نے شیخ مکرم کے ہاتھ دھلائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نام کی دعوت طعام کی برکت سے' حضرت شیخ کی خدمت کر کے انہیں بڑا مرتبہ اور عظیم مقام حاصل ہوا۔ (ایضاً: ص ۱۲، مترجم ص ۳۰ عربی)

ہندو پاک اور محفل و جشن میلاد:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہے کہ محفل میلاد اور جشن میلاد سے کوئی بھی مسلمان انکار نہیں کرتا' ہر دور اور ہر علاقے کے محبان رسول ﷺ نے اپنے اپنے ذوق اور انداز کے مطابق اس محبت بھرے عمل کا مظاہرہ کرنے میں کوئی کمی نہیں کی' ایسے ہی ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں نے بھی اس عمل میں کسی بے توجہی اور عدم دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اپنے ماحول' علاقہ' کلچر' تہذیب اور حالات کے مطابق بڑھ چڑھ کر اس سلسلہ میں خوشیوں' مسرتوں اور جشنوں کا اظہار کیا ہے۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير مما اعلمنيه بعض اولى النقد والتحرير۔ (المورد الروی ص ۲۸، عربی)

میری معلومات کے مطابق ہندوستان کے مسلمانوں نے اس سے بڑھ چڑھ کر جشن میلاد منانے کا اہتمام کیا ہے۔

علمائے اسلام کے معمولات و فتاویٰ جات:

سطور ذیل میں علمائے اسلام کے چند فتاویٰ جات بھی ملاحظہ ہوں!

۱۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: میرا مؤقف یہ ہے کہ میلاد النبی ﷺ اصل میں خوشی کا ایک ایسا موقع ہے' جس میں لوگ جمع ہو کر بقدر سہولت تلاوت

قرآن کرتے ہیں اور ان روایات کا تذکرہ کرتے ہیں جو آپ ﷺ کے متعلق منقول ہیں اور آپ کی ولادت طیبہ کے وقت رونما ہونے والے معجزات اور خلاف عادت واقعات کے بیان پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بعدازیں اچھے کھانوں سے ضیافت ہوتی ہے اور وہ (مسلمان) اس نئے اچھے کام پر مزید اضافہ کئے بغیر واپس لوٹ جاتے ہیں۔ ایسا عمل کرنے والے کو اس پر ثواب ملتا ہے کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم اور آپ کے میلاد شریف پر دلی مسرت کا اظہار ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۱۸۹، جلد ۱)

۲۔ سبط ابن جوزی لکھتے ہیں: اربل کے بادشاہ سلطان مظفر کی منعقد کردہ محفل میلاد شریف میں عالی مرتبت علماء وصوفیاء حاضر ہوتے' انہیں شاہی خلعتوں سے نوازا جاتا۔ (مرآۃ الزماں جلد ۸، ص ۶۸۱، الحاوی للفتاویٰ جلد ۱، ص ۱۹۰)

نوٹ: حافظ ذہبی علیہ الرحمۃ نے بھی اس کا اعتراف اچھے جذبات کے ساتھ کیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۵ جلد ۱۶، ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۱۳۶، جلد ۱۳ اور علامہ یوسف صالحی نے سبل الھدیٰ ص ۳۶۳، جلد ۱)

۳۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کا ایک ''فتویٰ'' نقل کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اگر میلاد شریف میں نیکی کے کام کئے جائیں اور برے امور سے بچا جائے تو یہ ایک اچھا نیا عمل ہے جس کی اصل بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ شریف میں یہودیوں کو روزہ رکھتے دیکھا تو آپ نے بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا دن منایا۔ تو جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا دن منانا درست ہے تو امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا دن منانا بھی درست ہے کیونکہ آپ سے بڑی نعمت کوئی نہیں۔ (الحاوی للفتاویٰ جلد ۱، ص ۱۹۶، جزء فی مولد الشریف

للسخاوی، المورد الروی ص ۳۲، لعلی القاری، روح البیان ص ۶۶۱، جلد ۵، سیرت حلبیہ ص ۸۰، جلد ۱، سبل الہدیٰ والرشاد ۳۶۵، جلد ۱)

۴۔ امام القراء الحافظ محمد بن عبداللہ شمس الدین الجزری الشافعی (۶۶۰ھ) نے لکھا ہے: (ابولہب پر میلاد النبی کی خوشی میں عذاب کم کر دیا ہے) اگر ابولہب جیسے کافر کو جس کی مذمت میں قرآن مجید کی ایک پوری سورت نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ پر اظہار مسرت پر انعام سے نوازا جاتا ہے تو پھر کیا اس ایماندار' توحید پرست اور مخلص مسلمان پر انعام نہ ہوگا جو اپنے نبی ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی مناتا ہو اور آپ کی محبت میں حسب استطاعت خرچ کرتا ہو' ضرور میرا یقین ہے کہ مولا کریم کی طرف سے اس کی جزاء یہ ہے کہ وہ اپنے فضل عمیم سے اسے ابدی نعمتوں والی جنات میں داخل فرما دے۔

(عرف التعریف بالمولد الشریف، الحاوی للفتاویٰ جلد ۱، ص ۱۹۶، سبل الھدیٰ والرشاد ص ۳۶۵، جلد ۱)

مزید فرمایا: محفل میلاد کا مقصد شیطان کو ذلیل کرنا اور مسلمانوں کو خوش کرنا ہے

(المورد الروی ص ۳۱)

مزید فرماتے ہیں: محفل میلاد والے پورے سال مکمل امن رہتا ہے اور آرزوئیں پوری ہونے کی خوشخبری بہت جلد ملتی ہے۔

(المورد الروی ص ۲۷، سبل الہدیٰ ص ۳۶۲، جلد ۱، انوار محمدیہ ص ۲۴)

مزید کہا ہے: جب عیسائی اپنے نبی کو پیدائش کی رات کو "عید اکبر" قرار دیتے ہیں تو مسلمانوں کو اپنے نبی کی تعظیم کا زیادہ حق حاصل ہے اور یہ مسلمانوں کیلئے بہت درست ہے۔ (المورد الروی ص ۳۱)

۵۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ابولہب کیلئے پیر کے دن نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں (اپنی لونڈی) ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے:

اذا کان هذا کافرا جاء ذمه — وتبت یداه فی الجحیم مخلدا

اتی انه فی یوم الاثنین دائما — یخفف عنه للسرور باحمدا

فماظن بالعبد الذی طول عمره — باحمد مسرورا ومات موحدا

جب یہ ایسا کافر ہے جس کی مذمت (آسمان سے) نازل ہوئی۔ اس کے ہاتھ نار جہنم میں ہمیشہ تباہ ہو جائیں۔ (روایت میں) آیا ہے کہ ہر سوموار کو ہمیشہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی (ولادت کی) خوشی کی بدولت عذاب کم کیا جاتا ہے پھر اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس نے ساری عمر ولادت احمد مصطفیٰ پر خوشی کی اور آخر دم تک توحید پر قائم رہا۔ (مورد الصاوی فی مولد الهادی، الحاوی للفتاویٰ ص ۱۹۷، جلد ۱، سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۶۷، جلد ۱)

۶۔ ابوالفضل، کمال الدین جعفر بن تغلب بن جعفر الادفوی (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

ان کے معتمد اور معتبر دوست ناصر الدین محمود ابن العلماء نے بیان کیا ہے کہ ابوالطیب محمد بن ابراہیم السبتی المالکی (۶۹۵ھ) جو طوس کے رہنے والے تھے، ان کا شمار متقی علماء میں ہوتا ہے، وہ میلاد النبی ﷺ کے دن، ایک مدرسہ کے قریب سے گزرے اور مدرسہ کے مہتمم سے فرمایا: یا فقیہ، هذا الیوم سرور اصرف الصبیان فیصرفنا۔

اے فقیہ! آج عید میلاد النبی ﷺ کا دن ہے، بچوں کو چھٹی دے دو (تاکہ وہ بھی عید میلاد منائیں) پس وہ ہمیں چھٹی کراتے تھے۔

(الطالع السعید بحوالہ الحاوی للفتاویٰ ص ۱۹۷، جلد ۱)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: یہ ان بزرگوار کی طرف سے میلاد شریف کو برقرار رکھنے اور اس کا انکار نہ کرنے پر ایک (قوی) دلیل ہے اور یہ شخصیت مالکی' فقیہ' اور علوم متداولہ پر کامل عبور رکھنے والے تھے۔ تقویٰ و پرہیز گاری کے حامل تھے۔ ابوحیان وغیرہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا وصال ۶۹۵ھ میں ہوا۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۱۹۷، جلد ۱)

۷۔ امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد سخاوی (۹۰۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مکہ مکرمہ میں کئی سال تک میں محفل میلاد میں شرکت سے مشرف ہوا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ محفل پاک کتنی برکتوں پر مشتمل ہے اور بار بار میں نے مقام ولادت کی زیارت کی اور میرے شعور کو بہت زیادہ فخر حاصل ہوا۔ اور میں نے وہاں انعقاد محافل میلادالنبی کا مشاہدہ کیا۔ (المورد الروی ص ۲۶)

O...... مزید فرماتے ہیں: کہ یہ حقیقت مجرب اور آزمودہ ہے۔ (ایضاً ص ۲۷)

۸۔ شیخ الاسلام' امام شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم المقدسی الدمشقی المعروف ابوشامہ (۶۶۵ھ) امام نووی علیہ الرحمۃ کے استاذ لکھتے ہیں: بے شک میلاد شریف کا اہتمام اچھے نئے امور میں سے ہے اور نبی کریم ﷺ کی محبت و تعظیم کا اظہار ہے اور اس بات پر شکر ادا کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو رحمۃ للعالمین کی صورت میں بھیج کر احسان فرمایا ہے۔

(الباعث ص ۱۳، سبل الہدیٰ ۳۶۵، جلد ۱، سیرت حلبیہ ص ۱۰۰، جلد ۱)

۹۔ امام ملا علی قاری مکی (۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

ہم اس ماہ مقدس (ربیع الاوّل) کی تمام راتوں اور دنوں میں اس عمل (جشن

میلاد) کو جاری رکھنا پسند کرتے ہیں...... میں کہتا ہوں کہ جب میں ظاہری دعوت سے عاجز ہوں تو یہ اوراق (کتاب المورد الروی) میں نے لکھ دیئے ہیں تاکہ یہ معنوی نوری ضیافت ہو جائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے۔ سال کے کسی مہینہ سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کتاب کا نام ''المورد الروی فی مولد النبی'' رکھا ہے۔ جہاں تک محفل میلاد شریف منعقد کر کے' میلاد شریف پڑھنے (اور بیان کرنے) کا تعلق ہے تو اس (سلسلہ) میں صرف انہی باتوں پر اکتفا کرنا چاہیئے' جنہیں ائمہ حدیث نے اپنی اس موضوع (جشن میلاد و محفل میلاد) پر لکھی گئی کتب میں بیان کیا ہے جیسا کہ ''المورد الھنی'' (للامام ابی زرعہ العراقی) یا ایسی کتب جو اس موضوع کیلئے مختص تو نہیں لیکن ان میں میلاد شریف کا ذکر ضمناً آیا ہے جیسے امام بیہقیؒ کی کتاب دلائل النبوۃ اور عبد الرحمٰن بن احمد بن احب السلامی البغدادی کی کتاب ''لطائف المعارف...... (محفل میلاد شریف) میں تلاوت قرآن پاک' کھانا کھلانا' صدقہ کرنا اور رسول پاک ﷺ کی تعریف پر مشتمل نعتیں پڑھنا کافی ہے جو کہ نیکی اور عمل آخرت کی طرف دلوں کو راغب کریں اس (پھر) صاحب میلاد پر درود و سلام ہو۔ (المولد الروی ص ۳۴)

۱۰۔ زاہد' قدوہ' معمر' امام ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن جماعہ المقدسی' الشافعی (۷۹۰ھ) نے فرمایا: میرے بس میں ہو تو میں ربیع الاوّل شریف کے پورے مہینے میں محفل میلاد شریف کا اہتمام کروں' آپ کا معمول تھا کہ مدینہ منورہ میں میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے۔ (المورد الروی ص ۳۴،۳۳)

۱۱۔ امام ابن جوزی (۵۷۹ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی مجلس میلاد منعقد کر کے انتہائی خوشی کا اظہار اور ذکر میلاد سننے سنانے والے بے پناہ اجر و عظیم کامیابی

حاصل کرتے ہیں۔ (المیلاد النبوی ص ۵۸)

مزید فرماتے ہیں: جس نے نبی کریم ﷺ کے میلاد پر ایک درہم خرچ کیا' تو آپ ﷺ اس کیلئے شافع مشفع ہوں گے اور میلاد شریف پر خرچ کئے گئے ہر درہم کے عوض اللہ تعالیٰ اسے دس گناہ زیادہ اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ (مولد العروس ص ۹)

۱۲۔ امام صدر الدین موہوب بن عمر الجزری (۶۶۵ھ) فرماتے ہیں' انسان نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ارادہ وتوفیق کے مطابق ثواب پاتا ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۶۵، جلد ۱)

۱۳۔ حافظ شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) علیہ الرحمۃ نے ملک مظفر کے انعقاد بزم میلاد شریف کو بڑے اچھے جذبات کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کے میلاد النبی ﷺ کے منانے کے انداز کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۵، جلد ۱۶)

۱۴۔ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے بھی شاہ اربل کو سراہتے ہوئے انعقاد محفل میلاد النبی ﷺ کی خوب تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف کیا کرتا تھا اور اس کا بہت شاندار اہتمام کرتا تھا۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۳۶، جلد ۱۳' سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۶۲، ۳۶۳، جلد ۱)

۱۵۔ امام ابوذرعہ عراقی (۸۲۶ھ) نے فتویٰ دیا ہے کہ کھانا کھلانا تو ہر وقت مستحب ہے اگر ربیع الاوّل شریف کے مہینے میں نور نبوت کے ظہور کی خوشی کو بھی ملا لیا جائے تو اندازہ کیجئے! اس سے یہ محفل کیسی بابرکت ہو جائے گی؟ (تشنیف الاذان ص ۱۳۶)

۱۶۔ شارح بخاری امام قسطلانی علیہ الرحمۃ (۹۲۳ھ) نے لکھا ہے کہ میلاد شریف

منانے والے ہر طرح کے فضل عظیم سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کی مجرب چیزوں میں سے ایک آزمودہ بات یہ بھی ہے کہ جس سال جشن میلاد شریف کا اہتمام کیا جائے وہ سال پر امن رہتا ہے۔ مقاصد اور تمنائیں جلد پوری ہونے کی بشارت ملتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو میلاد مبارک کی راتوں کو عیدیں بناتا ہے تاکہ یہ (عید میلاد شریف منانے کی وجہ سے) منکرین کے بیمار دلوں کی مرضیں مزید شدت پکڑ جائیں۔ (المواہب اللدنیہ ص ۱۴۷، جلد ۱)

۱۷۔ حضرت امام نصیر الدین ابن طباح لکھتے ہیں:

جو میلاد شریف کی رات خرچ کرے، لوگوں کو جمع کرے، اپنی توفیق کے مطابق ان کی ضیافت کرے، اور یہ سب کچھ اپنے نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف پر خوشی مناتے ہوئے بجالائے تو یہ سب کچھ درست ہے اور وہ اپنے حسن نیت کی بدولت ثواب حاصل کرے گا۔ (سبل الہدیٰ ص ۳۶۳، جلد ۱)

۱۸۔ علامہ جمال الدین بن عبدالرحمٰن الکتانی لکھتے ہیں:

میلاد النبی ﷺ مقدس ہے آپ کی ولادت کا دن معزز اور عظیم ہے، نبی کریم ﷺ کا وجود مبارک اپنے متبعین کیلئے باعث نجات ہے، آپ کی ولادت شریفہ پر خوشی منانا عذاب جہنم کی کمی کا سبب ہے، پس آپ کے میلاد شریف پر خوشی منانا اور جو میسر ہو اسے خرچ کرنا (ہی) مناسب ہے۔ (سبل الہدیٰ ص ۳۶۴، جلد ۱)

۱۹۔ علامہ ظہیر الدین جعفر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میلاد شریف منانے والا جب اس کا ارادہ نیک لوگوں کو جمع کرنا، نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنا اور فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا ہو تو اس عمل سے وہ جب بھی یہ محفل کرے گا

ہر وقت ثواب پائے گا۔ (سبل الھدیٰ ص ۳۶۴، جلد ۱)

۲۰۔ حضرت امام شیخ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ (۹۸۶ھ) فرماتے ہیں:

ربیع الاوّل شریف کا مہینہ انوار کا منبع اور رحمت کا مظہر ہے، یہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں ہر سال ہمیں اظہار مسرت کا حکم دیا گیا ہے۔

(مجمع بحار الانوار جلد ۳، ص ۵۵۰)

۲۱۔ مشہور سیرت نگار علامہ محمد بن یوسف صالحی، شامی (۹۴۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میلاد شریف کے سلسلے میں وہی امور انجام دینے چاہئیں جن سے اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار ہوتا ہو مثلاً! قرآن مجید کی تلاوت، مساکین کی ضیافت، صدقات وخیرات کرنا اور محافل نعت کا اہتمام کر کے ایسے قصائد سنانا جو دلوں کو آخرت اور اعمال حسنہ کی طرف راغب کریں۔ (سبل الھدیٰ والرشاد ص ۳۶۶، جلد ۱)

۲۲۔ علامہ ابن حجر مکی ہیثمی علیہ الرحمۃ (۹۷۳ھ) نے میلاد شریف کی محافل کو یوں خراج تحسین پیش کیا ہے کہ ہمارے ہاں میلاد اور اذکار (نبوی) کی جو محافل انعقاد پذیر ہوتی ہیں وہ زیادہ تر اچھے امور پر مشتمل ہوتی ہیں مثلاً صدقہ وخیرات، ذکر رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۲۹)

۲۳۔ امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ (۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں: مجلس میلاد میں اگر اچھی آواز سے تلاوت قرآن پاک کی جائے اور حضور اقدس ﷺ کی نعت پاک اور صحابہ کرام اہل بیت عظام اور اولیائے اعلام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز تو یہ چیز ہے کہ قرآن مجید کے حروف میں تغیر وتحریف کر دی جائے، راگ اور موسیقی کے قواعد

کی پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ (دفتر سوم مکتوب ص ۷۲)

۲۴۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (۱۰۵۲ھ) بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہیں: اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے میں تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے قابل سمجھوں' کیونکہ میرے تمام اعمال میں فساد نیت (کا احتمال) موجود ہے' البتہ مجھ فقیر حقیر کا ایک عمل محض تیری عنایت سے نہایت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ میں مجلس میلاد شریف میں کھڑے ہو کر (تیرے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں) سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری اور محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب ﷺ کی خدمت عالیہ میں درود و سلام کا ہدیہ عرض کرتا ہوں' اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد شریف سے بڑھ کر تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے' اس لئے اے ارحم الرحمین! مجھے یقین واثق ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا اور یقیناً تیری بارگاہ میں درجۂ قبول حاصل ہو گا کیونکہ جو بھی درود و سلام پڑھے اور اس کے وسیلہ سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہو سکتی۔ (اخبار الاخیار ص ۶۲۴)

۲۵۔ علامہ محمد عبدالباقی زرقانی (۱۱۲۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: میلاد شریف ایک اچھا عمل ہے' جو مسلمانوں کے معمولات حسنہ میں سے ہے اور یہ خیر کثیر پر مشتمل ہے۔

(ملخصاً۔ شرح المواہب اللدنیہ ص ۱۳۹، جلد ۱)

۲۶۔ مفتی مکہ علامہ سید احمد زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ (۱۱۰۳ھ) لکھتے ہیں: لوگوں کا یہ معمول ہے کہ میلاد النبی ﷺ کا ذکر سنتے ہیں تو آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں' یہ قیام بہت اچھا ہے کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم پائی جاتی ہے' اُمت کے علماء اس پر عمل پیرا ہیں۔ (سیرت نبویہ ص ۱۵۹، جلد ۱)

۲۷۔ علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ (۱۱۳۷ھ) لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف منانے کا عمل آپ کی تعظیم کی وجہ سے ہے۔ مسلمان ہمیشہ ہر جگہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (منانے) کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ص ۵۶، جلد ۹)

۲۸۔ شہر موصل کے مشہور بزرگوں میں سے حضرت شیخ ملا عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے اپنے علاقہ میں (وسیع پیمانے پر) جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا آغاز کیا۔ صاحب اربل اور دوسرے مسلمانوں نے آپ کی اقتداء میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے محافل کا اہتمام کیا۔ (الباعث ص ۲۱، سبل الہدیٰ ص ۳۶۲، جلد ۱)

۲۹۔ علامہ ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ نے (میلاد شریف پر لکھی گئی اپنی کتاب) ''الدر المنتظم'' میں فرمایا ہے: ''اہل محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی میں دعوت کا پروگرام بناتے ہیں۔ قاہرہ کے محبان رسول نے جن بڑی بڑی دعوتوں کا انعقاد کیا ہے ان میں شیخ ابوالحسن المعروف ابن قفل قدس اللہ تعالیٰ سرہ ہمارے شیخ الشیخ ابوعبد اللہ محمد بن نعمان ہیں۔ اس سے پہلے یہ عمل ''محفل میلاد و ضیافت'' جمال الدین العجمی الہمذانی نے بھی کیا اور جس شخصیت نے اپنی وسعت کے مطابق کیا وہ مصر کے یوسف الحجار ہیں۔ تحقیق انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جناب یوسف مذکور کو اس عمل (میلاد شریف منانے) پر ترغیب دے رہے ہیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۶۳، جلد ۱)

۳۰۔ علامہ یوسف بن علی بن زریق شامی علیہ الرحمۃ کے متعلق علامہ ابن ظفر فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے سنا کہ وہ مصر کے شہر حجاز میں اپنے گھر جہاں وہ محفل میلاد

النبی ﷺ کا انتظام کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بیس سال قبل زیارت کی تھی۔ میرا ایک دینی بھائی شیخ ابوبکر الحجار تھا' میں نے دیکھا گویا کہ میں اور یہ ابوبکر دونوں نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہیں' چنانچہ ابوبکر نے اپنی داڑھی پکڑی اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور آپ ﷺ سے کوئی کلام کیا' ۔ جسے میں نہ سمجھ پایا' نبی کریم ﷺ نے اسے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر یہ نہ ہوتا تو یہ آگ میں ہوتی'' اور میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: میں تجھے ضرور سزا دوں گا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا تا کہ تم میلاد شریف اور سنتوں کو نہ چھوڑو ۔ شیخ یوسف بن علی فرماتے ہیں: چنانچہ میں بیس سال سے آج تک یہ عمل اپنا رہا ہوں' علامہ ابن ظفر کہتے ہیں: میں نے انہی شیخ یوسف سے سنا ہے کہ میں نے اپنے بھائی ابوبکر حجاز سے' انہوں نے منصور نشار سے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا: آپ نے میرے (شیخ یوسف کے) متعلق فرمایا کہ اسے کہوں کہ وہ میلاد شریف ترک نہ کرے' تمہیں اس سے غرض نہیں کہ وہ اس سے کچھ کھائے یا نہ کھائے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۶۳، جلد ۱)

۳۱۔ علامہ ابن ظفر فرماتے ہیں: میں نے شیخ ابوعبداللہ بن ابومحمد النعمان سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوموسیٰ الزرہونی کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے آپ کی بارگاہ میں وہ تمام باتیں عرض کر دیں جو فقہائے کرام میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں ضیافت و دعوت کے متعلق بیان کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ہم سے خوش ہوا ہم اس سے خوش ہوں گے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ص ۳۶۳، جلد ۱)

۳۲۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: آپ ﷺ کی ولادت مقدسہ کے وقت قیام کرنا' اس میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اچھا عمل ہے۔ (علماء کی) ایک جماعت کا فتویٰ ہے کہ ذکر ولادت (رسول) کے وقت قیام کرنا مستحب ہے۔

(نزہۃ المجالس ص ۱۹۱، جلد ۲)

۳۳۔ علامہ حسن برزنجی مدنی (۱۱۷۹ھ) لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریفہ کے ذکر کے وقت قیام کرنے کو صاحب روایت و درایت ائمہ نے اچھا قرار دیا ہے' پس خوش نصیبی ہے اس شخص کی جس کے مقصد کی غرض نبی ﷺ کی تعظیم ہو۔ (مولد برزنجی ص ۲۵)

۳۴۔ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی (۱۱۳۱ھ) فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ سے تعلق کیلئے میلاد شریف کے دنوں میں ہمیشہ کھانے کا اہتمام کرتا تھا' ایک سال تنگ دستی نے مجھے کھانے کا انتظام نہ کرنے دیا' سوائے کچھ بھنے ہوئے چنوں کے' میں نے وہی چنے لوگوں میں تقسیم کر دیئے' میں نے (خواب میں) آپ ﷺ کو دیکھا کہ وہی چنے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں' آپ نہایت خوش و خرم ہیں۔ (الدر الثمین ص ۴۰)

نوٹ: انفاس العارفین ص ۷۶ میں چنوں اور گڑ دو کا ذکر ہے۔

✿ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۴ھ) نے بیان کیا کہ میں اس سے پہلے نبی کریم ﷺ کی ولادت والے دن ایک ایسی محفل میلاد میں حاضر ہوا' جس میں لوگ نبی کریم پہ صلوٰۃ بھیج رہے تھے' اور آپ کی ولادت پر ظاہر ہونے والے واقعات کا بیان کر رہے تھے اور ایسے امور کا ذکر کر رہے تھے جو آپ کی بعثت سے پہلے رونما ہوئے' اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل میلاد پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہو گئی' میں

نہیں کہتا کہ یہ منظر میں نے صرف جسم کی آنکھ سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں کہ صرف روحانی آنکھ سے دیکھا تھا (بلکہ دونوں طرح محظوظ ہوا) بہر حال جو کچھ بھی ہو میں نے غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ یہ انوار و تجلیات ان ملائکہ کی بدولت ہیں جو ایسی محافل میں شرکت پر مامور ہیں اور میں نے دیکھا کہ ملائکہ کے ساتھ رحمت خداوندی کا نزول بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا معاملہ تھا۔

(فیوض الحرمین ص ۸۰، ۸۱، تواریخ حبیب الٰہ ص ۸)

✿ مزید فرماتے ہیں: قدیم طریقہ کے مطابق بارہ ربیع الاوّل کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت ﷺ کی نیاز تقسیم کی اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کروائی۔ (القول الجلی ص ۷۴)

۳۵۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں: فقیر کے گھر میں سال میں دو محفلیں منعقد ہوتی ہیں، مجلس ذکر میلاد شریف، مجلس ذکر شہادت حسنین ...... مجلس میلاد شریف کا طریقہ یہ ہے کہ بارہ ربیع الاوّل میں ہزاروں آدمی آتے ہیں اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو جاتے ہیں پھر فقیر آتا ہے تو پہلے بعض احادیث سے آنحضرت ﷺ کے فضائل شریفہ بیان کئے جاتے ہیں۔ بعد ازاں ولادت باسعادت اور کچھ حصہ رضاعت و حلیہ شریف اور بعض وہ واقعات بیان کر دیئے جاتے ہیں جو اس وقت ظہور پذیر ہوئے تھے پھر حاضر طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ نیز یہ قدیمی معمول ہے۔ (اسی ضمن میں لکھا ہے کہ) اگر یہ باتیں اس طریقہ سے فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں تو ایسا ہر گز نہ کرتا۔ (فتاویٰ عزیزی، بحوالہ الدر المنظم ص ۱۰۴)

تنبیہ: فتاویٰ عزیزی کے بعد کے نسخوں میں مجلس میلاد شریف کی جگہ "وفات النبی" کا ذکر کر دیا گیا ہے جو کہ غلط ہے۔

✿ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو لوگ حسب معمول مجلس مولود شریف میں جمع ہو کر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر فقیر حضور ﷺ کے فضائل ولادت باسعادت، شیر خوارگی اور حلیہ شریف بیان کرتا ہے، بعد ازیں طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس میں تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو!

(انوار ساطعہ ص ۱۲۶)

نوٹ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا محفل میلاد کرنا خود دیوبندیوں کو بھی تسلیم ہے۔ دیکھئے! (ارواح ثلاثہ ص ۳۳۱)

۳۶۔ علامہ برہان الدین حلبی لکھتے ہیں: مقتدائے ائمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (محفل میلاد میں) قیام تعظیمی فرمایا اور آپ کے زمانہ کے مشائخ اسلام نے اس سلسلہ میں آپ کی پیروی کی جس سے مجلس میں بڑا انس پیدا ہوا اور عمل کرنے کیلئے اتنے کثیر اور اتنے بڑے مشائخ کا عمل کافی ہے۔ (سیرت حلبیہ ص ۸۰، جلد ۱)

۳۷۔ حضرت غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ (۵۶۱ھ) کا معمول مبارک تھا کہ آپ علیہ الرحمۃ ہر ماہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں فاتحہ پیش کیا کرتے تھے۔

(قرۃ الناظرہ وخلاصۃ المفاخرہ ص ۱۱)

۳۸۔ حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی (۱۲۶۲ھ) نے مسلمانوں کے جشن میلاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سو یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے اور سبب ہے ازدیاد محبت کا ساتھ نبی کریم ﷺ کے۔ (تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵)

۳۹۔ حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (۱۲۷۷ھ) لکھتے ہیں:

میلاد مصطفیٰ کے دلائل پوچھنے والے اے عالمو! یاد رکھو میلاد شریف کی محفل میں آپ کی کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات‘ صحیح احادیث‘ ولادت باسعادت‘ معراج شریف‘ معجزات اور وفات کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے‘۔لہٰذا تمہارے انکار کی‘ ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں۔

(اثبات المولد والقیام ص ۲۱، مترجم مرکزی مجلس رضا لاہور)

۴۰۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں جل کر عدو مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائیں گے

(حدائق بخشش)

منکرین کی چالاکی وفریب کاری:

منکرین جشن میلاد النبی ﷺ چالاکی سے کام لیتے ہوئے اور ناواقف حضرات سے فریب کاری کرتے ہوئے چند ایسی عبارات پیش کر دیتے ہیں کہ جن میں بقول ان کے محفل میلاد یا جشن میلاد منع اور ناجائز ثابت ہو جاتا ہے۔

اوّلاً: تو جمہور اُمت کے مقابلہ میں چند آراء ناقابل قبول ہیں۔

ثانیاً: ان کی توضیح درج ذیل ہے:

۱۔ علامہ ابن الحاج کی عبارت سے شک پیدا کیا جاتا ہے جبکہ ان کی عبارت کا درست مفہوم کیا ہے؟ اس سلسلے میں امام سیوطی لکھتے ہیں:

ابن الحاج کے مذکورہ بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے نفس میلاد پر تنقید نہیں کی بلکہ اس کے برعکس ان چیزوں کو غلط قرار دیا ہے جو حرام اور مکروہ ہیں' ان کا ابتدائی کلام اس بات پر صریح دلیل ہے' وہ کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ اس ماہ مبارک کو نیک اعمال' کثرت خیرات وصدقات کے ساتھ خاص کر دیا جائے' دیگر اجر وثواب کے امور بھی بجالانے چاہئیں اور یہی میلاد شریف منانے کا اصل طریقہ ہے' جسے انہوں نے پسند کیا ہے کیونکہ اس میں سوائے تلاوت قرآن اور دعوت کے اہتمام کے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تمام امور اجر وثواب اور نیکی وبھلائی کے کام ہیں۔ (الحاوی للفتاوی ص ۱۹۵، جلد ۱)

دیگر علماء نے بھی علامہ ابن الحاج کی تنقید کا یہی مطلب بیان کیا ہے اور ان کے دیگر اشکالات کے جوابات دیئے ہیں۔ تفصیل کیلئے الحاوی للفتاوی ص ۱۹۵، جلد ۱، سبل الہدیٰ والرشاد ص ۴۵۳، جلد ۱، شرح صحیح مسلم ص ۱۷۸، جلد ۳)

۲۔ علامہ فاکہانی کی عبارات بھی تردید میں پیش کی جاتی ہیں جبکہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے ان کی عبارات پیش کر کے خود ہی جوابات لکھ دیئے ہیں اور واضح کیا ہے کہ فاکہانی کا محفل میلاد کو بے دلیل بدعت قرار دینا غلط ہے' یہ کام خلاف شرع نہیں بلکہ شرعی اصولوں کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے مذموم نہیں' سراسر محمود و مستحسن اور پسندیدہ ہے۔ مزید ملاحظہ ہو! (الحاوی للفتاوی ص ۱۹۰، جلد ۱، سبل الہدیٰ ص ۴۵۳، جلد ۱)

۳۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی' شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے بھی دھوکہ دیا جاتا ہے جبکہ محشی مکتوبات مولانا نور احمد نقشبندی امرتسری علیہ الرحمۃ نے

مکتوبات کے حاشیہ پر ہی معرب مکتوبات علامہ محمد مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے۔ **اعلم انه قد مر المنع عن قرأة المولد مطلقاً**...... الخ۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ مکتوبات شریف میں متعدد مقامات پر مولودخوانی سے مطلقاً منع کا ذکر آیا ہے، لیکن حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کی منع سے مراد یہی خاص صورت (سماع وقوالی والی مراد) ہے جس کا یہاں (دفتر سوم مکتوب نمبر ۷۲ میں) ذکر کر دیا ہے، یہاں چونکہ ممانعت کی وجہ بیان کردی گئی ہے، اس لئے دوسرے مقامات پر مطلق منع کا ذکر کر دیا ہے، وہاں بھی منع سے یہی مخصوص صورت مراد ہے۔ لہٰذا وہابیوں (اللہ انہیں رسوا کرے) اور ان کے ہمنوا لوگوں کیلئے مکتوبات شریف میں اس امر کی کوئی سند نہیں کہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ بھی مولودخوانی کو ناجائز جانتے ہیں۔

✿ مجددی خاندان کے گل سر سبد حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف اور ذکر ولادت باسعادت کے وقت قیام کرنا مستحب ہے اور خاص اس مسئلہ میں ایک رسالہ (اثبات المولود والقیام) بھی تصنیف فرمایا جس میں تحقیق سے ثابت فرمایا ہے کہ حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کا مولودخوانی سے منع فرمانا صرف گانے اور سماع کی صورت میں ہے، ورنہ نہیں۔

(مقامات سعیدیہ ص ۱۲۵، مطبوعہ اکمل المطابع دہلی، از: شاہ محمد مظہر مجددی)

ملاحظہ ہو! مسلک امام ربانی ص ۱۳۴۔۱۳۵۔ از: علامہ محمد سعید احمد نقشبندی لاہوری

۴۔ منکرین فریب کاری کی انتہا کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتویٰ بھی نقل کر دیتے ہیں تاکہ آپ کے عقیدت مندوں سے کمال دھوکہ کیا جاسکے۔ حالانکہ اس فتوے کا سوال دیکھ لیا جائے اس میں ایسے جلسہ و محفل

میلاد شریف کے متعلق دریافت کیا گیا ہے جو کہ خلاف شرع' اسلامی تعلیمات کے برعکس اور ناجائز امور پر مشتمل ہو جبکہ آپ کا واضح مؤقف درج ذیل ہے: نبی ﷺ کی تعظیم سے ہے کہ حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولود شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑے ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی ﷺ کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علماء دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف ہوئیں تو ہمیں اس مسئلہ میں تطویل کلام کی اجازت نہیں۔

(اقامۃ القیامۃ ص ۱۸' ۱۷۔ نوری کتب خانہ لاہور)

جشن میلاد کا جواز منکرین کے گھر سے

عام طور پر ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیروکار، نجدی اور دیوبندی حضرات کی طرف سے میلاد شریف منانے اور محفل و جلسہ سجانے پر طرح طرح کے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوتی رہتی ہے۔ فضلائے نجد و دیوبند اسے بدعت، گمراہی، بے دینی حرام اور کفر و شرک قرار دینے سے بھی نہیں شرماتے اور یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ منانا محفل میلاد اور جلسہ ولادت کا اہتمام کرنا اہلسنت و جماعت کا طریقہ اور ان کی ایجاد و اختراع ہے۔ ہمارے پیش کردہ دلائل سے ان کا یہ افتراء و جھوٹ بے نقاب ہو جاتا ہے اور روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ ہمیشہ سے اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کی ولادت طیبہ کی خوشیاں مناتے ہوئے محفل میلاد، جلسہ، ولادت اور تقسیم تبرک کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔

لیکن سطور ذیل میں ہم منکرین جشن میلاد کے اکابرین، ہم مسلک اور ہم عقیدہ لوگوں کے عمل، فتاویٰ اور اعتراف سے اس حقیقت کو ثابت کر دینا چاہتے ہیں کہ انہوں نے محفل میلاد شریف کو تسلیم کیا اور اس میں نہ صرف شرکت ہی کی بلکہ اس کا اہتمام کیا، دعوت بھی دی، جلوس بھی نکالا اور اس میں شمولیت بھی کی...... جس سے ہر ذی شعور اور دانشمند یہ جان لے گا کہ مخالفین کا جشن میلاد اور محفل میلاد کو بدعت اور گمراہی قرار دینا محض تعصب، ضد، انانیت، "میں نہ مانوں" کا مظاہرہ اور اپنے مسلک کی روایتی بنیاد کو قائم رکھنا، اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ بنانے اور عوام الناس کے ساتھ دھوکہ وفریب کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔

ذیل میں ہم اولاً ان حضرات کی عبارات ذکر کریں گے جنہیں دیوبندی اور

نجدی دونوں حضرات تسلیم کرتے ہیں' بعدہٗ دیوبندی حضرات کی عبارات وحوالہ جات پیش ہوں گے اور آخر میں غیر مقلد نجدی' وہابی حضرات کے حوالہ جات نقل کر کے اپنے مؤقف کو ثابت کریں گے۔ وباللّٰہ التوفیق

اکابر نجد و دیوبند کا اعتراف:

نجدی اور دیوبندی حضرات کے اکابر کا اعتراف درج ذیل ہے۔

ابن تیمیہ:

دیوبندی وہابی حضرات کے شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم المعروف ابن تیمیہ نے لکھا ہے: **وکذالك ما یحدثه بعض الناس اما مضاهاة للنصاریٰ فی میلاد عیسیٰ علیه السلام' واما محبة للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم و تعظیما واللّٰه قد یثیبهم علی هذه المحبة والاجتهاد ......** (اقتضاء الصراط المستقیم جلد دوم، ص ۶۱۹، مکتبۃ الرشد الریاض' جلد دوم ص ۲۸۴، دوسرا نسخہ)

یعنی لوگوں نے (جو جشن میلاد النبی کا) عمل اپنا رکھا ہے وہ یا تو نصاریٰ کی دیکھا دیکھی ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم کی وجہ سے ہے۔ (اگر دوسری صورت ہے تو) اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس محبت اور جدوجہد پر میلاد منانے والوں کو ضرور ثواب عطا فرمائے گا۔

✿ دوسرے مقام پر لکھا ہے:

فتعظیم المولد اتخاذه موسما قد یفعله الناس ویکون له فیه اجر عظیم لحسن قصده و تعظیمه لرسول صلی اللّٰه علیه وسلم کما قدمته لك

(ایضاً: ص ۶۲۰، جلد ۲، ص ۲۹۷، جلد ۲)

یعنی میلاد شریف کا اہتمام اگر تعظیم نبوی کی بدولت ہے تو یہ عمل اپنانے والوں کیلئے اس میں اجر عظیم ہے۔ان کے اچھے ارادے اور تعظیم رسول ﷺ کی وجہ سے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔

نوٹ: یاد رہے بعض وہابی مترجمین نے یہ عبارتیں نکال دی ہیں۔

ابن قیم کی عبارت:

ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم نے لکھا ہے:

ولما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشرت بہ ثویبۃ ابالھب وکان مولاھا وقالت قدولد اللیلۃ لعبد اللہ ابن فاعتقھا ابولھب مسرورا بہ فلم یضع اللہ ذالک لہ و سقاہ بعد موتہ فی النقرۃ التی فی اصل ابھامہ۔ (تحفۃ المودود باحکام المولود ص ۱۹)

یعنی جب نبی کریم ﷺ کا میلاد شریف ہوا تو ثویبہ نے اس کی بشارت ابولہب کو دی جو اس کا مالک تھا اور کہا کہ رات عبد اللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ابولہب نے خوشی میں اسے آزاد کر دیا' اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل ضائع نہیں کیا اور موت کے بعد اس کے انگوٹھے سے اسے ایک خاص قسم کا پانی پلایا۔

جس سے واضح ہوتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ اگر کوئی کافر بھی منائے تو خالی نہیں جاتا' مسلمان کا تو معاملہ ہی جدا ہے اکابر محدثین نے اس واقعہ کو نقل کر کے یہی بیان فرمایا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

عبد اللہ بن محمد نجدی کی صراحت:

دیوبندی' وہابی پیشوا محمد بن عبد الوہاب نجدی کے سگے بیٹے عبد اللہ نجدی نے

امام ابن جزری کا یہ قول بغیر کسی جرح و تنقید و انکار کے نقل کر کے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ میلاد منانے والا بارگاہ خداوندی سے خالی نہیں جاتا' لکھا ہے:

فاذا کان ھذا ابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحة لیلة مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم به فما حال المسلم الموحد من اللہ ینشر مولده (مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۳، عربی لاہور، ص ۲۳، اردو، جہلم)

جب ابولہب جیسا کافر کہ جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا اس کا یہ حال ہے کہ اسے نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی منانے کی وجہ سے جزا دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ کو ماننے والے توحید پرست مسلمان کا درجہ کیا ہوگا جو آپ ﷺ کا میلاد شریف مناتا ہے۔

نجدی ترجمہ: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس عبارت کا وہ ترجمہ بھی پیش کر دیا جائے جو نجدی وہابی حضرات کے "شیخ الشیوخ حافظ محمد اسحاق مدنی صاحب" نے کیا ہے وہ لکھتے ہیں: جب ابولہب کافر کا (جس کی قرآن میں مذمت بیان کی گئی ہے) آپ ﷺ کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے یہ حال ہے تو آپ ﷺ کی اُمت کے اس موحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ ﷺ کی ولادت پر مسرور اور خوش ہے۔

نوٹ: جہلم کے محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور نے مختصر سیرۃ الرسول ﷺ کو دیدہ زیب "گنبد خضریٰ" کے نقشہ مبارکہ کے ٹائٹل سے شائع کیا ہے۔ مؤلف کا نام "الامام الشیخ عبداللہ بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب" لکھا ہے ہفت روزہ اہلحدیث لاہور نے ۳ جنوری ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں اور ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ۳۰ مئی ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں مترجم کو "مایۂ ناز بزرگ" مان کر کتاب کو خوب سراہا ہے۔

اسماعیل دہلوی کا بیان:

مولانا رشید الدین دہلوی نے اسماعیل دہلوی کو چودہ سوال لکھ کر ان کے جوابات کا مطالبہ کیا' ان میں تیرھواں سوال اعراب قرآن کے "بدعت" ہونے یا نہ ہونے کے متعلق تھا' جن کے جواب میں اسماعیل دہلوی نے بدعت کی تقسیم کرتے ہوئے اسے سیئہ اور حسنہ بتایا اور اعراب قرآن کریم کو بدعت حسنہ قرار دیتے ہوئے میلاد النبی ﷺ پر خوشی و مسرت کا اظہار کرنا بھی اچھے عمل کے زمرے میں بیان کیا ہے اور امام ابوشامہ کی درج ذیل عبارت نقل کی ہے کہ (ترجمہ) یعنی ہمارے زمانے میں یہ کتنا اچھا طریقہ جاری ہے کہ ہر سال میلاد النبی ﷺ کے دن صدقات' نیک اعمال اور نعمت کا اظہار اور خوشی منائی جاتی ہے۔ اس صورت میں محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک' جشن میلاد النبی ﷺ منانے والے کے دل میں آپ ﷺ کی تعظیم و مرتبت ہوتی ہے اور وہ آپ کی محبت کا مظاہرہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور مسلمانوں پر احسان فرمایا۔ (انوار ساطعہ ص ۱۴۳، الدر المنظم ص ۱۰۵)

سید احمد بریلوی:

اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد کا عمل بھی دیکھیں! لکھا ہے: حضور سید احمد صاحب جہاز میں سفر فرما رہے تھے کہ رات کے وقت سمندر کی حالت خطرناک ہوگئی۔ آخر جب رات خیریت سے گزر گئی اور صبح ہوئی اور جہاز خطرے کی جگہ سے نکل آیا تو جہاز کے کپتان نے اس کے شکریہ میں حلوہ تیار کر کے مجلس مولود شریف مرتب کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد اور مولود مسعود کے اس حلوے کو تقسیم کر دیا۔

(مخزن احمدی فارسی ص ۸۵)

اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے بہاء الحق قاسمی دیوبندی نے لکھا ہے:

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد مؤلف کتاب (سوانح احمدی) نے تقسیم حلوہ اور انعقاد مجلس مولود شریف کی سید احمد کی طرف سے مخالفت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اگر سید صاحب نے مخالفت کی ہوتی تو مؤلف کتاب اپنی افتادِ طبع کی وجہ سے اس کو ضرور نقل کرتے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۵ ذیقعد ۱۳۸۷ھ)

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجلس میلاد شریف اور اس کا اہتمام شرک' حرام' کفر یا بدعت ہوتا تو دیوبندیوں' نجدیوں کے بزرگ سید احمد اس کا انکار یا تردید ضرور کرتے' لیکن انہوں نے ایسا نہ کر کے اس کی تائید کر دی۔ اب مخالفین تسلیم کر لیں کہ اگر محفل میلاد کا پروگرام اور اس کا تبرک ناجائز ہے تو کیا ان کے یہ بزرگ ناجائز امور کے مرتکب اور حرام خوری کے عادی تھے۔

دیگر شخصیات کا معمول و مؤقف:

اگر یہاں پر ان تمام حضرات کو بھی شامل کر لیا جائے کہ جنہیں وہابی اور دیوبندی حضرات اپنے پیشوا' امام اور بزرگ تسلیم کرتے ہیں اور موقع ملے تو بلاشرکت غیرے انہیں اپنے ہی ہم عقیدہ' ہم مسلک باور کرانے سے بھی نہیں ہچکچاتے' تو مزید سونے پر سہاگے کا کام دے گا۔ مثلاً:

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ جنہوں نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے پر ایک بڑا وزنی استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہودی لوگ فرعون سے نجات والے دن کو مناتے ہیں اور اسے نعمت سمجھتے ہیں تو ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آمدی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ لہٰذا اسے منانا بھی درست ہے۔ (الحاوی للفتاوی جلد ۱، ص ۱۹۶)

۲۔ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ جنہوں نے کہا کہ ابولہب نے میلاد النبی ﷺ پر خوشی منائی تو اسے جزا مل گئی۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۷۳، جلد ۲)

۳۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو محفل میلاد میں حاضر ہوتے اور میلاد منانے والوں پر نزول انوار رحمت وانوار ملائکہ کے قائل تھے۔ (فیوض الحرمین ص ۸۰)

۴۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو ہر سال میلاد النبی ﷺ مناتے، لنگر تقسیم کرتے تھے۔ (الدر المنظم ص ۱۰۴)

۵۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو ہر سال میلاد شریف منانے اور اس میں قیام کرنے کو ذریعہ نجات یقین کرتے ہیں۔ (اخبار الاخیار ص ۲۶۴ حاشیہ)

آپ نے مسلمانوں کے ہمیشہ میلاد منانے کا بھی ذکر کیا ہے۔

(ما ثبت من السنہ ص ۶۰)

۶۔ شاہ عبدالرحیم ہر سال میلاد شریف پر لنگر تقسیم کرتے۔

(الدر الثمین ص ۴۰، انفاس العارفین ص ۷۶)

مشترکہ کاروائی:

دیوبندی مضمون نگار کوثر نیازی نے لکھا ہے: عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس امرتسر انجمن پارک سے نکلا جس کی تفصیل مراسلہ نگار محمد ابراہیم' ناظم آباد فیصل آباد نے یوں تحریر کی ہے کہ: حضور ﷺ کے یوم ولادت کو وسیع پیمانے پر منانے کی تجویز انہوں (داؤد غزنوی) نے ہی پیش کی تھی۔ مولانا غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن "احیائے یوم ولادت سرور عالم ﷺ" تھا' مباہلہ صاحب نے بارہ ربیع الاوّل کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا

عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں ''سیرت پاک'' کے جلسے منعقد کئے جائیں تا کہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ ہو جائیں۔ چندہ کی رسید بک بنک کے چیک کے طریقے پر' ان خوبصورت رسید پر لکھا تھا برائے جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم' (روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۸۲ء)

نوٹ: ۱۹۷۷ء کے قومی اتحاد میں دیوبندی اور وہابی مولویوں نے جماعتی طور پر' پورے اہتمام کے ساتھ ۱۲ ربیع الاوّل کو جلسہ وجلوس نکالنے کی اپیل کی تھی اور خود بھی سالہا سال جلسہ ہائے میلاد وجلوس کے اہتمام میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ اخبارات گواہ ہیں۔

اکابرین دیوبند کے معمولات وحوالہ جات:

سطور ذیل میں صنادید دیوبند کی وہ عبارات' اقوال' معمولات' فتاویٰ جات ملاحظہ ہوں جن سے میلاد شریف کی خوشی میں جشن منانا' محفل سجانا' جلوس نکالنا اور قیام و سلام کا اہتمام کرنا ثابت ہوتا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

فضلائے دیوبند کے مشترک ومسلّم پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا مؤقف ملاحظہ ہو! لکھتے ہیں:

مولود شریف: اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر بذات خود دنیا وآخرت کی خیر وبرکت کا باعث ہے۔ گفتگو تو اس بات پر ہے کہ لوگ اس کی تاریخ مقرر کریں یا اس کا ایک طریقہ مخصوص کریں یا مختلف قسم کے قیود لگائیں جن میں سب سے نمایاں قیام ہے...... اکثر علماء اجازت دیتے ہیں'

اس وجہ سے کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے ذکر میں بہرحال فضیلت ہے...... پس اگر کوئی شخص میلاد میں اس قسم کی مخصوص کی ہوئی باتیں (تاریخ، قیام وغیرہ) محض اس کو اختیاری سمجھتا ہے اور بذات خود عبادت نہیں سمجھتا بلکہ صرف مصلحت سے ان پر عمل کرتا ہے البتہ اپنے اس مقصد کو جس کیلئے یہ سب کچھ کرتا ہے (یعنی حضور سرور کائنات ﷺ کے ذکر کے احترام کو) ضرور عبادت جانتا ہے تو یہ بدعت نہیں ہے...... رسول اکرم ﷺ کے ذکر کی تعظیم کسی وقت بھی ایک اچھا فعل سمجھتا ہے لیکن کسی خاص مصلحت سے خاص طور پر ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیتا ہے...... اور کسی مصلحت سے وہ ۱۲ ربیع الاوّل مقرر کر لیتا ہے تو ان باتوں میں بھی کوئی برائی نہیں ہے...... اسی طرح اگر کوئی شخص مولود شریف کی خاص شکل کو اپنے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کی سند سے بعض خاص برکات کا حامل سمجھتا ہے اور انہی معنوں میں قیام کو ضروری سمجھتا ہے کہ یہ خاص اثر قیام کے بغیر حاصل نہ ہوگا تو یہ بات بدعت نہیں ہو سکتی...... فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸ تا ۱۵، کلیات امدادیہ ص ۸۷)

مزید لکھتے ہیں: مولود شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہیں اور قیام کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

(شمائم امدادیہ ص ۴۷، ونحوہ فی امداد المشتاق ص ۸۸، ۵۰)

مزید لکھتے ہیں: ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم

علماء جواز کی طرف بھی گئے، جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزبان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

(شمائم امدادیہ ص ۵۰)

مزید لکھتے ہیں: ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیما قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیاں (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص ۶۷)

اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی اپنے پیر کی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے: حضرت حاجی صاحب کی تحریر میں ضرور لکھا دیکھا ہے کہ مجھ کو قیام میں لذت آتی ہے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۳۱)

جس سے مزید واضح ہو جاتا ہے کہ حاجی امداد اللہ واقعی میلاد شریف منانے اور اس میں قیام کرنے کے حامی وعامل تھے۔

حاصل کلام:

دیوبندیوں کے مرکزی بزرگ حاجی امداد اللہ صاحب کی ان عبارات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے کہ:

- اگر تاریخ مقرر کر کے میلاد شریف کا پروگرام منعقد کیا جائے اور آخر میں سلام پیش کرنے کیلئے کھڑا ہو جائے تو ایسا عمل بالکل جائز ہے۔

- محفل میلاد کیلئے کسی دن اور وقت کو خاص نہیں سمجھتا لیکن اگر کسی مصلحت مثلاً ۱۲ ربیع الاوّل شریف چونکہ یوم میلاد ہے' جس میں کئی برکات ہیں اس وجہ سے وہ ۱۲ ربیع الاوّل کو مقرر کر لیتا ہے تو اس میں شرعی طور پر کوئی برائی و غلطی نہیں ہے۔
- اگر کوئی شخص میلاد شریف کیلئے اپنے تجربے یا کسی صاحب بصیرت بزرگ کے عمل سے ایک خاص شکل کو برکات کا باعث سمجھ کر منعقد کرتا ہے تو یہ بدعت نہیں ہو سکتا۔
- محفل میلاد شریف میں شرکت کرنا' اسے برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرنا درست ہے بلکہ محفل پاک میں قیام سے باطنی لطف و سرور بھی ملتا ہے۔
- حرمین شریفین کے تمام مسلمان میلاد شریف مناتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ کا ذکر پاک ہر حال میں عبادت اور خیر و برکت کا باعث ہے' یہ کسی صورت بھی برا نہیں ہو سکتا' خواہ محفل میلاد کی صورت میں ہو یا کسی اور انداز میں۔
- دیو بندی علماء میلاد شریف کے متعلق بہت جھگڑتے ہیں' حالانکہ علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے جب جواز کی صورت موجود ہے تو دیو بندیوں کا اتنا تشدد باطل ہے۔
- اگر محفل میلاد میں یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ اب پیدا ہوئے ہیں تو غلط ہے ہاں اگر اس خیال کے بغیر صرف یہ نظریہ ہو کہ آپ کیلئے تشریف لانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تو واقعتاً آپ ذکر کی محفل میں تشریف فرما ہو بھی سکتے ہیں۔
- محفل میلاد شریف اور اس میں قیام سے منع کرنا خیر کثیر یعنی بہت بڑی بھلائی اور خیر و برکت سے باز رکھنا ہے۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے کیونکہ میلاد شریف کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے اس میں کوئی خرابی نہیں بلکہ برکت ہی برکت ہے۔

رشید احمد گنگوہی کی اجازت:

دیوبندی گروہ میں رشید احمد گنگوہی وہ شخص ہیں جو میلاد شریف کے متعلق تعصب' تشدد اور غلو کی آخری حدوں کو چھو جاتے ہیں' وہ میلاد شریف کی کسی صورت کے بھی حق میں ہونے کیلئے یہ عموماً تیار نہیں' یہی وجہ ہے کہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کانپور میں قیام کے دوران میلاد شریف کی مجالس میں انہیں جائز سمجھ کر شریک ہوئے اور جب گنگوہی دیوبندی کو معلوم ہوا تو آگ بگولہ ہو گئے' سخت ناراضگی کا مظاہرہ کیا' تھانوی جی نے دوٹوک لکھ بھیجا کہ ''اگر کسی دلیل صحیح وصریح سے مجھ کو ثابت ہو جاتا کہ اس کی شرکت موجب ناراضگی اللہ ورسول کی ہے تو لاکھ ضرورتیں بھی ہوتیں سب پر خاک ڈالتا''۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۸، جلد ۱)

اس کے جواب میں گنگوہی جی نے چار خط جواباً لکھے لیکن ان میں کوئی بھی صریح صحیح دلیل از قرآن وسنت وغیرہ پیش نہ کر سکے کہ قرآن وحدیث میں کس جگہ اسے بدعت' حرام یا شرک لکھا ہے' محض ذاتی اجتہاد وقیاس فاسد سے میلاد شریف پر برستے رہے اور تھانوی جی کو کوستے رہے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد ۱ ص ۱۱۵ تا ۱۳۶)

ایسے ہی اپنے متضاد ومتعارض وفتاوئی کے بعد دل کا غبار یوں نکالا کہ ''انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے''۔

(فتاوئی رشیدیہ کامل ص ۲۷۲)

یعنی کسی بھی انداز' کیفیت' ہیئت' طریقہ' حالت اور کسی بھی صورت میں مجلس میلاد شریف منعقد کی جائے' ہر حال میں ناجائز ہے۔

یہ فتوئی بھی غلط' شریعت میں من مانی اور خدا ورسول سے آگے بڑھنا ہے اور

دلیل بھی مضحکہ خیز دی کیونکہ دیوبندی اپنے سالانہ ماہانہ ہفتہ وار اور روزانہ کے ''امور مندوبہ'' کیلئے تداعی کرتے ہیں دعوت دیتے ہیں۔ وہاں یہ فتویٰ کیوں نہیں لاگو ہوتا؟ اسے فطرت کی تعزیر ہی جانئے کہ جس شخص کے نزدیک ''مجلس مولود'' ہر حال میں ناجائز ہے آج ہم اسی آدمی سے اس کا ثبوت اور وہ بھی دعوت و تداعی کے ساتھ ثابت کر دکھاتے ہیں۔ لیجئے!...... ملاحظہ کیجئے!...... کسی ''دیوانے'' کو گنگوہی صاحب کی چالاکیوں اور فریب کاریوں کا علم ہو گیا کہ ایک طرف وہ مجلس میلاد کو ہر حال میں ناجائز کہتے ہیں اور دوسری طرف جب گرفت ہو تو کہہ اُٹھتے ہیں کہ ہم نفس ذکر ولادت کے منکر نہیں تو ان کا ہر راستہ بند کرنے کیلئے ان سے کہلا بھیجا کہ اچھا ذرا اپنے مؤقف کے مطابق جو محفل میلاد جائز ہے کر کے دکھا دیجئے۔ انہوں نے جب عمل کر کے دکھایا تو صاف صاف وہی طریقہ ثابت ہو گیا جسے ہر حال میں ناجائز کہہ چکے تھے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو ان کے سیرت نگار عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے:

''ایک دن مولانا محمد حسن صاحب مراد آبادی نے دریافت کیا کہ حضرت کیا ذکر ولادت رسول مقبول ﷺ بلا رعایت بدعات مروجہ کتاب میں دیکھ کر بیان کر دینا جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا کیا حرج ہے؟ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ پیرزادے سلطان جہاں نے کہلا بھیجا کہ وہ مولود جو جائز ہے پڑھ کر دکھلا دیجئے میں نے کہلا بھیجا کہ یہاں مسجد میں چلے آؤ مگر انہوں نے غور کیا کہ عورتیں بھی سننے کی مشتاق ہیں اس لئے مکان میں ہو تو مناسب ہے میں نے مولوی خلیل احمد کو تاریخ حبیب اللہ مصنفہ مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم دے کر کہا کہ تم ہی جا کر پڑھ دو وہ تشریف لے گئے تو وہاں دری بچھی ہوئی تھی صاحب مکان نے کہا کہ اگر یہ بھی ممنوع ہو تو اس کو بھی اُٹھا دوں۔ مولوی صاحب

نے کہا ''نہیں'' آخر مولود شروع ہوا پہلے آیۃ کریمہ لقد جاء کم رسول الخ کا بیان فرمایا اور حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وافعال بیان کئے پھر بدعات مروجہ کا بیان فرمایا اور متصوفین زمانہ کی خوب قلعی کھولی اس کے بعد تاریخ حبیب اللہ سے واقعات ولادت وغیرہ بیان کر کے ختم کر دیا۔ (تذکرۃ الرشید ص ۲۸۴، جلد ۱)

انصاف پسند حضرات اس عبارت کو ایک بار پھر بغور ملاحظہ فرمالیں اور اپنے ضمیر سے فیصلہ طلب کریں کہ اس گنگوہی فرمان واجازت نامہ سے دوٹوک ثابت نہیں ہو جاتا کہ

✿ محفل میلاد شریف مسجد میں بھی جائز ہے اور گھر میں بھی۔

✿ محفل میلاد کیلئے دعوت دینا بھی جائز ہے کیونکہ ''پیرزادے'' نے گنگوہی جی کو مجلس میلاد کیلئے گھر میں دعوت دی اور گنگوہی دیوبندی نے انہیں مسجد میں آنے کی دعوت دی۔

✿ مجلس کیلئے بیٹھنے کا انتظام کرتے ہوئے دری وغیرہ بچھانا بھی جائز ہے۔

✿ پردہ میں رہ کر عورتوں کا جمع ہو کر ذکر میلاد شریف سننے کیلئے محفل شریف میں شریک ہونا بھی درست ہے۔

✿ یہ محفل صرف ایک آدھ آدمی کیلئے نہ تھی بلکہ کثیر افراد پر مشتمل تھی جیسا کہ اس عبارت کے بعد لکھا ہے ''لوگوں کے حق میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں، بہت سوں کے دلوں سے یہ بات نکل گئی''۔ (ایضاً)

جس سے ظاہر ہے کہ ان بہت سے لوگوں کو دعوت دے کر بلایا گیا تھا جس سے گنگوہی جی کے اس کلیہ کہ ''امر مندوب کے واسطے تداعی منع ہے'' کا بھی خود بخود تیاپانچا ہو جاتا ہے

○...... مجلس میلاد میں واقعات میلاد اور بزرگوں کے اقوال وافعال بھی بیان کرنا صحیح ہے۔

اہلسنت کے مجالس کا نقشہ:

بفضلہٖ تعالیٰ اہلسنت و جماعت کی مجالس میلاد شریف کا نقشہ بھی یہی ہوتا ہے کہ کوئی عالم آیت قرآنی پڑھ کر بیان کا آغاز کرتا ہے' اولیائے کرام کے اقوال و افعال کا ذکر ہوتا ہے' بات بات پر بدعت بدعت کی رٹ لگانے والوں کی خوب قلعی کھولتے ہوئے ان کی خود ساختہ بدعات کی حقیقت بیان ہوتی ہے' عشق رسالت اور محبت نبوت کا ایمان افروز وعظ ہوتا ہے' گستاخان رسول سے احتراز کرنے کی تلقین ہوتی ہے' کتب حدیث وسیرت سے واقعات میلاد شریف کو سنا دیا جاتا ہے اور آخر میں بارگاہ رسالت مآب میں ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کر کے محفل و جلسہ ختم کر دیا جاتا ہے...... اب اگر دیوبندی طبقہ میں ذرہ بھر بھی انصاف' دیانت اور تسلیم کا جذبہ موجود ہے تو مذکورہ دیوبندی محفل اور سنی محفل میلاد شریف میں وجہ فرق بیان کرے' اگر ہماری محافل بدعت' مکروہ' حرام اور کفر و شرک ہیں تو ان کے ''قطب'' اور ''امام رشید گنگوہی'' کس طرح اس کفر و شرک سے بچ سکتے ہیں۔

اپنی محفل کو برداشت کر لینے والوں کو سنی محافل سے کیوں جلن ہوتی ہے؟ کیا ان کے ہاں دوہرا اسلام ہے' اپنے لئے اور عاشقان رسول کیلئے اور؟ جب ''ہر حال میں مجلس میلاد نا جائز ہے'' تو ''پیرزادے'' کے کہنے پر وہ کس طرح جائز ہو گئی؟ کیا دیوبندی اکابر کے فتووں کا یہی حال ہے؟ ایک تھانوی جی کو کسی صورت بھی محفل میلاد میں شرکت کرنے کی اجازت نہیں خواہ وہ منکرات سے خالی ہی کیوں نہ ہو۔ ملاحظہ ہو!

(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۵، جلد ۱)

اور دوسری طرف محمد حسن مراد آبادی کو فتویٰ دیا جا رہا ہے کہ اس میں کیا حرج

ہے؟اور محض ''پیرزادے'' کے ہاتھ سے نکل جانے کے ڈر سے مسجد میں بھی محفل میلاد جائز بلکہ خود دعوت دینے لگے' اس کے نہ آنے پر خلیل انبیٹھوی کو اس کے گھر کثیر اجتماع میں شرکت کی اجازت مرحمت فرما رہے ہیں جس سے واضح ہے کہ دیوبندی فتوے حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور موقع کی مناسبت سے حرام اور شرک بھی حلال اور توحید بن جاتا ہے اور اس پر عمل ہونے لگتا ہے۔ گویا:

ع...... جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اشرف علی تھانوی کی صراحت:

اب آیئے دیوبندی اُمت کے حکیم اشرف علی تھانوی دیوبندی کی طرف جو کانپور میں سالانہ محفل میں حاضری دیتے رہے بلکہ وعظ و تقریر بھی کرتے رہے ہیں جب گنگوہی جی نے انہیں اس عمل سے روکا تو تھانوی جی نے اس منع کرنے پر صریح دلیل کا مطالبہ کیا' جسے وہ آخر دم تک پورا نہ کر سکے' لیکن تھانوی دیوبندی' گنگوہی میاں سے مرعوب ہو کر بلکہ کہہ لیجئے کہ جان چھڑانے کیلئے شرکت نہ کرنے کا وعدہ تو کر لیا لیکن گنگوہی کے بار بار کوسنے پر بھی اسے ناجائز' حرام یا کفر و شرک قرار نہیں دیا بلکہ جگہ جگہ لکھا کہ

الحمد للہ مجھ کو نہ غلو و افراط ہے نہ اس کو موجب قربت سمجھتا ہوں مگر توسع کسی قدر ضرور ہے (محفل میلاد کے متعلق گنجائش و اجازت سمجھتا ہوں) اور منشا اس توسع کا حضرت قبلہ و کعبہ کا قول و فعل ہے مگر اس کو حجت شرعیہ نہیں سمجھتا بلکہ بعد ارشاد اعلیٰ حضرت کے خود بھی میں نے جہاں تک غور کیا اپنے فہم ناقص کے موافق یوں سمجھ میں آیا کہ اصل عمل تو محل کلام نہیں ہے البتہ تقییدات و تخصیصات بلاشبہ محدث ہیں سو اس کی نسبت یوں خیال میں آیا کہ ان تخصیصات کو اگر قربت و عبادت مقصودہ سمجھا جاوے تو بلاشک بدعت

ہیں اور اگر محض امور عادیہ مبنی بر مصالح سمجھا جاوے تو بدعت نہیں بلکہ مباح ہیں۔

(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۶، جلد ۱)

یعنی ایک تو حاجی امداد اللہ صاحب کے موقف کے مطابق محفل میلاد کو جائز سمجھتا ہوں اور دوسرے اپنی تحقیق کے مطابق یہ درست ہے کیونکہ اصل عمل کے متعلق کوئی شرعی اعتراض نہیں البتہ تخصیصات یعنی دن اور وقت مقرر کرنا یہ لازمی وضروری خیال نہ کرے بلکہ مصلحت وسہولت کیلئے ہوں تو بدعت نہیں۔

پھر لکھا: جس جگہ میرا قیام ہے وہاں ان مجالس کی کثرت تھی اور بے شک ان لوگوں کو غلو بھی تھا چنانچہ ابتدائی حالت میں اس انکار پر میرے ساتھ بھی لوگوں نے مخالفت کی مگر میں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی تین چار ماہ گزرے تھے کہ حجاز کا اول سفر ہوا تو حضرت قبلہ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ اس قدر تشدد وانکار مناسب نہیں ہے جہاں ہوتا ہو انکار نہ کرو جہاں نہ ہوتا ہو ایجاد نہ کرو اور اس کے بعد جب میں ہند کو واپس آیا تو طلب کرنے پر شریک ہونے لگا۔ (ایضاً ص ۱۱۷)

گویا شروع شروع میں تھانوی دیوبندی بھی محفل میلاد کا سختی سے انکار کرتے رہے لیکن بقول ان کے حاجی امداد اللہ صاحب نے ایک درمیانی راہ بتائی کہ اگر بڑا ہی انکار کا شوق ہے تو جہاں ہوتا ہو وہاں انکار نہ کرو اور جہاں جاری نہیں وہاں شروع نہ کرو لیکن اسے بدعت وحرام وغیرہ نہ کہو تو تھانوی صاحب بعد از تحقیق محافل میلاد میں بلانے پر خوشی خوشی شریک ہونے لگے۔

پھر لکھتے ہیں: بہر حال وہاں بدوں شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی تھی کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے...... اس

ضرورت سے بھی شرکت اختیار کی ...... اگر کسی دلیل صحیح وصریح سے مجھ کو ثابت ہو جاتا کہ اس کی شرکت موجب ناراضی اللہ ورسول کی ہے تو لاکھ ضرورتیں بھی ہوتیں سب پر خاک ڈالتا۔ (ایضاً ص ۱۱۸)

یعنی اگر میں محفل میلاد میں شریک نہ ہوتا تو مجھے مدرسہ سے تنخواہ نہیں مل سکتی تھی اس ضرورت کے پیش نظر بھی شرکت کرتا تھا اور چونکہ میرے نزدیک کسی صحیح وصریح دلیل سے یہ ثابت نہیں ہے کہ محفل میلاد میں شرکت کرنا اللہ ورسول کی ناراضگی کا باعث ہے اس لئے بھی شریک ہوتا ہوں۔

پھر لکھتے ہیں: اگر یہ شرکت بالکل اللہ ورسول کی رضا کے خلاف ہے تو حضرت قبلہ کے صریح وارشاد کی کیا تاویل کی جاوے بلکہ اہل علم کے اعتقاد و تعظیم و تعلق وارادت سے عوام کا ایہام ہے اس سے ہنڈ پھر کر یہی اطمینان ہوتا ہے کہ شرعاً گنجائش ضرور ہے۔ (ص ۱۱۸)

یعنی حاجی امداد اللہ اور دیگر اہل علم کے اس کی حمایت کرنے سے دل کو اطمینان اور تسلی ہو جاتی ہے کہ شرعی طور پر محفل میلاد کی گنجائش واجازت ہے، ورنہ وہ اس کی حمایت نہ کرتے۔

پھر لکھا: (لوگ) آکر فضائل وشمائل نبویہ اور اس ضمن میں عقائد ومسائل شرعیہ سن لیتے ہیں اس ذریعہ سے میرے مشاہدہ میں بہت لوگ راہ حق پر آگئے ہیں ...... سو جواز کیلئے یہ بھی کافی معلوم ہوتا ہے۔ (ص ۱۲۵)

یعنی محفل میلاد میں نبی کریم ﷺ کے فضائل وکمالات کے علاوہ سامعین عقائد ومسائل سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں جس وجہ سے کئی لوگ راہ راست پر آجاتے ہیں یہ بھی محفل کے جائز ہونے کیلئے کافی ہے۔

پھر لکھا: (مشائخ وصاحبان علم کا) ایک جم غفیر اس کے جواز کی طرف گئے ہیں۔

(ص ۱۲۶)

پھر لکھا: اس موقع پر ہر قسم کے لوگ مواعظ بھی سن لیتے ہیں منکرات کی بھی اصلاح اس طرح سے سہل ہے شریک ہو جاتا تھا مگر جب ہی تک کہ اس کو جائز سمجھا جاوے۔

(ص ۱۳۰)

پھر لکھا: جب مطلق کو عبادت سمجھا اور قید کو بناء علی مصلحۃ ما عادت سمجھا جاوے تو فی نفسہ اس میں قبح نہ ہوگا۔ (ص ۱۳۰)

یعنی جب محفل میلاد کو عبادت اور دن اور وقت کا تعین سہولت کیلئے ہو تو کوئی برائی نہیں۔

یہ آخری عبارت اشرف علی تھانوی دیوبندی کے گنگوہی دیوبندی کو لکھے گئے آخری سے پہلے خط کی ہے، جس میں انہوں نے اپنا موقف واضح کر دیا کہ محفل میلاد میں شرکت کو برا تسلیم نہیں کیا' لیکن جب گنگوہی کا آخری خط ملا اور تھانوی صاحب کو جلی کٹی سنائی گئی تو اس کے باوجود انہوں نے محفل میلاد کو حرام و بدعت نہیں کہا صرف پیچھا چھڑانے کیلئے شرکت نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

بعض دیوبندی لکھتے ہیں: اس وقت تک آنخضرت (تھانوی صاحب) کی رائے میں وسعت تھی اور وہ عقد مجلس میلاد کو اس وقت تک حد جواز میں سمجھتے تھے ...... جب کماحقہ' مسئلہ کا انکشاف ہو گیا تو اپنی پہلی رائے سے رجوع فرما لیا۔

(سیف یمانی ص ۳۰، ۳۱ وغیرہ)

جبکہ یہ سراسر "مدعی سست گواہ چست" والا معاملہ ہے اور بے جا وکالت' کیونکہ

تھانوی دیوبندی نے شرکت نہ کرنے کا کہا تھا مجلس میلاد کو حرام کفر وغیرہ قرار نہیں دیا۔

لیجئے ہم آپ کو بقول آپ کے اس ''رجوع'' کے بعد کی تحریریں دکھائے دیتے ہیں۔

۱۔ تھانوی صاحب ۱۳۱۴ھ کی مراسلت کے انیس (۱۹) سال بعد ۲۸ ربیع الاوّل ۱۳۳۳ھ کو جامع مسجد تھانہ بھون میں ۱۵۰ افراد کی محفل میں ۲ گھنٹہ ۳۳ منٹ ''النور'' کے عنوان سے جو وعظ فرمایا (مواعظ میلاد النبی ص ۱۵۵) اس میں اپنی وسعت رائے کو کھلے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں:

- ''میں کھڑے ہونے کی فی نفسہ منع نہیں کرتا'' (مواعظ میلاد النبی ص ۱۲۴)
- ''غرض ہم نفس قیام کو منع نہیں کرتے''۔ (ص ۱۲۶)
- میں توسع کر کے کہتا ہوں۔ (ص ۱۲۷)

یہاں محفل میلاد میں کھڑے ہونے کو منع کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔

۲۔ اکتیس (۳۱) سال بعد ۳ صفر ۱۳۴۵ھ بعد نماز جمعہ مسجد خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں کرسی پر بیٹھ کر ۱۰۰ کے قریب حاضرین میں جو ۳ گھنٹہ ۴۵ منٹ وعظ کیا۔ ملاحظہ ہو!

(مواعظ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۵۳)

اس میں فرماتے ہیں:

- اسی طرح ماہ ربیع الاوّل میں گو ہر طرف مجلس مولود کو دیکھ کر ہمارے دل میں گدگدی اُٹھتی ہے اور تحریک و تقاضا پیدا ہوتا ہے مگر عوام کے غلو فی المنکرات کی وجہ سے ہم اس ماہ میں خاص تاریخوں میں یہ ذکر نہیں کر سکتے۔ (ایضاً: ص ۱۷۷)

گویا صرف عوام کا ڈر ہے ورنہ شرعاً کوئی ممانعت نہیں اور ماہ ربیع الاوّل کی خاص تاریخوں میں محفل میلاد نہیں کر سکتے لیکن عام میں کر سکتے ہیں۔

✿ پس اگر سارا ذکر مولد قیام ہی سے کرو اور سامعین بھی سارا ذکر کھڑے ہو کر سنیں تو ہم اس قیام سے کبھی منع نہیں کریں گے۔ (ص ۱۷۸)

گویا بیٹھ کر ذکر میلاد کی طرح کھڑے ہو کر بھی محفل میلاد جائز ہے۔

✿ میں نے ایک دفعہ کانپور میں کہا تھا کہ ہم میں اور اہل قیام میں اختلاف ہے۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ تم قیام کو واجب سمجھتے ہو اور وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور وہ ہم کو کہتے ہیں کہ تم حرام سمجھتے ہو اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں تو اچھا اس کا ایک امتحان ہے کہ آج سے ہم تمہارے قیام والے مولد میں شرکت کریں گے اور تم ہمارے عدم قیام والے مولد میں شرکت کیا کرو۔ اگر دونوں سے شرکت ہو گئی تو دونوں کا گمان غلط اور اگر ایک طرف سے شرکت ہو گئی اور دوسری طرف سے نہ ہوئی تو شرکت نہ کرنے والے کا گمان غلط مگر میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ ہم تو شرکت کریں گے' ان سے نہ ہو سکے گی جس سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ قیام کو ضروری سمجھتے ہیں ہم حرام نہیں سمجھتے۔

(مواعظ میلاد النبی ص ۱۸۴)

واضح ہو چکا ہے کہ تھانوی دیوبندی کا کانپور والا مؤقف اس کے بعد تک بھی قائم رہا۔ آج بھی وہ محفل میلاد میں شرکت کا جذبہ رکھتے ہیں اور خوشی خوشی ان میں شریک ہونے کا پورا ارادہ رکھتے ہیں' کانپور میں گنگوہی جی کو خط شرکت نہ کرنے کا لکھنا محض الوقتی اور جان خلاصی کیلئے تھا۔ باقی تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ سنی حضرات دیوبندیوں کی مجلس میلاد میں شریک نہ ہوں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے' اگر وہ آج ہی اپنے گستاخانہ عقائد سے توبہ کر لیں تو ہمیں جب بھی دعوت دیں گے' محفل میلاد میں شرکت کیلئے تیار پائیں گے۔ ہماری طرف سے قیام کی کوئی شرط نہیں ہے۔

✿ اگر سب کے اعتقاد درست ہو جائیں تو ہم بھی کبھی کبھی قیام کرنے لگیں۔ اس میں جس طرح اہل قیام کی زیادتی ہے تھوڑی سی زیادتی تارکین کی بھی ہے۔ وہ یہ کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو جس شخص کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مولد کرتا یا قیام کرتا ہے تو فوراً اس سے بدظن ہو جاتے ہیں اور اس کو فاسق سمجھنے لگتے ہیں...... ہم کو یہ چاہیئے تھا کہ...... اس سے کہیں کہ بھائی تم مولد و قیام کرتے رہو مگر اعتقاد یہ رکھو کہ یہ تخصیصات واجب نہیں ہیں۔ (مواعظ میلاد النبی ص ۱۸۴)

مقام شکر ہے کہ دیوبندی حکیم الامت نے اپنی جماعت کی نبض شناسی کرتے ہوئے ان کے مرض کو جان اور مان لیا ہے کہ وہ میلاد شریف کرنے والوں سے فوراً بدظن ہو کر انہیں فاسق، بدعتی اور مشرک جیسے ظالمانہ فتووں سے نوازتے ہیں۔ باقی جہاں تک معاملہ قیام" کا ہے اس کے متعلق وہ خود لکھ چکے ہیں کہ ہم ان کو کہتے ہیں کہ "تم قیام کو واجب سمجھتے ہو اور وہ اس کا انکار کرتے ہیں"۔ (ص ۱۸۳)

جس سے واضح ہے کہ دیوبندی غلو کا شکار ہیں، سنی نہیں

✿ اگر کوئی شخص محض تخصیص عملی میں مبتلا ہو اور اس کا اعتقاد درست ہو اس سے نہ الجھنا چاہیئے...... اگر ہماری جماعت اس طریقہ کو اختیار کرے تو زیادہ فساد نہ ہو۔

(ص ۱۸۵)

الحمد للہ اہلسنت کے ہاں محض تخصیص عملی ہے ہم اسے واجب نہیں سمجھتے، دیوبندیوں کا پھر بھی فتوے جڑنا بقول تھانوی صاحب فتنہ و فساد کا موجب ہے جس سے واضح ہے کہ دیوبندی فسادی ہیں۔

✿ اہل مولد کو مطلقاً برا سمجھنا اچھا نہیں بلکہ ان میں تفصیل کرنا چاہیئے یہ نہیں کہ

اپنے کوتو مخمل سمجھواور دوسروں کو مہمل سمجھو۔(ص ۱۸۶)

یعنی اگر کوئی قیام وغیرہ کو واجب سمجھے تو اسے سمجھانا چاہیئے نہ کہ محفل میلاد کرنے والے تمام عشاقان رسول کو موردِ طعن ٹھہرانا چاہیئے!...... جبکہ دیوبندیوں کا طریقہ مفسدانہ اور باغیانہ ہے۔ وہ خود کو مخمل سمجھتے ہیں اور دوسروں کو مہمل (بے کار) خدا انہیں ہدایت دے۔

✿ پس اہل مولد اگر ایسا ہی کریں کہ ان قیود وتخصیصات کا التزام نہ کیا کریں اور ذکر ولادت کے بھی پابند نہ ہوں بلکہ کبھی احکام کبھی معجزات کا بھی ذکر کیا کریں تو اچھا ہے۔(ص ۱۹۱۔۱۹۲)

یعنی اگر محفل میلاد شریف میں ''ذکر ولادت'' کو لازم نہ سمجھا جائے اور کبھی احکام ومعجزات کا بھی بیان کیا جائے تو ایسی محفل اچھی اور پسندیدہ ہے۔

تنبیہ: یادرہے کہ تھانوی صاحب کے نزدیک اگر کسی عمل کو لازم نہ سمجھا جائے لیکن اس پر ہمیشہ عمل کرلیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔(مواعظ میلاد النبی ص ۲۲۲)

✿ میں اپنے دوستوں کو ایک مشورہ دیتا ہوں کہ اگر اتفاق سے وہ کسی ایسے مولد میں پھنس جائیں جہاں قیام ہوتا ہو تو یہ اس مجلس کی مخالفت نہ کریں بلکہ قیام کرلیں کیونکہ ایسے مجمعے میں ایک دو کا قیام نہ کرنا موجب فساد ہے۔(ص ۱۹۲)

یعنی محفل میلاد شریف میں شرکت ضرور کریں اگر قیام کو واجب سمجھا جائے تو اس محفل میں اسے ترک کرنا بھی فساد کا باعث ہے۔ دیوبندیوں کو وہاں بھی قیام ضرور کرنا چاہیئے۔

۳۔ کانپور کی مراسلت ۔کے تیئس (۲۳) سال بعد جامع مسجد کانپور میں ۱۵۰۰

فراد کے مجمع میں بیٹھ کر جو گھنٹہ وعظ کیا اس میں کہتے ہیں: ''میلاد میں کبھی قیام کریں کبھی نہ کریں۔ اگر ایسا ہو تو کیا حرج ہے۔ صاحب اگر پھر کوئی تم پر اعتراض کرے تب ہی کہیے۔ (ص ۳۷۶)

جس قیام کو دیوبندی حکیم الامت نے اس قدر وجہ نزاع اور نا قابل برداشت بنا ڈالا تھا۔ اب قریب تر آ گئے ہیں بلکہ واجب نہ سمجھ کر ہمیشہ کرنے کی اجازت بھی دے رکھی ہے۔ یہی وہ قیام ہے جو ان کے پیر و مرشد ہر سال کرتے اور لطف حاصل کرتے تھے۔ گو آج عوامی مجالس میلاد میں اس کا کوئی معمول نہیں ہے لیکن پھر بھی غنیمت ہے کہ انہوں نے بالآخر اسے اپنانے کی بھی رخصت دے دی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ قیام اور دیگر قیود کو لازم نہ سمجھنے والوں پر تا حال دیوبندیوں کو وہی اعتراض ہے' آج بھی وہ انہیں بدعتی' فاسق' مشرک وغیرہ کہتے نہیں شرماتے کم از کم مذکورہ اقتباسات کے بعد یہ کہنا تو بجا ہے کہ ہمارے مسلک کی صداقت ان کے اکابر نے بھی تسلیم کر لی ہے اور دو ٹوک دیوبندیوں کو زیادتی کرنے والے اور فساد پھیلانے والے' قرار دے کر ان کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے اور کھلم کھلا عوام الناس کو ایسی مجالس میں شرکت کی اجازت عنایت فرما دی ہے۔ ان عبارات تھانویہ سے واضح ہے کہ تھانوی جی نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا تھا' وہ پہلے کی طرح بعد میں بھی محفل میلاد اور اس میں قیام کو (غیر واجب سمجھ کر) شریک ہونا درست اور اچھا سمجھتے رہے ہیں۔

۴۔ تھانوی صاحب کا اپنا معمول تھا کہ وہ ہر سال ربیع الاول میں ایک جلسہ محفل کیا کرتے تھے۔ (مواعظ میلاد ص ۵۷۔ ۳۱۷)

اور ان کے بیان کہ ''میرا اکثر مذاق یہ ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ بیان کرنے کو جی چاہتا ہے"۔ (ص ۱۵۶) کے مطابق وہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی یہ سالانہ اجتماعات منعقد کرتے رہے ہیں۔ اب پوچھئے! دیوبندیوں سے کہ تھانوی صاحب کے ان سالانہ پروگراموں پر کیا فتویٰ ہے؟

۵۔ کانپور کی مراسلت کے انتیس (۲۹) سال بعد ۱۳۴۳ھ میں تھانوی دیوبندی نے اپنے پیرومرشد کا تذکرہ "امداد المشتاق" کے نام سے قلمبند کیا۔

(امداد المشتاق ص ۳)

اس میں شمائم امدادیہ کی گذشتہ سطور میں پیش کی گئی عبارات بھی لکھی ہیں۔ ان میں یہ عبارت بھی ہے "قیام مولود شریف اگر بوجہ آئے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیما قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے...... اگر اس سردار عالم و عالمیاں (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا"۔

اس پر تھانوی حاشیہ نگاری کرتے ہیں: "البتہ اصرار کرنا تارکین سے نفرت کرے زیادتی ہے"۔ (امداد المشتاق ص ۸۸)

یعنی مجلس میلاد میں شرکت اور تعظیما قیام کرنا قطعاً گناہ نہیں' صرف نہ کرنے والوں سے نفرت کرنے میں اصرار کرنا درست نہیں۔

۶۔ ایسے ہی ایک مقام پر تھانوی صاحب نے کہا کہ "مولود کی تعلیمی شان یہ ہے کہ جائز ہے۔ بشرط عدم منکرات"۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۶۳' حکایت نمبر ۴۲۷)

یعنی اگر خلاف شرع چیزیں شامل نہ ہوں تو میلاد شریف جائز ہے۔

۷۔ اسی طرح انہوں نے دوٹوک لکھ دیا ہے کہ "عمل مولد شریف بہ ہیئت و قیود مخصوصہ ظاہر ہے کہ نہ کسی دلیل شرعی سے مامور بہ ہے اور نہ کسی دلیل شرعی سے ممنوع

ہے تو فی حد ذاتہ مباح ٹھہرا (طریقہ مولود ص ۱۲، بحوالہ باب جنت ص ۱۲۴)

الحمد للہ اہلسنت و جماعت کا بھی یہی مؤقف ہے کہ فی نفسہٖ ذکر میلاد کتاب و سنت سے ثابت ہے اور قیود مخصوصہ فی حد ذاتہٖ مباح ہیں' جسے دیو بندی حکیم نے بھی کھلے سینے قبول کر لیا ہے۔ خدا کرے کہ مریضانِ دیو بند کو بھی قبولیت کی توفیق نصیب ہو۔

محمد قاسم نانوتوی کی حمایت:

دیو بندی جماعت کے پیشوا محمد قاسم نونوتوی دیو بندی کے متعلق اشرف علی تھانوی دیو بندی لکھتے ہیں: ''مجھ سے مولوی محمد یحییٰ صاحب سیوہاری بیان کرتے تھے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بار سیوہارہ تشریف لے گئے تو وہاں مولود اور قیام کا جھگڑا تھا۔ دونوں فریق مولانا کی خدمت میں فیصلہ کیلئے حاضر ہوئے۔ مولانا نے فرمایا کہ بھائی بات تو یہ ہے کہ یہ عمل نہ تو اتنا اچھا ہے جتنا تم کہتے ہو اور نہ اتنا برا ہے جتنا دوسرے کہتے ہیں۔ واقعی کیسا محققانہ جواب ہے۔

(مواعظ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۸۵)

نوٹ: یہی واقعہ ظہور الحسن دیو بندی نے ارواح ثلاثہ ص ۲۵۶ حکایت نمبر ۲۷۶ میں اور دیو بندیوں کی کتاب حسن العزیز کے ص ۱۷ پر بھی لکھا ہے۔

ہم اس بات پر بحث نہیں کرنا چاہتے کہ میلاد شریف کتنا اچھا ہے یا کتنا نہیں' اگر یہ اچھا نہ ہوتا تو ہمیشہ سے اہل اسلام کا معمول نہ بنتا اور اکابر دیو بندی ''مرتا کیا نہ کرتا'' کے تحت اس کی حمایت و وکالت نہ کرتے۔ کم از کم نفس ذکر ولادت کا عبادت ہونا تو دیو بندیوں کو بھی تسلیم ہے۔ ملاحظہ ہو! فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ، سیف یمانی ص ۲۲، المہند ص ۶۵،۶۴ وغیرہ۔

بات تو یہ بتانی مقصود ہے کہ آج کل جو دیوبندی آستین چڑھائے لٹھ لئے گلی گلی میلاد شریف کی مخالفت میں سر توڑ کوشش میں سرگرداں ہیں، انہیں آئینہ دکھا دیا ہے کہ اے دیوبندیو! جشن میلاد کی اس قدر مجنونانہ مخالفت چھوڑ دو کیونکہ یہ عمل اتنا برا نہیں جتنا تم سمجھ کر دن رات نت نئے فتوے جڑتے ہوئے مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک بناتے پھرتے ہو۔

✿ دیوبندیوں نے لکھا ہے: ایک بار مولانا محمد قاسم صاحب میرٹھ تشریف لائے تو بعض لوگوں نے پوچھا کہ آپ مولود نہیں کرتے اور مولوی عبدالسمیع صاحب کرتے ہیں مولانا نے فرمایا من احب شیئا اکثر ذکرہ ۔ معلوم ہوتا ہے ان کو حضور اقدس سے محبت زیادہ ہے دُعا کرو مجھے بھی زیادہ ہو جائے۔ مولوی عبدالسمیع صاحب خود مجھ سے کہتے تھے۔ بھلا ایسے شخص سے کوئی کیا نزاع کرے۔

(سفرنامہ لاہور لکھنؤ ص ۲۲۸، سوانح قاسمی ص جلد ا، ص ۱۷۴، مجالس حکیم الامت ص ۱۲۴)

اس عبارت سے واضح ہے کہ میلاد شریف منانے والوں کو حضور اقدس ﷺ سے محبت زیادہ ہوتی ہے اور میلاد نہ منانے والے اس محبت سے محروم ہیں۔

اسحاق دہلوی صاحب کی شرکت:

یکے از بانیان دیوبندیت اسحاق دہلوی صاحب نے محفل میلاد شریف میں شرکت بھی کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ”قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی اور مولوی عبدالقیوم صاحب نے فرمایا کہ شاہ اسحاق صاحب کے زمانہ میں دلی میں ایک عرب عالم تشریف لائے۔ ایک امیر نے ان سے مولود پڑھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے منظور فرمالیا۔ اس کے بعد وہ امیر شاہ اسحاق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر عرض کیا کہ میرے یہاں میلاد ہے۔ حضور بھی تشریف لائیں اگر حضور تشریف لائیں گے تو میں

ان عالم صاحب مولود خواں کو سات سو روپے دوں گا۔ ورنہ کچھ نہ دوں گا جب مولود کا وقت ہوا تو شاہ اسحاق صاحب اس محفل میں شریک ہوئے۔ محفل سادہ تھی، روشنی وغیرہ حد اسراف تک نہ تھی اور قیام بھی نہیں کیا گیا تھا۔ ذکر میلاد منبر پر پڑھا گیا تھا۔ اس کے بعد شاہ صاحب جب حج کو جاتے ہوئے بمبئی پہنچتے ہیں تو وہاں ان کے ایک شاگرد جس کا نام غالباً 'عبدالرحمٰن' تھا نے ذکر میلاد کروایا اور اس نے بھی شاہ صاحب کو شرکت کی دعوت دی۔ شاہ صاحب اس میں بھی شریک ہوئے۔ اس محفل کا رنگ بھی اس امیر کی محفل کے قریب قریب تھا اور یہاں بھی نہ قیام ہوا تھا اور نہ روشنی وغیرہ زیادہ تھی۔ جب جلسہ ختم ہوا تو شاہ صاحب نے فرمایا عبدالرحمٰن تم نے تو بدعت کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ (قصہ بیان فرما کر خاں صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ قصہ صرف اتنا ہی سنا ہے نہ کسی نے یہ بیان کیا کہ شاہ صاحب کیوں شریک ہوئے اور نہ یہ کہ ایک جگہ نکیر فرمایا اور دوسری جگہ خاموش رہے۔ اس کا سبب کیا ہے)۔ (ارواح ثلاثہ ص ۱۱۵، حکایت نمبر ۹۶)

اس واقعہ کو انصاف و دیانت کی نگاہ سے ایک بار پھر پڑھ لیں۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ

- صرف عجمی لوگ ہی محفل میلاد پر عمل پیرا نہیں عرب دنیا میں بھی یہ عام معمول ہے۔
- محمد اسحاق دہلوی صاحب کے زمانہ میں بھی محفل میلاد عام لوگوں کا معمول تھا۔
- اسحاق صاحب بھی محفل میلاد کو حرام بدعت اور کفر و شرک نہیں سمجھتے تھے' ان کے نزدیک محفل میلاد منانا' مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دینا' روشنی وغیرہ کا اہتمام کرنا' منبر پر میلاد شریف پڑھنا' واعظین کی خدمت کرنا سب جائز ہے۔
- اسحاق صاحب امیروں کی منعقد کردہ محفل میں شرکت اور انعقاد پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے۔

نوٹ: اس حکایت کے آخر میں لکھا گیا یہ جملہ ''تم نے تو بدعت کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا''۔ دیو بندیوں کی ایجاد و اضافہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ محفل میلاد شریف کو بدعت سمجھتے تو شرکت سے پہلے ہی اپنے مؤقف کی وضاحت کر دیتے اور اس کے مطابق محفل کی اصلاح کی ہدایت دیتے۔ جب انہوں نے بغیر کسی شرط و وضاحت کے اس میں شرکت کا وعدہ کیا اور ایک جگہ بلا چون وچرا شرکت و واپسی اور دوسری جگہ بے جرح و قدغن شرکت، محفل کے اختتام تک مجلس اور بعد میں مکمل طور پر بدعت کہنا سراسر غلط زیادتی اور خلاف عقل وانصاف اور دیانت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حاشیہ نگار بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ''احقر یہ سمجھا کہ محفل تو اس رنگ سے فی نفسہ بدعت نہ تھی''۔ (ایضاً)

معلوم ہوا کہ دیو بندی عقیدہ کے مطابق بھی وہ دونوں محفل بدعت سے خالی تھیں پھر اسحاق صاحب کا انہیں بدعت سے پُر کہنا غلط ہے۔ ممکن ہے کہ اسحاق دہلوی صاحب نے کہا ہو کہ ''تم نے تو احتیاط کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا'' اور دیو بندیوں نے اس کے برعکس جملہ بنا کر ان کے نام جڑ دیا ہو۔

اس حکایت کو بیان کرنے والے ''خاں صاحب'' بھی پریشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ''ایک جگہ نکیر فرمایا اور دوسری جگہ خاموش رہے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ ثابت ہوا یہ یار لوگوں کی کارروائیاں ہیں۔

۲۔ اسحاق دہلوی صاحب اپنے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے خود لکھتے ہیں:

در مولود ذکر ولادت خیر البشر است و آں موجب فرحت و سرور است و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خامی از منکرات و بدعات باشد آمدہ۔

(مائۃ مسائل ص جواب سوال پانزدہم)

ترجمہ: مولد شریف میں خیر البشر ﷺ کا ذکر ولادت ہے اور وہ موجب فرحت وسرور ہے اور اجتماع منکرات وبدعات سے خالی ہو فرحت وسرور کے واسطے وہ شرع میں جائز ہے۔ (انوار ساطعہ ص ۱۳۹، الدر المنظم)

رشید احمد لدھیانوی:

دیوبندیوں کے مفتی، رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں: جب ابولہب جیسے کافر کیلئے میلاد النبی (ﷺ) کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۴۷، جلد ۱)

حکیم نعمت اللہ دیوبندی:

یہ صاحب ''حضرت گنج مراد آبادی'' کے حوالے سے لکھتے ہیں: ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت کے یہاں مولود شریف نہیں ہوتا؟ فرمایا اور ہوتا ہے اور کلمہ طیبہ پڑھا اور فرمایا آنحضرت ﷺ مولود نہ ہوتے تو یہ ہم یہ کلمہ کیوں پڑھتے۔ ایک مولود خواں نے میرے سامنے عرض کیا کہ مولود شریف کرنا کیسا ہے۔ فرمایا کہ اولیائے کرام کے ذکر میں رحمت نازل ہوتی ہے۔ آنحضرت کا ذکر سبحان اللہ کیا کہنا ہے۔ بخاری شریف وغیرہ سے صحیح صحیح روایتیں پڑھے ...... ایک غیر مقلد نے قیام میلاد کو پوچھا فرمایا: آنحضرت کی محبت میں جو وجد کرے مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے...... بزرگوں کا فعل ہے تشبہ بالصالحین کے طور پر قیام کرے یا مستحسن بعض اہل علم وطریقت سمجھے جو صاحب حال ہو کہ محبۃً قیام کرتے ہیں اور ان کو لذت حاصل ہوتی ہے جیسے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(ارواح ثلاثہ ص ۳۳۱)

اس عبارت کو بطور تائید ظہور الحسن کسولوی دیوبندی نے پیش کیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، حکیم نعمت اللہ دیوبندی اور ظہور الحسن دیوبندی تینوں کے نزدیک محفل میلاد اور قیام میلاد اچھا اور پسندیدہ ہے۔ بزرگوں کا طریقہ ہے جو ازراہ محبت جاری رکھتے تھے اور صاحب حال لوگوں کو محفل میلاد اور قیام میلاد سے لذت بھی حاصل ہوتی ہے۔

خلیل احمد انبیٹھوی:

دیوبندی فرقہ کے وکیل خاص انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا ہے: حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریف کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیۂ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے، خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو۔

(المہند ص ۶۴، ۶۵، ۱۷۰)

اس عبارت سے قاسم نانوتوی کا بھی رد ہو جاتا ہے کہ میلاد شریف اتنا بھی اچھا نہیں جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔

✿ مولانا احمد بن محمد خیر مکی سے نقل کرتے ہوئے مزید لکھا ہے "مولود شریف اگر عارضی نامشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے۔ (ایضاً: ص ۱۲۵)

معلوم ہوا کہ جشن میلاد صدیوں سے اکابر علماء کا معمول ہے۔ یہ صرف پاکستانی سینوں یا ہندوستانی مسلمانوں کی ایجاد نہیں، جیسا کہ مخالفین و منکرین باور کراتے رہتے ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

احمد علی لاہوری:

دیوبندیوں کے شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے متعلق لکھا ہے کہ ”۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو عید میلاد النبی کے سلسلہ میں آپ سے بورسٹل جیل تشریف لانے کی استدعا کی۔ بے حد مصروفیات کے باوجود آپ نے آنے کا وعدہ فرمایا۔

(رسالہ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۹۳ء)

بولئے! اگر عید میلاد النبی ﷺ کا پروگرام بدعت و حرام تھا تو وعدہ کیوں فرمایا؟ اس عبارت میں دیوبندیوں نے اپنے طور پر ہی ”عید میلاد النبی“ کی اصطلاح تسلیم کر لی ہے ہمیں منوانے کی ضرورت نہیں رہی۔

✿ احمد علی لاہوری دیوبندی کے رسالہ میں لکھا ہے: عام طور پر تمام دنیا کے مسلمان ۱۲ ربیع الاوّل کو آپ کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور مسلمانوں کو آپ کے اتباع کے دنیوی و اخروی فوائد سے روشناس کیا جائے تو اس قسم کے جلسے خیر و برکت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر جلوس میں اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ اوقات نماز کے وقت جلوس کو روک کر نماز ادا کر لی جائے تو جلوس نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ (خدام الدین ص ۲۶، ستمبر ۱۹۵۸ء)

معلوم ہوا کہ میلاد النبی ﷺ منانا ہمیشہ سے مسلمانوں کا حصہ رہا ہے۔ میلاد شریف کے جلسے خیر و برکت کا ذریعہ ہیں، شرک و بدعت کا نہیں، کیونکہ وہ تذکار نبویہ پر مشتمل ہیں۔

✿ مزید لکھا ہے: اس سال یوم آزادی پاکستان اور عید میلاد النبی کی مبارک اور مقدس دونوں تقریبات ۱۴ اگست کو ہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہر شہر

قصبہ اور گاؤں میں سیرت پاک کے جلسوں کا انتظام کریں' بڑے شہروں میں تبلیغی اجلاس منعقد کئے جائیں۔ (خدام الدین لاہور ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ء)

ملاحظہ فرمائیں! یوم میلاد کو عید بھی کہا گیا' مسلمانوں پر جلسے منعقد کرنے فرض بھی قرار دیئے اور تبلیغی اجلاسوں کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

غلام اللہ خاں پنڈوی:

دیوبندی گروہ کے شیخ القرآن غلام اللہ خان دیوبندی نے لکھا ہے:

شہداء باعتبار مراتب برابر اور مساوی العظمت ہیں لہٰذا ہمیں سب کی یادیں منانی چاہئیں اگر ممکن ہو تو مخصوص یادگاروں کا سالانہ تعین واہتمام اس طرح ہوسکتا ہے۔

۱۔ ۱۲ ربیع الاول کو "یوم النبی ﷺ" منایا جائے۔

۲۔ ۲۲ جمادی الثانی کو "یوم صدیق رضی اللہ عنہ" منایا جائے۔

۳۔ ۲۷ رجب کو "یوم معراج" منایا جائے۔

۴۔ ۲۰ رمضان المبارک کو "یوم علی رضی اللہ عنہ" منایا جائے۔

۵۔ ۲۵ رمضان المبارک کو "یوم قرآن" منایا جائے۔

۶۔ یکم شوال کو "یوم عید" منایا جائے۔

۷۔ ۱۰ ذی الحجہ کو "یوم قربانی" منایا جائے۔

۸۔ ۱۸ ذی الحجہ کو "یوم عثمان" منایا جائے۔

۹۔ یکم محرم الحرام کو "یوم عمر رضی اللہ عنہ" منایا جائے۔

۱۰۔ ۱۰ محرم الحرام کو "یوم حسین رضی اللہ عنہ" منایا جائے۔

اگر ہر یاد کیلئے صرف ایک دن متعین ہو جائے اور اس میں صاحب یوم کے

اسوۂ حسنہ سیرت اور مناقب بیان کرنے کے بعد اس کی روح کو قرآن شریف اور درود و فاتحہ پر ایصال ثواب کیا جائے تو فائدہ ہے۔ یہ تجوید شعائر اسلام کی تجدید ہوگی اور اس تجدید سے بہت سی بے کار و بے جان رسمیں جو صراط مستقیم سے ہمیں گمراہ کر رہی ہیں، خود بخود مٹ جائیں گے۔ ملت اسلام میں نئی روح، نئی بیداری اور نئی زندگی پیدا ہوگی اور اسلامک کی خالصیت جو اب تصنع نمائش اور رسمیات کی تہوں میں دبی ہوئی ہے۔ از سر نو نمودار ہو جائے گی۔ مسلمان مسلمان نظر آنے لگیں گے اور کچھ عجب نہیں کہ اس تجدید کے بعد اسلاف کی سیرت سے متاثر ہوتے ہوئے کسی زمانے میں پھر عمر، ابوبکر، عثمان، علی، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) کے کردار دنیا میں نظر آنے لگیں۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۳۶، جولائی اگست ۱۹۶۰ء)

واہ رے انقلابات زمانہ تیرا اثر! ساری زندگی جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بزرگوں کی یادوں اور تعین ایام پر آگ بگولہ ہونے والے آج کس ادا سے ایام منانے، یادیں قائم رکھنے اور ایام متعین کرنے کے فوائد و برکات گنواتے ہوئے صداقت اہلسنت کے نعرے لگا رہے ہیں۔

عطاء اللہ بخاری احراری:

دیوبندی شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری احراری دیوبندی کے متعلق لکھا ہے: (۱۲ ربیع الاوّل) بروز ہفتہ ٹھیک بارہ بجے رضا کار جلوس کیلئے تیار ہوں گے۔ ایک بج کر پچاس منٹ پر چوک شہیدان ختم نبوت میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اپنے مبارک ہاتھوں سے پرچم کشائی کریں گے۔ اس کے بعد تمام وابستگان احرار عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سعید میں شمولیت کیلئے شہر کی طرف روانہ ہو جائیں

گے۔(روزنامہ آزاد لاہور ص ا، ۲۶ ستمبر ۱۹۵۸ء)

ملاحظہ فرمائیں! اگر اہلسنت ایسی کاروائی کریں تو بدعت و شرک اور حرام و کفر کے فتاویٰ سنائی دیتے ہیں، اگر ان کے بخاری اور جملہ احراری صاحبان یہ کام سرانجام دیں تو ان کے ہاتھ بھی مبارک اور تقریب بھی "سعید" ہو جاتی ہے اور اس میں شمولیت بھی درست رہتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حسن مثنیٰ ندوی دیوبندی:

حسن ندوی نے لکھا ہے: ۱۸۸۰ء میں حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بستی پھلواری شریف میں تحریک میلاد کا آغاز کیا لیکن اس سے بھی پہلے مولوی خدا بخش خاں وکیل نے محفل میلاد کا اہتمام کیا اور وہاں حضرت شاہ صاحب نے پہلی مرتبہ سیرۃ طیبہ زبانی بیان کی ۔انہوں نے مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:
حضرت شاہ سلیمان پھلواری نے ۱۳۰۲ھ میں زبانی بیان سیرت کا سلسلہ ماہ مبارک ربیع الاوّل سے شروع کیا۔ چاندرات سے شب دوازدہم تک ہر روز بیان سیرت ہوتا تھا اور اس لگن کے ساتھ اس کا اہتمام انہوں نے کیا کہ ۱۳۰۲ھ سے آج تک اس کا سلسلہ نہیں ٹوٹا۔ وہ ذہن تیار کر دیا جو بڑا فریضہ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ قصبہ پھلواری شریف تحریک کا مرکز بن گیا اور وہاں سے یہ آواز سارے صوبے میں اور پھر سارے براعظم میں خیبر سے رنگون تک جا پہنچی۔ انہوں نے انجمن اسلامیہ پٹنہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، انجمن حمایت اسلام لاہور اور اجلاس ندوۃ العلماء سب کو سیرت طیبہ کا پلیٹ فارم بنا دیا...... ان کے صاحبزادہ مولانا شاہ حسن میاں پھلواری نے نئے انداز کی "میلاد الرسول" کتاب لکھی جو ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی۔ (سیارہ ڈائجسٹ لاہور رسول نمبر جلد ۲، ص ۴۵۸)

غور فرمائیں! صرف محفل میلاد یا جشن میلاد کا پروگرام ہی منعقد نہیں کیا' بلکہ میلاد شریف منانے کی مکمل ایک "تحریک میلاد" کا آغاز کر کے پورے علاقے میں اسے رواج دیا۔ اگر یہی کام خوش نصیب سنی انجام دیں تو دیوبندیوں کی طرف سے بدعتی قرار دیئے جاتے ہیں اور اگر یہی کام شاہان پھلواری منعقد کریں تو عزت واحترام کے لائق سمجھے جاتے ہیں۔ وجہ فرق کیا ہے؟ ذرا سوچئے!

ایک ضروری وضاحت:

مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ پھلواری صاحب نے میلاد شریف اور سیرت بیان کرنے کا آغاز کیا۔ یہ بعینہٖ وہی مضمون ہے جو شاہ اربل کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے میلاد منانے کا آغاز کیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو پھلواری صاحب نے میلاد منانے اور سیرت سنانے کی ابتداء کی اور نہ ہی اربل کے بادشاہ نے میلاد شریف کا آغاز کیا۔ بلکہ صدیوں سے مسلمان یہ امور بجالاتے چلے آرہے ہیں' ان کا آغاز دور رسالت سے ہی ہوا تھا۔ فقط مختلف علاقہ جات کے آباد یا مزید وسیع وکشادہ جانے کے بعد ان میں بعض حضرات نے منظم ومرتب اور وسعت وکشادگی کے ساتھ ان امور کا اہتمام کیا تو انہیں ان کی طرف ہی منسوب کیا جانے لگا' نہ یہ کہ ان سے قبل یہ کام ہوا ہی نہ تھا' زمانہ بدلنے کے ساتھ ساتھ معمولی تبدیلی بھی ہوتی رہی جو کہ حالات و اوقات کی ضرورت تھی اور شرعاً اس میں کوئی حرج نہ تھا' ایسی معمولی تبدیلی صرف میلاد شریف کے سلسلہ میں ہی نہیں ہوئی بلکہ منکرین کے دینی اور مذہبی امور میں بھی تغیر و تبدل واقع ہوا ہے' اگر اس بناء پر میلاد شریف پر اعتراض ہے تو انہیں اپنے دیگر امور سے بھی ہاتھ اٹھا لینا چاہیے۔

غلام غوث ہزاروی دیوبندی:

غلام غوث ہزاروی دیوبندی کی تنظیم ''جمعیت علماء اسلام'' کا ترجمان ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' میں لکھا ہے ''عید میلاد النبی ﷺ کی تمام تقاریب عظیم الشان طریق پر منائی گئیں' عید میلاد النبی کا پروگرام ٹاؤن ہال ٹوبہ ٹیک سنگھ میں شروع ہوا۔ پروگرام کا آغاز حافظ محمد اکرام الحق نے تلاوت کلام اللہ سے کیا۔

(ترجمان اسلام ۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء)

مقام شکر ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدوں کا نعرہ لگانے والے دیوبندیوں کے لیڈر نے بھی عید میلاد النبی ﷺ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی تمام تقریبات کو ''عظیم الشان'' مان لیا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

نعیم صدیقی:

''جماعت اسلامی'' کے نعیم صدیقی نے دوٹوک لکھا ہے: ربیع الاوّل وہ مبارک مہینہ ہے جس میں دنیا کا سب سے بڑا انسان سید انسانیت اور محسن عالم مکہ میں پیدا ہوا اور جس کے پیغام نے چند برس میں زندگی کی کایا پلٹ دی تھی حق پہنچتا ہے کہ اس کی یاد تازہ کرنے کیلئے جلسے منعقد کرو' کون تمہیں روکنے والا ہے کہ اس کی والہانہ محبت میں جلوس نکالو' تم نعتیں پڑھو' تقریروں اور لیکچروں کا انتظام کرو اور جس جس طرق سے جائز حدود میں خوشی منائی جاسکتی ہو مناؤ' خوشبوؤں اور روشنیوں اور رنگوں کے چار طرف لہریں اُٹھاؤ۔ (ماہنامہ نعت ص ۹۱، اکتوبر ۱۹۸۸ء)

خدا کا فضل ہے کہ سرکار کائنات ﷺ کے سچے غلام اہلسنت و جماعت صدیوں

سے یہی نعرے لگا رہے ہیں اور اپنے آقا ﷺ کے میلاد پاک کی خوشیاں منا رہے ہیں۔
خدا کرے کہ دیوبندیوں کو بھی اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کر کے یہ عمل خیر نصیب ہو اور وہ عاشقان مصطفےٰ ﷺ پر فتوے لگانے سے توبہ کر لیں ...... اور نعیم صدیقی دیوبندی سے گذارش ہے کہ وہ ہمارے اور اپنے اکابر کی کتب کو بغور، بنظر انصاف دیکھ لیں اور پھر بتائیں کہ محفل میلاد کو ہر حال میں مکروہ قرار دے کر رو کنے والے ان کے رشید گنگوہی ہیں یا کوئی اور؟ ...... اور دیوبندی صنادید کے مبنی بر عناد فتاویٰ پڑھ کر ایسی ہی ایک تقریر انہیں بھی سنا دیں اور ساتھ ہی بارگاہ خداوندی میں ان کی ہدایت کیلئے دعا بھی کر دیں۔

دارالعلوم دیوبند کی پکار:

مرکز دیوبند کا ترجمان "ماہنامہ دارالعلوم دیوبند" لکھتا ہے "نظم"

نسیم صبح صادق سے پیامی ...... مبارک مژدہ ہائے شاد کامی
جب آئی صحنِ گلزار حرم میں ...... چٹک کر ہر کلی نے دی سلامی
نزول رحمت حق ہو رہا ہے ...... زمانے سے گئی آوارہ گامی
یہ آمد آمد اس محبوب کی ہے ...... کہ نور جاں ہے جس کا نام نامی
جہاں والوں کی قسمت جگمگائی ...... جہاں افروز ہے نور گرامی
وہی مہر منیر قاب قوسین ...... وہی شمس الضحیٰ ماہِ تمامی
خوشی ہے عید میلاد النبی کی ...... یہ اہل شوق کی خوش انتظامی
کھڑے ہیں باادب صف بستہ قدسی ...... حضور سرور ذات گرامی
کہا بڑھ کر یہ جبریل امیں نے ...... بشوقت جاں بلب آمد تمامی

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند نومبر ۱۹۵۷ء)

اس نظم میں میلاد النبی ﷺ کو عید تسلیم کر کے یہ بتلا دیا ہے کہ اس کی عظمت کو مانتا ''اہل شوق'' کی ''خوش انتظامی'' کی دلیل ہے' بارگاہِ رسالت میں کھڑے ہونے والے (اہل قیام) کو باادب بھی تسلیم کرلیا گیا ہے' جس سے واضح ہے کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کو ماننا اہل شوق اور باادب لوگوں کا ہی کام ہے' دوسروں کا نہیں۔

دیوبند میں جلسۂ میلاد کا انعقاد:

چشم بد دور اب تو دیوبندی مرکز میں بھی جلسۂ میلاد کا انعقاد اور اکابرین دیوبند سمیت مہتمم صاحب قاری محمد طیب دیوبندی محفل میلاد میں شرکت کرنے لگے ہیں۔ ملاحظہ ہو! دیوبندی ترجمان ماہنامہ تجلی دیوبند میں لکھا ہے:

(حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور دیگر دیوبندی عالم بھی تو اب جلسہ میلاد میں شرکت فرمانے لگے ہیں' خود دیوبند میں پچھلے سال سے یہ جلسہ خود اکابرین دیوبند کی زیرسرپرستی ہونے لگا ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند مئی ۱۹۵۶ء)

شاید اب تو دیوبندی بدعت کے فتوے دینے میں کچھ شرم کریں گے اور مقام مسرت ہے کہ اب رشید گنگوہی صاحب بھی مر کر مٹی میں مل چکے ہیں' ورنہ ان کی مراسلت کے بعد اشرف علی تھانوی کی طرح اکابرین دیوبند کو بھی اپنا مؤقف چھپا کر لکھنا پڑتا کہ ''اب شرکت وانعقاد محفل نہ کریں گے'' اور بعد میں پھر یہی کام شروع ہو جاتا۔

وجدالحسینی دیوبندی:

گروہِ دیوبند کے قلمکار وجدالحسینی فاضل دیوبند نے ''عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید'' پر لکھا ہے ''آج ۱۲ ربیع الاوّل ہے' ۱۲ ربیع الاوّل کا دن انسان کی سنہری

تاریخ میں شاندار وزرنگار دن ہے۔۱۲ ربیع الاوّل کا دن ملت اسلامیہ کی زندگی میں ایک نیا ولولہ حیات ایک زبردست انقلاب لے کر آتا ہے۔ پیغمبر اسلام سرور انام سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی صبح ولادت تاریخ عالم میں کروڑوں جاں نثاران توحید کیلئے عموماً اور ہزاروں حق پسند و انسانیت دوست افراد کیلئے خصوصاً مژدہ روحانی نوید کامرانی رہتی ہوئی نمودار ہوتی ہے، مذہب صداقت کے دیوانے شمع رسالت کے پروانے آنحضرت ﷺ کی یادگرامی کو ایک مذہبی فریضہ سمجھ کر ہی نہیں قائم کرتے، بلکہ وہ دعوت حق کی یاددہانی کیلئے اہمیت دیتے ہیں۔ (ماہنامہ دارالعلوم اکتوبر ۱۹۵۸ء)

یہاں جشن میلاد منانے اور محفل میلاد سجانے کو مذہبی فریضہ اور ''دعوت حق کی یاددہانی'' قرار دے کر تسلیم کرلیا ہے کہ یہ کام شمع رسالت کے پروانوں کے حصے میں آیا ہے۔۔دوسرے لوگ خالی دامن ہیں۔

محمد علی خلیفہ احمد بریلوی:

محمد جعفر تھانیسری دیوبندی نے اپنے ''مولوی'' محمد علی کے متعلق لکھا ہے:

''ایک مرتبہ بہ تقریب مجلس میلاد شریف نواب والا جاہ (نواب کرناٹک) کے دیوان خانہ موسوم بہ ہمایوں محل میں مولانا صاحب کا وعظ ہوا''۔ (سوانح احمدی ص ۱۵۳)

اگر یہی کام اہلسنت کی جانب سے انجام پائے تو شرک و بدعت کے فتوے سنائی دیتے ہیں۔ آج نواب صاحب کی خاطر سب کچھ درست ہوگیا ہے۔

شورش کاشمیری:

دیوبندی جماعت کے مایہ ناز ادیب شورش کاشمیری نے اپنے ہفت روزہ اخبار

''چٹان'' کا مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۴ء کو جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سعید پر ''رحمة للعالمین نمبر'' شائع کیا اور جشن میلاد اور محفل میلاد منانے والوں کو یوں مبارک و خراج تحسین پیش کیا ہماری طرف سے اہل پاکستان کو عید میلاد النبی کی تقریب سعید مبارک ہو''۔

اب خدا جانے کہ کاشمیری صاحب کے ان الفاظ سے دیوبندیوں میں کوئی شورش ہوئی یا نہیں اور کسی دل جلے دیوبندی نے عید میلاد النبی تسلیم کرنے پر انہیں بدعتی کافر و مشرک قرار دیا یا نہیں ...... یا ممکن ہے انہوں نے یہ فتوے محض عاشقان مصطفےٰ اہلسنت کیلئے خاص کر رکھے ہو اور خود جو بھی بدعت وایجاد روا رکھیں' انہیں اجازت ہے لیکن یہ دورنگی کیوں' اختیار کی جاتی ہے؟ اس کی وجہ بھی تو بتانی چاہیئے۔

تاج محمود دیوبندی:

تاج دیوبندی ترجمان ہفت روزہ ''لولاک'' کے ایڈیٹر ہیں' انہوں نے ۲۴' ۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء کو ''لولاک'' کا ''عید میلاد النبی نمبر'' شائع کیا اور اداریہ کا عنوان ہی ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' رکھ کر دیوبندیت کی ناک کاٹ دی۔ وہ لکھتے ہیں: ۱۲ ربیع الاوّل فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا دن ہے۔ خالق ارض وسماء نے جب سے نظام شمسی کا سلسلہ قائم کیا ہے اور جب سے یہ رات اور دن معرض وجود آئے ہیں' کوئی صبح اتنی بابرکت طلوع نہیں ہوئی' جتنی کہ ۱۲ ربیع الاوّل کی تھی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سے حضرت آمنہ کی گود کو نوازا گیا۔ آمنہ کا یہ ''یتیم'' بیٹا اپنے دامن میں اللہ کی رحمتوں اور سعادتوں کے کسی قدر خزانے سمیٹ کر لایا تھا۔ اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ ذرا سوچیے' دنیا کے نقشے میں عرب کے ریگزار کی بھلا کیا اہمیت ہوسکتی تھی۔ عرب کی اس قوم میں بنو ہاشم کو تاریخ کے صفحات میں کیا مقام مل

سکتا تھا۔ دنیا کے مختلف ملکوں میں کون جانتا کہ عرب میں مکہ بھی کوئی بستی ہے لیکن آمنہ کے لال کا صدقہ آج عرب کی پتھریلی اور ریگزار زمین میں اہل ایمان کیلئے سوئٹرز لینڈ اور کشمیر کی وادی سے زیادہ پُرکشش اور حسین ہے۔ بنو ہاشم کا خاندان آج تاریخ کا ناقابل فراموش باب اور ایک سنہری عنوان ہے۔ (لولاک جولائی ۱۹۶۴ء)

عطاء الحسن بخاری دیوبندی:

دیوبندی عالمی مجلس احرار اسلام کے رہنما عطاء الحسن بخاری نے جامع مسجد احرار صدیق آباد (ربوہ) میں سیرت کانفرنس اور جلوس ۱۲ ربیع الاوّل کے بڑے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اسلام اور وطن عزیز کے ساتھ وفاداری کا عہد کریں۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۴ نومبر ۱۹۸۱ء)

قادیانیوں کو دعوت دینے سے قبل دیوبندی اپنے "علماء" کو دعوت دیں کہ وہ ایسی عبارتوں کو جلا ڈالیں جن سے قادیانیت کو ابھرنے کا موقع فراہم ہوا' ان سے توبہ کر کے جشن میلاد النبی ﷺ کے متعلق اپنی خرافات سے رجوع کر کے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایک متفقہ مثبت مؤقف پر جمع ہو جائیں اور اسلام اور وطن عزیز کے ساتھ وفاداری کا عہد کریں۔

خالد محمود سیالکوٹی:

"بریلویت" کے نام سے جلنے والے اور مشہور مفتری' دیوبندی قلمکار خالد محمود نے بھی مسلک اہلسنّت (بریلوی) کی طرف اقدام کرتے ہوئے محفل میلاد' جلوس میلاد اور جشن میلاد کو یوں تسلیم کرلیا ہے کہ "آنحضرت ﷺ کے تذکار سیرت اور بیان ولادت

کو کسی ایک دن یا چند معین دنوں کے ساتھ کبھی بھی خاص نہیں سمجھا جاتا اور ان دنوں کے یہ اجتماعات محض ایک تعین انتظامی ہیں کہ (نماز' روزہ کی طرح) تعین شرعی نہیں اسے بدعت قرار دینا حالات کے خلاف ہے۔ باقی رہا جلوس کا معاملہ یہ خوشی اور رونق کا ایک دنیوی اظہار ہے۔ جب یہ جلوس محض ایک دنیوی شوکت کا اظہار ہیں تو حکم بدعت کے ماتحت نہیں آتے۔ (رسالہ دعوت لاہور ۲۳ اگست ۱۹۶۳ء)

تو پھر دن رات دیوبندیوں کا اسے بدعت کہنا بذات خود بدعت قرار پائے گا۔

ہمیں نہایت مسرت ہے کہ آپ کو تعین کی اقسام کا پتہ چل گیا اور آپ یہ بھی سمجھ گئے ہیں کہ میلاد شریف منانے والوں کی طرف سے اسے کسی ایک دن یا چند معین دنوں کے ساتھ خاص نہیں سمجھا جاتا' تا کہ اگر کوئی دیوبندی تعدی کا شکار ہو تو اسے آپ کی یہ تحریر و وضاحت دکھادی جائے' شاید ہدایت مل جائے۔

دیوبندی عالمی مجلس احرار اسلام:

دیوبندیوں کی اس تنظیم کے ممبروں کے متعلق لکھا ہے کہ ''عطاء الحسن بخاری' مولوی محمد کفیل بخاری' حافظ محمد شفیق' رانا عبدالرزاق' قاری محمد یاسین گوہر نے بتایا کہ عالمی مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' کے زیر اہتمام گذشتہ نو برسوں سے صدیق آباد (ربوہ میں) ۱۲ ربیع الاوّل کو سیرت کانفرنس منعقد ہوتی ہے اور میلاد النبی ﷺ کا جلوس مختلف مقامات سے ہوتا ہوا بخاری مسجد پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ جلوس ہمیشہ پُر امن ہوتا ہے اور مسلمان توحید و ختم نبوت کے نعرے بلند کرتے ہوئے خاتم النبیین ﷺ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ جلوس ہمارا مذہبی ورثہ ہے اور پورے ملک میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکال کر مسلمان حضور ﷺ سے اپنی

محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲ نومبر ۱۹۸۶ء)

اب بتایئے! وہ کون سی شریعت ہے کہ جس میں ربوہ کے مقام پر قادیانیوں کے مقابلہ میں میلادالنبی ﷺ منانا جائز اور لاہور گوجرانوالہ' سیالکوٹ و دیگر مقامات پر ناجائز ہو جاتا ہے۔ ربوہ میں جلوس میلاد کے مقابلے میں قادیانی اور دیگر علاقہ جات میں جلسہ و جلوس میلاد کے مخالف خود دیوبندی ہوتے ہیں' یہ کیسی مناسبت ہے۔ ربوہ کے مقام پر جلوس میلاد ''مذہبی ورثہ'' قرار پاتا ہے اور دیگر علاقہ جات میں وہ ''ورثہ'' صرف سنیوں کو نصیب ہوتا ہے اور دیوبندیوں سے چھن کر حرام کے زمرہ میں چلا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ دراصل سچی بات منہ سے نکل گئی ہے کہ یہ عشق رسالت کا مظاہرہ اہل محبت مسلمانوں کا حصہ ہے' نفرت کے بیج بونے والوں کو اس سے کیا سروکار۔

ضیاء القاسمی دیوبندی:

روزنامہ کوہستان لاہور ۱۴۔ اگست ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں دیوبندیوں کے سرگرم کارکن ضیاء القاسمی کی ایک تصویر شائع کی گئی ہے جس کے نیچے لکھا ہے:

''مولانا ضیاء القاسمی لائکپوری مین بازار شیخوپورہ میں عید میلادالنبی کے جلسہ عام سے خطاب کر رہے ہیں''۔

ملاحظہ فرمائیں کہ میلادالنبی ﷺ کے دن کو ''عید'' کہنا' یوم میلاد مناتے ہوئے مسجد کے علاوہ بازار میں جلسہ عام کرنا اور اس میں دعوت و تداعی' خطاب و وعظ وغیرہ سمیت موجودہ تمام قسم کے انتظام و انصرام و اہتمام کرنے درست ہیں' یہی کام اگر خوش عقیدہ سنی مسلمان کریں تو بدعت کے فتوے جاری ہوتے ہیں۔

صادق الیقین دیوبندی کے والد:

لکھا ہے "مولوی صادق الیقین صاحب کے والد اچھے بزرگ تھے ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور جو تاریخ کسی بزرگ کی وفات کی ہوتی اس روز دو قرآن شریف ختم فرماتے۔ ایک ان بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کیلئے اور ایک اپنے معمول کا مگر مولود کے بڑے معتقد تھے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۶۳، حکایت نمبر ۴۲۷)

معلوم ہوا کہ مولود شریف کرنا "اچھے بزرگ" لوگوں کا طریقہ رہا ہے جب یہ اچھوں کا کام ہے تو دیوبندی اسے غلط قرار دے کر "بدوں" کی طرفداری کیوں کرتے ہیں؟ اچھوں اور بچوں کا ساتھ دینا چاہیئے یا ان کے معمولات کی مخالفت کرنی چاہیئے؟

سرفراز گکھڑوی کا اعتراف:

دیوبندی نمائندہ سرفراز خاں صفدر گکھڑوی دیوبندی نے جشن میلاد شریف کے خلاف خرافات بکنے کے بعد بالآخر تسلیم کرلیا ہے کہ "بعض بزرگوں سے ثابت ہے کہ آپ کی ولادت کے دن آپ کیلئے ایصالِ ثواب کرنا اور آپ کے صحیح حالات بیان کرنا اور اسی طرح کی بعض دیگر چیزیں۔ (باب جنت ص ۱۲۵)

اس اقتباس سے واضح ہے کہ یوم میلاد النبی ﷺ منانا' اس میں ایصالِ ثواب کا اہتمام کرنا' ذکر رسول ﷺ پر مشتمل وعظ و بیان کرنا اور ایسی ہی دیگر چیزیں مثلاً محفل' جلسہ وغیرہ۔ بزرگوں اور نیکوکار لوگوں کا طریقہ رہا ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

ع...... کس ادا سے کیا اقرار گنہگاروں نے

عبدالرحمٰن اشرفی دیوبندی:

دیوبندی فرقہ کے مدرسہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی عبدالرحمٰن اشرفی کا کردار

ملاحظہ ہو! لکھا ہے (اداکارہ) مسرت شاہین (چیئر پرسن تحریک مساوات) کے والد عبدالرحیم گنڈاپور کی ۲۶ ویں برسی کے موقع پر محفل میلاد اور نعت خوانی کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت جامعہ اشرفیہ کے مفتی مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نے کی' اس موقع پر پارٹی سے تعلق رکھنے والی خواتین سمیت دیگر خواتین و حضرات نے بھی محفل میں شرکت کی۔ تلاوت کے بعد پہلے خواتین اور بعد ازاں علماء کرام نے حضور پاک ﷺ کی سیرت پر روشنی ڈالی' رابعہ جونیئر ایڈووکیٹ محترمہ یاسمین شوکت اور اداکارہ انجمن خصوصی طور پر شامل تھیں۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۱۸ اپریل ۲۰۰۰ء)

واہ رے دیوبندی مفتیو! تمہارے علم' تحقیق' فتوے اور عقیدہ و مسلک کا کیا کہنا چاہو تو سنی حضرات کی منعقدہ محافل طیبہ میں شرکت سے محروم رہو اور اسے بدعت و گمراہی قرار دے ڈالو اور چاہو تو اداکاروں' گویوں اور بازاری لوگوں کی مخلوط بے ڈھنگی اور خلاف اصول محافل میں شریک ہو کر صدراتیں کرتے پھرو!

مفتی محمود کی قیادت:

دیوبندیوں کی مایۂ ناز شخصیت مفتی محمود دیوبندی کا عمل دیکھئے! لکھا ہے پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ ملک میں اسلامی قوانین کے بعد قومی اتحاد نے وہ مثبت مقصد حاصل کر لیا ہے جس کیلئے اس نے انتھک اور مسلسل تحریک چلائی تھی۔ وہ آج یہاں مسجد نیلا گنبد پر نماز ظہر کے بعد قومی اتحاد کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کے عظیم الشان جلوس کے شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خاں' امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں محمد طفیل' وفاقی وزیر قدرتی وسائل چوہدری رحمت الٰہی اور مسلم لیگ چٹھہ گروپ کے سیکرٹری جنرل

ملک محمد قاسم نے بھی خطاب کیا۔ تقریروں کے بعد مفتی محمود اور دیگر رہنماؤں نے مسجد نیلا گنبد میں ہی نماز عصر ادا کی جس کے بعد ان رہنماؤں کی قیادت میں یہ عظیم الشان جلوس مختلف راستوں سے مسجد شہداء پہنچ کر ختم ہوا' جہاں شرکاء جلوس نے مولانا مفتی محمود کی رفاقت میں نماز مغرب ادا کی۔ (روزنامہ جسارت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

دیوبندیوں کے ''قومی اتحاد'' کی حمایت:

دیوبندی گروہ کی تنظیم ''جماعت اسلامی'' اور دیگر دیوبندی تنظیموں کے ارکان پر مشتمل ''قومی اتحاد'' کے دور میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر روزنامہ جنگ کی ایک خبر کی سرخیاں ملاحظہ فرمایئے۔

جشن عید میلاد النبی آج جوش وخروش سے منایا جائے گا۔ تقریبات کا آغاز ۲۱ توپوں کی سلامی سے ہوگا۔ گورنر کی صدارت میں جلسہ ہوگا۔ شہر بھر میں جلوس نکالے جائیں گے۔ نشتر پارک آرام باغ اور دیگر علاقوں میں جلسے ہوں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۹ فروری ۱۹۷۶ء)

- روزنامہ حریت کی ایک خبر کی سرخیاں ملاحظہ ہوں!

اسلامی قوانین کے نفاذ کے بعد قومی اتحاد کی تحریک کا مثبت مقصد حاصل ہوگا۔ مفتی محمود معاشرہ کو مکمل طور پر اسلامی بنانے میں کچھ وقت لگے گا۔ عید میلاد کے موقع پر مفتی محمود کی قیادت میں عظیم الشان جلوس۔ (۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

- روزنامہ مشرق کی ایک خبر ملاحظہ ہو!

لاہور ۹ فروری (پ پ) قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود اور نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خاں کل یہاں عید میلاد النبی کے جلوس کی قیادت کریں گے۔ یہ اجلاس

نیلا گنبد سے نکل کر مسجد شہداء پر ختم ہوگا۔ (روزنامہ مشرق کراچی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء)

فیصلہ کیجئے! کبھی جشن وجلوس وعید میلاد شریف پر بدعت وگمراہی کے فتوے اور کبھی جلوس عید میلاد کی قیادت کے مظاہرے۔ کیا یہ ابن الوقتی' فتوے فروشی اور منافقت ہے یا سنی مسلک کی صداقت کا کھلے بندوں اعتراف؟ بتایئے! ۱۹۷۱ء کے قومی اتحاد میں جو عمل شرعا درست تھا وہ آج کیوں غلط' حرام اور مکروہ ہوگیا ہے۔

نوٹ: آخری تین حوالے بتیان القرآن جلد ۳' ص ۷۰' ۶۹ سے لئے گئے ہیں۔

کوثر نیازی:

دیوبندیوں کے کوثر نیازی نے لکھا ہے: قرون اولیٰ سے اکابر علمائے اسلام یوم ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر و برکت کا دن مانتے اور اسے عید سعید کی طرح مناتے چلے آئے ہیں۔ ان اکابر علماء میں وہ زعمائے ملت بھی شامل ہیں جو ارتکاب بدعت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے بلکہ جن کی مبارک زندگیاں بدعات کو ختم کرنے اور سیئات کے خلاف جہاد کرنے میں گزری ہیں۔ (میلاد النبی ص ۲۰)

مودودی کی بیگم صاحبہ:

دیوبندیوں کے ابوالاعلیٰ مودودی محفل میلاد کے خلاف زہر اگلتے رہے لیکن ۱۲ ربیع الاوّل کے موقع پر لاہور کے ایک کلب میں محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں مودودی صاحب کی بیگم بھی شریک ہوئیں' قیام وسلام بھی ہوا اور دعا پر مجلس ختم ہوگئی۔ بیگم مودودی کی تقریر کا یہ حصہ قابل ذکر ہے۔ "یہ مہینہ ہر برس آتا ہے اور ہم عید میلاد النبی بڑے چاؤ اور جذبے سے مناتے ہیں۔ (نوائے وقت لاہور ۲۱ جون ۱۹۷۶ء)

فیصلہ کیجئے' مودودی کی بیگم صاحبہ ان کی اجازت سے محفل میں شریک ہوئیں یا لوگوں پر فتوے لگانے والوں کا اپنی اہل خانہ پر کوئی اثر نہیں ہے۔

دیوبندی جماعت اسلامی:

دیوبندی مودودی تنظیم کے مرکز منصورہ لاہور میں اس مرتبہ (جولائی ۱۹۹۷ء) ۱۲ ربیع الاوّل سے ایک دن قبل روزنامہ اخبارات (پاکستان خبریں وغیرہ) میں گنبد خضریٰ کے نقشہ سے مزین ایک نمایاں بیش قیمت اشتہار شائع کیا گیا جس میں تسمیہ کے بعد لکھا تھا: بسلسلہ ۱۲ ربیع الاوّل ولادت باسعادت حبیب کبریا سرور محسن انسانیت' خاتم الانبیاء' حضور نبی کریم ﷺ جلسۂ عام (محفل حمد ونعت) منعقد کیا جارہا ہے۔ ۱۸ جولائی بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر جامع مسجد منصورہ میں زیر صدارت قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان' اس کے بعد چار اشعار ہیں:۔ وہ دانائے سبل ختم الرسل' مولائے کل جس نے الخ (خاکپائے حبیب کبریا اعجاز احمد چوہدری داہل منصورہ لاہور)

✿ لاہور جماعت اسلامی کے ہیڈ کوارٹر منصورہ میں پہلی بار ۱۲ ربیع الاوّل کو جشن میلادالنبی منایا گیا' اس موقع پر منصورہ کے برابر سڑک کے دونوں طرف چراغاں کیا گیا تھا اور فٹ پاتھوں پر جماعت کے جھنڈے بھی بڑی تعداد میں نصب کئے گئے تھے۔ منصورہ کے اندر بھی چراغاں تھا' جبکہ جلسے کے اختتام پر لنگر کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۰ جولائی ۱۹۹۷ء)

✿ دیوبندیوں کی مشہور تنظیم مجلس احرار کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع الاوّل کو مسجد احرار ربوہ میں ۲۱ ویں دوروزہ "سیرت خاتم النبیین کانفرنس"، مجلس احرار کے مرکزی رہنماء عطاء المہیمن شاہ بخاری کی زیر سرپرستی منعقد ہوئی جس سے انکے علاوہ مولانا احتشام الحق

کراچی، مولانا محمد یوسف احرار، مولانا احمد یار لالیاں اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔ اور کانفرنس کے اختتام پر ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا۔ (جنگ لاہور ۲۰ جولائی ۱۹۹۷ء)

✿ ڈیرہ اسماعیل خاں (صوبہ سرحد) میں بھی فضل الرحمن دیوبندی اور اسکے والد مفتی محمود کے زیر اثر علاقہ میں اہلسنت و جماعت (بریلوی) حضرات کے مقابلہ میں دیوبندی تنظیم اہل السنت والجماعت کے زیر اہتمام ۱۲ ربیع الاول کو بتقریب میلاد النبی حسب سابق جلوس میلاد شریف نکالا جاتا ہے۔ (نمائندہ خصوصی)

✿ دیوبندیوں کے ہفت روزہ ''خدام الدین'' لاہور ص ۲۰ جلد ۳۱ شمارہ ۳۸ پر ہے: چاند نظر آتے ہی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاریاں عروج پر ہوتی ہیں۔ مساجد میں محافل ہوتی ہیں اور سیرت طیبہ کے جلوسوں کا پروگرام ہوتا ہے۔

✿ اجمل دیوبندی کے شائع کردہ رسالہ ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' ماہ ربیع الاوّل ۱۴۰۶ھ جلد ۲۸ میں ہے:

یہ ہے یوم ولادت اس رسول پاک کا یارو
بڑھایا مرتبہ جس نے فلک سے خاک کا یارو

دیوبندیوں کی دیگر یادگاریں:

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد منانے کے علاوہ دیوبندیوں نے مزید کئی یادیں منانے، انہیں منانے کی دعوت دینے اور سالانہ قائم رکھنے پر بھی عمل کیا ہے۔ اگر یاد منانا شرعاً ناجائز تھا تو ایسا کیوں کیا گیا؟ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں

۱۔ جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد اجمل خان نے مطالبہ کیا ہے کہ خلفاء راشدین کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۰ جون ۱۹۹۲ء)

۲۔ سپاہ صحابہ کے سربراہ ضیاء الرحمٰن فاروقی نے اعلان کیا ہے کہ یکم محرم کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت منایا جائے گا اور جلوس بھی نکالے جائیں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲ جون ۱۹۹۲ء)

کیا یہ جلوس اور دن منانا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

۳۔ سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی نے یکم محرم الحرام کو یوم فاروق اعظم کی سرکاری تعطیل پر کہا ہے کہ آج کا دن عید کا دن ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۷ جون ۱۹۹۴ء)

بتائیے! یہ دن عید کیسے ہو گیا' دیوبندی تو میلاد النبی کو عید کہنے پر شرماتے ہیں۔

۴۔ سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام گذشتہ روز ۲۲ فروری کو پورے ملک میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کا یوم شہادت انتہائی عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ سپاہ صحابہ جھنگ کے زیر اہتمام احرار پارک محلہ حق نواز شہید میں ایک تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سپاہ صحابہ کے قائم مقام سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق ایم ۔ این ۔ اے نے کہا کہ ۲۲ فروری کی نسبت سے حضرت جھنگوی شہید کی شہادت کا دن ہے۔ اور ۲۱ رمضان المبارک کی نسبت سے یہی دن حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کی شہادت کا دن ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۳ فروری ۱۹۹۵ء)

گویا ایک دن میں دو یادیں منائی گئیں ہیں۔

۵۔ سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی کی دوسری برسی کے موقع پر ۲۲ فروری کو پاکستان سمیت دیگر ممالک میں مولانا جھنگوی کی یاد میں سپاہ صحابہ جلسے' سیمینار اور دیگر تقریبات منعقد کرے گی۔ سپاہ صحابہ کے تمام مراکز دفاتر میں ایصال ثواب کیلئے صبح

نو بجے قرآن خوانی ہوگی۔ مرکزی تقریب جھنگ میں مولانا جھنگوی کی مسجد میں قرآن خوانی سے شروع ہوگی اور بعد میں عظیم الشان جلسہ ہوگا جس میں قائدین خطاب کریں گے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ فروری ۱۹۹۲ء)

لیکن ''قائدین'' کو یہ بھی واضح کرنا چاہیئے تھا کہ جس ''مسلک'' میں امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا دن منانا غیر اسلامی' خلاف شرع' بدعت' حرام اور گمراہی تھا۔ اس مسلک میں یکدم صحابہ کرام اور اپنے مولویوں کی یاد میں تداعی و اہتمام کے ساتھ قرآن خوانی' کانفرنسیں' جلسے' جلوس اور دیگر تقریبات منعقد کرنا کس طرح جائز ہوگیا؟ کیا یہ مسلک ہر دور میں از سر نو جنم لیتا ہے؟ یا منافقت کو بنیاد بنا رکھا ہے؟ اگر محافل میلاد اور تقریبات عرس غلط ہیں تو ایام صحابہ وصنادید دیوبند منانے پر کون سی نص وارد ہوئی ہے؟ دیدہ باید

۶۔ یوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر تعطیل نہ کرنے کے خلاف سپاہ صحابہ کا مظاہرہ:

سپاہ صحابہ کے عطاء الرحمٰن فاروقی نے کہا ''حضرت عمر کی شہادت پر یکم محرم الحرام کو چھٹی منسوخ کرنا گستاخی ہے' خلفاء راشدین کے ایام سرکاری طور پر منائے جانے کی بجائے حکومت نے یکم محرم کی چھٹی منسوخ کر کے عوام کو رنجیدہ کیا ہے''۔

(روزنامہ خبریں لاہور ۷ مئی ۱۹۹۷ء)

✿ خلفائے راشدین کے یوم سرکاری سطح پر منانا ناقابل فہم ہے۔ محمد احمد مدنی کا مظاہرین سے خطاب کراچی (پ ر) سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ اس سلسلے میں جامعہ صدیق اکبر ناگن چورنگی میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ڈویژنل رہنما علامہ محمد اویس نے حضرت عمر فاروق کے کارناموں پر روشنی ڈالی' بعد ازاں یوم شہادت حضرت عمر فاروق پر عام تعطیل نہ کرنے

کے خلاف سپاہ صحابہ کے تحت احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین پہلے کارڈ اور بینر اُٹھائے ہوئے تھے۔ جن پر یوم خلفائے راشدین کو سرکاری سطح پر منانے' اس روز عام تعطیل کرنے' اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لٹریچر کی ضبطی اور اس پر رہنماؤں اور کارکنوں کی رہائی پر مشتمل مطالبات درج تھے۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی سیکرٹری جنرل مولانا محمد احمد مدنی نے کہا کہ ملک میں ملکی اور علاقائی سطح پر رہنماؤں کے یوم منائے جاتے ہیں لیکن اسلامی ملک میں خلفائے راشدین کے یوم پر تعطیل نہ کرنا ناقابل فہم ہے۔ اس موقع پر ایک قرارداد کے ذریعے مولانا علی شیر حیدری' مولانا اعظم طارق' حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ' مولانا غفور ندیم اور دیگر کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ دریں اثناء سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس کراچی ڈویژن کے جنرل سیکرٹری حافظ سفیان عباسی' شفیق الرحمٰن' ابو عمار' جی اے قادری اور ایم اے کشمیری نے مظاہرہ میں شرکت پر طلبہ کا شکریہ ادا کیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ مئی ۱۹۹۷ء)

اسلامی ملک میں اگر ایام صحابہ پر عام تعطیل نہ کرنا ناقابل فہم ہے تو دیوبندیوں کے اکابر یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا اس سے بھی زیادہ ناقابل برداشت ہے' کیا یہ فتوے سپاہ صحابہ کے فہم میں آجاتے ہیں؟

۶۔ عشرہ حکیم الامت منایا جائے گا' مفتی نعیم:

کراچی (پ ر) سنی مجلس عمل پاکستان کے قائد مولانا مفتی محمد نعیم نے کہا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمی تصنیفی اور اصلاحی خدمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں' جسے کوئی بھی عاشق رسول اور محب پاکستان فراموش نہیں کر سکتا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا: ہمارا بزرگوں کے ساتھ لگاؤ اور تعلق اظہر من الشمس ہے۔

اجلاس میں سنی مجلس عمل پاکستان کے زیر اہتمام عشرہ حکیم الامت منانے کا اعلان کرتے ہوئے مفتی محمد نعیم نے کہا کہ کراچی کے تمام اضلاع میں مولانا اشرف علی تھانوی کی یاد میں مختلف پروگرام منعقد کئے جائیں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ جون ۱۹۹۷ء)

بات یہ ہے کہ اگر دیوبندیوں کیلئے تھانوی کی تعلیمات مشعل راہ ہیں، اس لئے وہ ان کا دن مناتے ہوئے ''عشرہ حکیم الامت'' منعقد کر رہے ہیں تو مسلمانوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک اسوہ حسنہ ہے اس لئے وہ اپنے آقا و مولیٰ کا دن مناتے ہوئے محافل و جلسہ ہائے میلاد کا اہتمام کرتے ہیں۔ کوئی سچا عاشق رسول ﷺ تھانوی صاحب کا دن نہیں منا سکتا، کیونکہ انہوں نے بارگاہ رسالت میں گستاخانہ عبارات لکھی ہیں، یہ کام دیوبندیوں کو ہی مبارک ہو!

کراچی (پ ر) سنی مجلس عمل پاکستان کے قائد مولانا مفتی محمد نعیم نے جامع مسجد صدیق اورنگی ٹاؤن میں عشرہ حکیم الامت کے سلسلہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی تصانیف کا مطالعہ کر کے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مذہب کسی پر بلا تحقیق بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے جھوٹ، فریب اور غیبت سے پرہیز کیا جائے۔ اجتماع سے مولانا غلام رسول مولانا انصر محمود اور مولانا محمد صدیق نے بھی خطاب کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۴ جولائی ۱۹۹۷ء)

اگر کسی پر بلا تحقیق بات کرنے کی اجازت نہیں تو بلا تحقیق اور بغیر سوچے سمجھے ''عشرہ حکیم الامت'' منانے والوں کو میلاد النبی ﷺ منانے کو بھی بدعت، حرام نہیں کہنا چاہیئے۔ کوئی قرآن و حدیث کی واضح نص پیش کریں کہ ایام صحابہ، ایام مولویان دیوبند اور عشرہ حکیم الامت منانا درست ہے اور یوم میلاد منانا حرام ہے۔

ایک خبر ملاحظہ ہو! یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملتان' بہاولپور' مظفر گڑھ اور دیگر شہروں میں جلوس' انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خلفائے راشدین کے ایام سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ تفصیل یوں ہے کہ ملتان ۲۰ جنوری انجمن سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں ملتان' بہاولپور' شجاع آباد اور دیگر شہروں میں جلوس نکالے گئے۔ ملتان میں اجتماعی جلوس کی قیادت انجمن سپاہ صحابہ کے رہنما سلطان محمود ضیاء' انور علی شاہ اور اشفاق محمود نے کی۔ (نوائے وقت ملتان ۲۱ جنوری ۱۹۹۰ء)

جشن دیوبند:

صد سالہ جشن دیوبند ۲۳، ۲۲، ۲۱ مارچ ۱۹۸۰ء جمعہ' ہفتہ' اتوار کو سرزمین ہندوستان میں منایا گیا' جس میں دوسرے ممالک کے علاوہ پاکستان سے ۸۵ علمائے دیوبند نے شرکت کی۔ بالخصوص مفتی محمود' عبدالرحمٰن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور' مولوی عبید اللہ انور' مولوی محمد مالک کاندھلوی' عبدالقادر آزاد اور غلام اللہ خان پنڈی والے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اندرا گاندھی نے کھانے کا وسیع انتظام کیا۔

(جنگ' امروز' نوائے وقت' روئیداد صد سالہ جشن دیوبند)

✿ صد سالہ جشن دیوبند کے موقع پر تقریباً پچاس ہزار افراد جن میں علماء کرام دیوبند کو تین دن کھانا کھلایا گیا جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند تھا۔ حکومت بھارت کے علاوہ وہاں غیر مسلم باشندوں' ہندوؤں' سکھوں نے بھی دارالعلوم دیوبند سے ہر قسم کا مالی تعاون کیا۔ نیز جشن دیوبند کی تقریبات پر بھارتی حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کیے۔ (روزنامہ امروز ۱۹ اپریل ۱۹۸۰ء)

یوم ایثار القاسمی:

(جھنگ) سپاہ صحابہ کے جرنیل مولانا ایثار القاسمی کا پانچواں یوم شہادت ملک بھر میں منایا گیا۔ سپاہ صحابہ کے مرکز جامع مسجد حق نواز شہید میں قرآن خوانی ہوئی۔ بعدازاں علامہ اقبال ہال بلدیہ جھنگ میں مولانا ایثار القاسمی سیمینار میں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ (جنگ لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۹۶ء)

ایسے ہی دیوبندیوں کے نزدیک جشن دارالعلوم دیوبند ڈیڑھ سو سالہ خدمات کانفرنس، اپنے مولویوں کا استقبال وجلوس، سالانہ اجتماعات وکانفرنسیں، یوم عثمانی، یوم عطاء اللہ بخاری، احمد علی کی سالانہ برسی، کافرہ ومشرکہ اندرا گاندھی کی جشن دیوبند میں صدارت وتعظیم، گاندھی وکانگریس کے جلسوں وجلوسوں میں شرکت مس فاطمہ جناح کے جلوس وجلسے اور قرآن وحدیث کے خلاف اسے سربراہ مملکت بنانے کی کوششیں، دیوبند میں سابق صدر بھارت راجندر پرشاد کے نعرے واستقبال، یوم شوکت اسلام اور غلاف کعبہ کے جلوس سب جائز، توحید اور درست ہیں لیکن میلاد النبی ﷺ منانا ناجائز، کفر وشرک اور غلط ہے۔ (استغفر اللہ)

دیگر شخصیات:

جشن میلاد اور محفل میلاد کے جواز پر یہاں چندان شخصیات کا ذکر بھی کیا جاتا ہے جنہیں دیوبندی اپنا پیشوا و بزرگ یا محترم سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

✿ مولانا رحمت اللہ کیرانوی، جنہیں براہین قاطعہ کے ص پر شیخ الہند لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو...... روایات صحیحہ کے موافق

ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت ﷺ کیا جاوے اور بعد اس کے طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں ایسی محفل کا انعقاد...... اس وقت فرض کفایہ میں ہین۔ (تقریظ برانوار ساطعہ ص ۳۱۴، الدر المنظم ص ۱۴۶)

✿ رشید گنگوہی کے شاگرد مولانا سید حمزہ صاحب نے لکھا ہے: مجلس مقدس مولود عبادت مجموعہ امور خیر سے ہے۔ (تقریظ علی الدر المنظم ص ۱۴۹)

✿ دیوبندیوں کے مرکزی پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا عبدالسمیع صاحب نے محفل میلاد اور جشن میلاد پر مکمل کتاب انوار ساطعہ لکھی اور براہین قاطعہ کے اوہام کا رد دوسرے ایڈیشن میں بڑے عمدہ طریقے سے کیا ہے اور الدر المنظم ص ۱۵۰ پر تقریظ بھی رقم فرمائی ہے۔

✿ قاسم نانوتوی کے داماد مولانا عبداللہ صاحب نے الدر المنظم پر جاندار تقریظ تحریر فرماتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ہندوستان کے مشاہیر علماء سلف وخلف کا یہی مسلک رہا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق محدث، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، مولانا احمد علی، مفتی عنایت احمد، مولانا عبدالحی، مولانا لطف اللہ، مولانا ارشاد حسین رامپوری، الحاج ملا نواب کا عمل محفل میلاد منانا ہے۔ مدرسہ دیوبند کے مدرس اعلیٰ مولوی محمد یعقوب خاص دیوبند میں محفل میلاد میں شریک ہوئے اور قیام کیا، مولوی محمد قاسم، ناظم مدرسہ دیوبند کئی بار محافل میں شریک ہوئے۔ (الدر المنظم ص ۱۵۵)

✿ رشید گنگوہی کے استاذ شاہ عبدالغنی مجددی ۱۲ ربیع الاوّل کو مسجد نبوی میں منعقدہ محفل میلاد میں شریک ہوئے۔ یہ محفل اور ذکر میلاد د صحنِ مسجد نبوی میں منبر پہ ہوا اور آخر میں قیام بھی ہوا۔ (الدرَا لمنظم ص ۱۱۳)

مزید لکھا ہے اور یہ حق ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر کرنے میں فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے۔ (شفاء الوسائل ص)

✿ دیوبندیوں کے ہاں معتبر کتاب تواریخ حبیب اللہ (تذکرہ الرشید ص ۲۸۴، جلد ۲، نشر الطیب ص ۳) کے مصنف مفتی عنایت احمد کاکوروی نے لکھا ہے: حرمین شریفین اکثر بلاد اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت درود کی کرتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں کہ یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے اور سب سے زیادہ محبت کا ساتھ نبی کریم ﷺ کے۔ (تواریخ حبیب اللہ ص ۱۵)

✿ دیوبندیوں کے ممدوح مولانا عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے کہ اکثر مشائخ طریقت رحمہم اللہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ محفل میلاد سے راضی اور خوش ہیں۔ پس وہ چیز ضرور اچھی ہے جس سے آپ خوش ہوں ...... جس زمانے میں بطرز مندوب محفل میلاد کی جائے باعث ثواب ہے۔

(مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲۸۳/۲)

✿ دیوبندیوں کے مایہ ناز علامہ محمد زاہد الکوثری لکھتے ہیں: ربیع الاوّل وہ بابرکت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن ہے' بلاد اسلامیہ میں یہ مسلسل عمل رہا ہے کہ (مسلمان ہمیشہ سے) ۱۲ ربیع الاوّل کی رات کو محفل میلاد کا اہتمام کرتے' آگے شاہ اربل اور علامہ ابن الخطاب کی تقریر کی ہے۔ (مقالات ص ۴۱۳)

✿ دیوبندیوں کے بزرگ احمد علی سہارنپوری نے لکھا ہے جو شخص مجلس میلاد میں

حاضر ہو جب لوگ قیام کریں وہ بھی قیام کرے اگر قیام نہ ہو تو وہ بھی کھڑا نہ ہو۔

انوار ساطعہ بحوالہ شفاء الصدور ص ۱۰)

❁ مولانا عبدالحق خیر آبادی، ان سے کسی نے میلاد خوانی کے متعلق پوچھا تو فرمایا بہت اچھا کام ہے پڑھنے والے کو مٹھائی کا دوسرا حصہ ملتا ہے۔ (مجالس حکیم الامت ۹۴)

❁ دیوبندیوں کے مانے ہوئے بزرگ حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی فرماتے ہیں: میلاد شریف کا پڑھنا اور ولادت باسعادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا مستحب ہے۔ (مقامات سعیدیہ ومناقب احمدیہ ص ۱۲۵)

دیوبندیوں کے دیگر مختلف جلوس:

دیوبندیوں نے اپنے سیاسی مفاد کیلئے اپنے مسلک کا خون کرتے ہوئے جہاں جشن میلاد النبی ﷺ منایا اور اس سلسلہ میں جلوس نکالے اور دعوتیں دیتے رہے، وہاں انہوں نے ابن الوقتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیگر کئی جلوس نکالے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

خواتین کا جلوس:

❁ ۳۰ مارچ ۱۹۷۷ء کے روز مفتی محمود کی زیر صدارت قومی اتحاد کا فیصلہ تھا کہ آج خواتین کا جلوس نکالا جائے گا۔ سوا تین بجے فاطمہ جناح روڈ سے جلوس کا آغاز ہوا جلوس میں سب سے آگے بیگم مودودی تھی۔ (ہفت روزہ ایشیا لاہور ۳ اپریل ۱۹۷۷ء)

سیرت اور مدحِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جلوس:

حسین احمد مدنی دیوبندی، سابق صدر دارالعلوم دیوبند نے سیرت اور مدح

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جلسوں اور جلوسوں کی اہمیت وافادیت کو یوں بیان کیا ہے:

مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی اشاعت کریں' اس لئے ان پر بھی لازم ہے کہ ساری نوع انسانی کو ان باتوں سے واقف کریں اور ہر بستی میں عام جلسوں اور جلوسوں وغیرہ سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو بتائیں کہ ان بزرگواروں نے دنیا میں کیا کارنامے بطور یادگار چھوڑے ہیں' ہندوستان کے کروڑوں مسلمان اور غیر مسلم جاہلِ محض ہیں۔ ان بے پڑھے لوگوں کو مقدس ہستیوں کی زندگی کے پاکیزہ حالات اور ان کے مہتمم بالشان کارناموں سے روشناس کرانے کا سوائے اس کے کیا ذریعہ ہے کہ بار بار عام جلسوں اور جلوسوں میں ان کا ذکر خیر کیا جائے اور ان کے نام نامی سے ہر کہ ومہ کو مانوس بنایا جائے' بالخصوص ایسی جگہوں میں جہاں کہ غلط فہمیاں قصداً پھیلائی جاتی ہوں' یہی مقصد سیرت کے جلسوں اور جلوسوں کا ہے اور یہی مقصد مدحِ صحابہ کے جلسوں اور جلوسوں کا ہے۔ (ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ ربیع الاوّل ص ۱۹۶۶)

اس پر ہماری طرف سے اتنا اضافہ قبول کر لیا جائے کہ یہی مقصد ''جلوس میلاد النبی'' کا ہے۔ اس اقتباس میں دوٹوک تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جلوس اور جلسے مسلمانوں کے فریضہ کی ادائیگی کا ذریعہ ہے تو گر اہلسنت اسی فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں۔

غلاف کعبہ کا جلوس:

دیوبندی تنظیم ''جماعت اسلامی'' کے بانی ابواعلیٰ مودودی نے غلاف کعبہ کے جلوس کے متعلق لکھا ہے۔

عدم ذمہ داری:

اور جہاں (غلاف کعبہ کے جلوس میں) ہزاروں لاکھوں آدمی ٹوٹ پڑے

ہوں' وہاں یہ بھی ممکن نہ تھا کہ کسی شخص کو بھی حد سے تجاوز نہ کرنے دیا جائے' اس سیلاب میں اگر کچھ لوگ منع کرنے کے باوجود غلاف کعبہ کو چوم بیٹھے یا کوئی بندۂ خدا غلاف ہی سے دعا مانگ بیٹھا یا مردوں کی نمائش میں کچھ عورتیں خود اپنے گھر والوں کے ساتھ آ گئیں تو اس کی ذمہ داری آخر منتظمین پر کیسے عائد ہو جائے گی' اتنی بڑی خیر میں اگر کہیں مشرکانہ مبتدعانہ بات ہو گئی تو وہ معترضین کی گرفت میں آ گئی' حالانکہ جہاں لاکھوں آدمی جمع ہوں وہاں کون اس امر کی ضمانت لے سکتا تھا کہ کوئی فرد بھی کوئی غلط کام نہ کرے گا' چلتے ہوئے مجمع میں سے اگر کچھ لوگ کوئی بیجا بات کر گزرے تو کیا صرف اس وجہ سے اس خیر عظیم پر پانی پھیر دیا جائے گا۔ اتنے بڑے پیمانے پر اس روز شہر لاہور میں رونما ہوئی۔

مکھی کی مثال:

یہ تو مکھی کا سا حال ہوا کہ ساری پاک چیزوں کو چھوڑ کر وہ صرف گندگی ہی کی تلاش کرتی ہے اور کہیں اس کی کوئی چھینٹ پا جائے تو اسی پر جا بیٹھتی ہے۔

خیر کا غلبہ:

اگر کہیں ان لاکھوں انسانوں کے مجمع میں کوئی غلاف یا غلاف لے جانے والی ٹرین کو چوم بیٹھا یا کسی نے ٹرین کے انجن کو شریف کہہ دیا یا کارکنوں کے منع کرنے کے باوجود لوگوں نے ٹرین کے اندر پیسے پھینک دیئے یا ہجوم کی کثرت کے باعث عورتوں اور مردوں کو خلط ملط ہونے سے نہ روکا جا سکا تو بس یہی واقعات ہمارے دین داروں نے اعتراض جڑنے کیلئے چن لیئے اور اس ساری خیر کو نظر انداز کر دیا جو اس کام میں غالب پائی جاتی تھی۔

بدعت:

کسی فعل کو بدعت مذمومہ قرار دینے کیلئے صرف یہی بات کافی نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہوا تھا' لغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کیلئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مضرت دفع کرنا مقصود نہ ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے جس کا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اس ادعا کے ساتھ لازم کرے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے۔ یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بناء پر کہ فلاں کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا اسے ''بدعت'' بمعنی ضلالت نہیں کہا جا سکتا۔

کپڑے کا جلوس:

اس اصول کی وضاحت کے بعد اب عرض کرتا ہوں کہ غلاف کے کپڑے کا جلوس نکالنا اور اس کی نمائش کا انتظام کرنا بلاشبہ ایک نیا کام تھا جو عہد رسالت اور زمانہ خلافت راشدہ میں نہیں ہوا' اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کس فقہی قاعدے سے میں بدعت ضلالت کا مرتکب ہوا ہوں (غلاف کعبہ کا احترام) اس نسبت کا احترام ہے جو اسے اللہ کے گھر سے حاصل ہو گئی ہے' اس احترام کیلئے اللہ کی عظمت و محبت کے سوا کوئی دوسرا محرک نہیں ہے' کوئی اسے مذموم ٹھہرائے اور خواہ مخواہ شرک قرار دے تو یہ زیادتی ہے۔ (ترجمان القرآن' اپریل ۱۹۶۳ء ملخصا)

ملاحظہ فرمائیں! مودودی جماعت کے بانی نے غلاف کعبہ کا جلوس کیا نکالا' اہلسنت کے تمام اصول وکلیات کو تسلیم کر لیا اور جشن میلاد النبی ﷺ اور دیگر تقریبات کی وجہ سے اعتراضات پیدا کرنے والوں کو جوابات بھی دے دیئے۔

غلاف کعبہ کا جلوس' پھر جگہ جگہ اس کی نمائش وغیرہ دیوبندی اصولوں کے مطابق سراسر بدعت ضلالت ہے لیکن چونکہ یہ کام مودودی صاحب کر گزرے ہیں اس لئے اگر ایک کام سنی مسلمانوں کیلئے ہو تو بدعت اور اگر وہی کام ایوان دیوبند میں انجام پذیر ہو تو وہ شریعت بن جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مودودی اصولوں کی روشنی میں جشن میلاد النبی ﷺ اور دیگر سنی تقریبات کو شرک' کفر' حرام اور بدعت وغیرہ کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ اگر غلاف کعبہ ابھی کعبہ مقدسہ سے مس نہیں ہوا' ابھی خانہ کعبہ بھی نہیں پہنچا۔ تا حال دیوبندیوں' مودودیوں کے ہاتھوں میں ہی ہے تو اس کا ادب اور احترام' کعبہ کی نسبت کا احترام ہے تو آمد رسول ﷺ پر خوشی کا اظہار در اصل محبوب خدا ﷺ کی عزت وعظمت کا مظاہرہ ہے کہ جن کا بارگاہ خداوندی سے ازل سے ابد تک رابطہ ہے جو کبھی منقطع نہیں ہو گا بلکہ بڑھتا ہی چلا جائے گا اگر جلوس غلاف کعبہ پر اعتراض زیادتی ہے تو جشن آمد رسول ﷺ اور جلوس میلاد النبی ﷺ پر اعتراض خبث باطنی ہی ہے۔ (واللہ الهادی والموفق)

شاہ فیصل کا جلوس واستقبال:

شاہ فیصل (سابق سربراہ سعودی مملکت) کے ۱۳۸۵ھ کے دورہ پاکستان کے موقع پر دیوبندی' مودودی اور نجدی حضرات نے اس سلسلے میں جلوس واستقبال کیلئے بڑے ہی جوش و خروش کے ساتھ پرزور اپیلیں کیں' جس کی چند جھلکیاں دیوبندی لٹریچر سے ملاحظہ ہوں۔

مودودی کی اپیل:

دیوبندی مودودی جماعت کے ''امیر'' ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے کہا:

خواص وعوام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ معزز قومی مہمان کا شایان شان استقبال کریں، مختلف شہروں اور قصبات سے لوگ گروہ در گروہ اپنی محبت کے اظہار کیلئے کراچی، لاہور، راولپنڈی اور پشاور پہنچیں، آپ نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ چاروں مقامات پر شاہ فیصل کی آمد کے روز دفاتر اور درسگاہوں کو لازماً چھٹی دے۔ کارخانوں اور کاروباری اداروں کو بھی بند رہنا چاہیئے تاکہ لاکھوں کارکن اور مزدور اس تاریخی موقع پر قومی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں۔ نیز ہوائی اڈوں تک آمد ورفت کیلئے پبلک کو خصوصی سہولتیں ملنی چاہئیں۔ (نوائے وقت لاہور ۲۷ دسمبر ۱۳۸۵ھ)

غلام غوث ہزاروی کی تمنا:

دیوبندی تنظیم ''جمعیت علماء اسلام'' کے ناظم ہزاروی نے کہا: شاہ فیصل کا باوقار، پُر خلوص اور شاندار استقبال ہمارے عشق ومحبت کا مظاہرہ ہوگا جو ہمارا فرض ہے اس لئے ہمیں اس میں مکمل دلچسپی لینی ضروری ہے۔

(ترجمان اسلام ۳۰ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ)

جمیل احمد تھانوی دیوبندی:

دیوبندیوں کے مفتی جمیل نے اپنے عربی اشعار میں جو کہا اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے لاہور تجھے کیا ہوا کہ تیرے معاملہ میں حیران ہو کر دیکھ رہا ہوں

کہ تو نور ہی نور بن گیا یہاں تک کہ سربلند آبادیوں سے فوقیت لے گیا

میں آج تیرے چاروں طرف نور کو بلند ہوتے دیکھ رہا ہوں۔

اور آسمان سے زمین کے نیچے تک نور نازل ہو رہا ہے۔

تیرے کنارے ایسے چمک اُٹھے کہ گویا

روشن آفتاب تیرے صحن میں اتر آیا ہے

تیرے لئے آج کیا بات ہو گئی ہے آج سے پہلے تو ایسا نہ تھا

آج ندا دینے والے نے ندا دی اے لوگو خوش ہو جاؤ

کہ لاہور کا نصیبہ چمک اُٹھا ہے اور نورانی ہو گیا ہے۔

(مشرق لاہور ۳۰ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ)

فیصلہ کیجئے! کہ یہ لوگ، شاہ فیصل کی آمد پر اس قدر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے، ساری قوم کو جلوس واستقبال کیلئے دعوت دے رہے ہیں، اسے عشق ومحبت کا مظاہرہ اور اپنا فرض قرار دینے سے بھی نہیں ہچکچا رہے، لاہور کو ساری مخلوق کیلئے قابل رشک اور اسے "نور ہی نور" بنا دیا لیکن آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ان لوگوں کی خوشیاں کیوں چھن جاتیں، قوم کیلئے راستے کا سب سے بھاری پتھر بن جاتے ہیں، ان کے "عشق ومحبت" کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں بلکہ ان دنوں میں وہ "فسق ونفرت" میں بدلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، محبت رسول کا کوئی فرض ان پر عائد نہیں ہوتا، جلوس میلاد النبی کے پروگرام ان کیلئے باعث قلق وجلن ہو جاتے ہیں، نور نبوت سے عشاق رسول کو محروم کرنے کیلئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں، سوچئے! شاہ فیصل کے جلوس سے اس قدر محبت اور جلوس شان رسالت سے اتنی عداوت۔ (معاذ اللہ) آخر کیوں؟

راجندر کا جلوس:

۱۳ جولائی ۱۹۵۷ء کا روز دار العلوم دیو بند میں وہ تاریخی دن تھا جب دار العلوم میں عالی جناب راجندر پرشاد صاحب بالقابہ نے صدر جمہوریہ ہند کی حیثیت سے قدم رنجہ فرمایا۔ پروگرام کے مطابق صبح کے ۸ بجے جب صدر جمہوریہ اپنے سیلون سے برآمد ہوئے تو اوّلاً حضرت مولانا حسین احمد مدنی سے اور پھر حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیو بند سے صدر محترم نے مصافحہ کیا' حضرت مہتمم صاحب نے صدر کو ہار پہنایا۔ ۸ بج کر ۱۰ منٹ پر صدر محترم (راجندر پرشاد) دار العلوم دیو بند کیلئے اپنی کار میں روانہ ہوئے' اسٹیشن سے لے کر دار العلوم تک راستہ خیر مقدم کیلئے بنائے ہوئے خوشنما دروازوں اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے آراستہ تھا۔ دیو بند اور قرب و جوار کے ہزاروں اشخاص سڑک پر دورویہ صدر کے استقبال کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ دار العلوم سے تقریباً ۳۔۴ فرلانگ کے فاصلے تک طلباء دار العلوم دیو بند کی دورویہ قطاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ جب طلباء کی ان دلکش قطاروں کے درمیان سے صدر محترم کی کار گزرنی شروع ہوئی تو دیو بند کی فضاء استقبالیہ نعروں سے گونج اُٹھی' کتب خانہ کے معائنہ کے بعد صدر جمہوریہ ٹھیک ۹ بجے استقبالیہ جلسہ میں شرکت کیلئے پنڈال میں لے گئے۔ عظیم الشان اور حسین پنڈال مختلف گیلریوں میں تقسیم تھا۔ صدر محترم نے جونہی ڈائس پر قدم رکھا پورا مجمع صدر راجندر پرشاد کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ حضرت مولانا مدنی نے صدر محترم کو سنہرا ہار پہنایا۔ دار العلوم کی جانب سے اللہ اکبر دار العلوم زندہ باد کے نعروں سے صدر محترم کا خیر مقدم کیا گیا۔ (ماہنامہ دار العلوم دیو بند تمبر ۱۹۵۷ء)

غلام خانی جلوس:

۱۷ مئی ۱۹۵۷ء بروز جمعۃ المبارک (غلام اللہ خاں دیوبندی کے) دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کی جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا' اس تقریب کی تیاریاں صبح ہی شروع ہو گئی تھیں' داخلہ کے مغرب اور جنوبی دروازوں کو خاص چادروں اور درختوں کی سبز شاخوں سے سجایا گیا اور دونوں راستوں پر دار العلوم کی حدود میں رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں بھی لگائی گئی تھیں' خان امان اللہ خاں ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کا اسم گرامی جب مائیکروفون پر لیا گیا تو لوگوں میں ہل چل مچ گئی اور بے اختیار ہو کر نعرہ تکبیر اور امان اللہ خاں نیازی زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ اس دوران میں ایک فوٹو گرافر نے جو بظاہر اخباری نمائندہ ہی معلوم ہوتا تھا آپ کا فوٹو بھی لیا۔ (روزنامہ تعمیر راولپنڈی ۲ جون ۱۹۵۷ء)

آزاد کشمیر:

ہجیرہ کچھ فاصلہ پر حضرت شیخ القرآن (غلام خان) کی کار نظر آئی' تو نعروں کے گونجنے کی آواز آئی' عوام آزاد کشمیر نے جس جذبے سے استقبال کیا' اس کی مثال نہیں ملتی' سرداران ہوانہ میرہ میں جو جذبہ دیکھا' اس کے متعلق کچھ لکھا نہیں جا سکتا' مولانا کی کار دیکھتے ہی نعرے اور گولہ بازی شروع کر دی۔ گیٹ بازاروں اور مقام تقریر کو بہت سجایا ہوا تھا' خاص کر سردار بگا خاں صاحب نے تو بے حد جوش و خروش کا مظاہرہ فرمایا۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ۱۹۶۳ء)

انگریز کے استقبال کا جلوس:

اشرف علی تھانوی نے کہا ہے: قصبہ بگیرہ میں ایک مدرسہ کا جلسہ تھا' وہاں کے

منتظمین نے پنڈال بنایا جس پر روپیہ زیادہ صرف کیا اور علماء کی آمد پر جھنڈیوں سے استقبال کا سامان کیا' اس پر دیوبند میں لیفٹننٹ گورنر آیا تھا' اسکی امد پر ایسے ہی تکلفات کیئے گئے تھے' حیرت کی بات ہے کہ ہم اگر علماء کا اکرام کریں وہ تو ناجائز اور انگریز کا اکرام جائز۔ (الاضافات الیومیہ ص ٦٦، جلد ٦)

اس سے بھی زیادہ حیرت اس پر ہے کہ ہم اہلسنت آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جشن' جلوس اور مسرت کا اظہار کریں تو بدعت و ناجائز' دیوبندی اپنے مولویوں' سیاسی لیڈروں حتیٰ کہ انگریزی گورنروں کے استقبال میں یہ سب کچھ ڈالیں تو سنت و جائز قرار پاتا ہے

دیوبندی رضا کاروں کا اونٹوں اور نقاروں کی شکل میں جلوس:

دیوبندیوں کے مناظر منظور نعمانی نے لکھا ہے: امروہہ میں جمعیۃ العلماء ہند دہلی کا اجلاس شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے ہی جمعیتی رضا کاروں کے جتھے آنا شروع ہو گئے۔ میرے وطن سنبھل کے جتھا کے بعض آدمی علی الصبح پہنچ گئے اور انہوں نے بتایا ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہمارا جتھا ایک جلوس کی شکل میں امروہہ میں داخل ہو۔ اس جلوس میں کچھ اونٹ ہوں' ان پر نقارے ہوں' اس لئے ہمارے واسطے اونٹوں اور نقاروں کا انتظام کر دیا جائے' میری اور اکثر کارکنوں کی رائے جلوس کے حق میں تھی لیکن حافظ عبدالرحمٰن صاحب کی رائے نہیں تھی' ان کو غالباً اس کے جواز میں بھی شبہ تھا' یا وہ اسکو ثقاہت اور سنجیدگی کے خلاف سمجھتے تھے' یہ مشورہ چل رہا تھا کہ اچانک سید عطاء اللہ شاہ بخاری داخل ہوئے اور فرمایا: کیا ہو رہا ہے' میں نے کہا ہم لوگ ایک مسئلہ پر غور کر رہے ہیں' سنبھل کے رضا کاروں کا جتھا آ رہا ہے وہ اس طرح کا جلوس نکالنا چاہتے ہیں ہم سب میں سے کچھ کی رائے ہے۔ نکلنا چاہیئے فرمایا' منگواؤ اونٹ اور نقارے' ایک اونٹ

پر میں خود بھی بیٹھوں گا۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء)

اب چونکہ یہ جلوس دیو بندی تنظیم کیلئے تھا جس کا مقصد اپنے دھرم کو چمکانا تھا' اس لئے جائز تھا اور اونٹوں اور نقاروں کے جواز میں بھی کوئی حرج محسوس نہیں کیا جا رہا'۔ اگر جلوس میلاد النبی ہوتا تو سب سے پہلے منظور نعمانی کی طرف سے ہی فتویٰ صادر ہوتا'۔ اب چونکہ معاملہ گھر کا ہے لہٰذا سب کچھ جائز ہے۔

یوم تشکر کا جلوس:

لاہور ۲۵ مئی آج مجلس احرار اسلام کے ۶۲ جیوش نے جو دس ہزار سے زائد رضا کاروں پر مشتمل تھے' شہر بھر میں یوم تشکر مناتے ہوئے جلوس نکالا۔ شہر میں بیسیوں دروازے بنائے گئے' گوالمنڈی میں بخاری گیٹ' باب افضل حق اور باب جناح خاص طور پر قابل ذکر ہیں' باب جناح پر بابائے ملت قائداعظم محمد علی جناح کی ایک بڑی تصویر آویزاں تھی' سرجیوش رضا کاروں نے اس گیٹ پر پہنچ کر قائداعظم کو سلامی دی' جلوس کے دوران میں ایک ہزار سے زائد گولے چھوڑے گئے' باب جناح پر جلوس کا خیر مقدم گیارہ لوگوں کی سلامی سے کیا گیا۔ (روزنامہ زمیندار ۲۷ مئی ۱۹۵۱ء)

جمعۃ الوداع کا جلوس:

رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ میں لاہور جمعۃ الوداع کے موقع پر دیو بندی تنظیم جمعیت العلماء نے جلوس و مظاہرہ کا اہتمام کیا' جس میں کسی وجہ سے پولیس کے ساتھ جھڑپ ہوگئی اور ان کے اپنے بقول دیگر افراد کے علاوہ پولیس نے احمد علی لاہوری کے فرزند عبید اللہ انور پر بھی لاٹھی چارج کیا اور لاٹھیوں کی شدید ضربات پہنچانے کے بعد

ٹرک پر لادا گیا' پھر ان کی داڑھی نوچی گئی اور ان کے پیٹ میں بوٹوں سے ٹھڈے مارے گئے جس میں ان کے پیٹ کے اندر زخم ہو گئے اور حوالات میں جا کر پیشاب کے ساتھ خون آنے لگا' مسلسل رات بھر رفع حاجت کی اجازت نہ دی گئی اور اسی حالت میں انہیں قے آنے لگی۔ (ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ۳ جنوری ۱۹۶۹ء)

۲۷ دسمبر کا اجلاس:

۲۷ دسمبر کا جمعیت العلماء اسلام (دیوبند) کی طرف سے ایک اور جلوس نکالا گیا' جس میں نیشنل عوامی پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے بھی شرکت کی' یہ جلوس سینکڑوں کتبے اور ماٹو اُٹھائے ہوئے چوک رنگ محل سے گزرا تو چھتوں پر کھڑے لوگوں نے جلوس پر پھولوں کی بارش کی اور بھی متعدد مقامات پر لوگوں نے جلوس پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں' عرق گلاب چھڑکا اور تالیاں بجا بجا کر خیر مقدم کیا' جلوس میں نعرے لگائے جا رہے تھے' ان میں زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے بھی شامل تھے' نوجوانوں کی کچھ ٹولیاں راستے میں سینہ کوبی بھی کرتی رہیں۔ (ایضاً)

ملاحظہ فرمائیں! جلوس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام تر خیرات وحسنات پر بھی مشتمل ہو تو وہ بدعت اور شرک ہی قرار پاتا ہے اور اپنے جلوس سراسر خلاف اسلام ہی کیوں نہ ہوں وہ جائز اور درست ہوتے ہیں۔

یوم جمہوریت کا جلوس:

کمالیہ میں یوم جمہوریت کے موقع پر ایک جلوس نکالا گیا' جس میں پہلے جمعیت العلماء اسلام پھر جماعت اسلامی کمالیہ کے امیر طلباء اور دیگر آزاد قسم کے نوجوان

جلوس کی رونق کو دوبالا کر رہے تھے' جلوس میں ایسے سوقیانہ گندے اور رذیل نعرے لگائے جارہے تھے جنہیں سن کر ہر غیرت مند آدمی خدا کی پناہ مانگتا ہوگا کہ یا اللہ اگر اسی کا نام اسلامی اور مکمل جمہوریت ہے تو پاکستان کا تو ہی حافظ ہے۔

(روزنامہ سعادت لائلپور ۲۱ جنوری ۱۹۶۹ء)

لاہور کا احتجاج جلوس:

۲۸ نومبر پیپلز پارٹی نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت العلماء اسلام کے مشترکہ احتجاجی جلوس میں پیپلز پارٹی کے نوجوان گھنٹہ بھر سینہ کوبی کرتے رہے اور ہائے ہائے مردہ باد اور زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے' بدقسمتی سے ان نوجوانوں نے اکثر و بیشتر ایسے فحش نعرے لگائے کہ اندرون شہر کے مکانوں بالکونیوں میں کھڑی ہوئی جلوس کا مظاہرہ دیکھنے والی خواتین اس سے برہم ہوگئیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۹ نومبر ۱۹۶۹ء)

شورش کیلئے جلوس:

۹ جنوری ۱۹۶۹ء بروز جمعرات جیل سے رہائی کے بعد کراچی سے لاہور پہنچنے پر نجدی وہابی و دیوبندی حضرات کی طرف سے شورش کاشمیری کے استقبال و جلوس کا پُر تکلف اہتمام کیا گیا اور شورش زندہ باد' جمہوریت زندہ باد' کے نعرے لگائے گئے۔ شورش کے استقبال و جلوس کیلئے باقاعدہ استقبالیہ کمیٹی بنائی گئی جس کا صدر مولوی احمد علی لاہور کے فرزند مولوی عبید اللہ انور کو بنایا گیا' جس کی طرف سے شورش کے استقبال و جلوس کیلئے بڑے سائز کے رنگین پوسٹر چھپوائے گئے جن کی دائیں طرف الحمد للہ اور بائیں

جانب بے ریش و برہنہ سر شورش کی تصویر تھی اور نیچے مولانا عبیداللہ انور صدر و اراکین استقبال کمیٹی لاہور لکھا ہوا تھا اور پر جوش و پر تپاک استقبال کی اپیل کی گئی تھی کہ ۹ جنوری کو آغا شورش کاشمیری کا شایان شان استقبال کیا جائے جو خیبر میل کے ذریعے سوا سات بجے رات لاہور پہنچیں گے۔ علاوہ ازیں حافظ عبدالقادر روپڑی کی طرف سے تمام مسلمانوں سے شرکت کی اپیل کی گئی ہے۔ (نوائے وقت ۹ جنوری ۱۹۶۹ء)

✿ ترجمان اسلام لاہور ۱۰ جنوری کی اشاعت میں "آغا شورش کا لاہور میں ورود مسعود" کے عنوان کے تحت عبیداللہ انور کی طرف سے بدیں الفاظ اپیل شائع ہوئی "آغا شورش کاشمیری ۹ جنوری ۱۹۶۹ء بروز جمعرات سوا سات بجے شام بذریعہ خیبر میل لاہور پہنچ رہے ہیں۔ (کراچی سے لاہور تک) راستہ بھر کے مسلمان عوام سے عموماً اور اہالیان لاہور سے خصوصاً اپیل ہے کہ شایان شان استقبال کیلئے تمام وسائل بروئے کار لا کر عقیدۂ ختم نبوت سے وابستگی کا ثبوت دیں۔

✿ ہفت روزہ "خدام الدین" نے لکھا کہ آغا شورش کاشمیری کا کیا تاریخی اور مثالی استقبال ہوا' کتنے لوگ تھے' کتنے لیڈر تھے' جلوس نکلا' کس سج دھج سے نکلا' کس آن بان سے روانہ ہوا' آغا صاحب کس شان سے اپنے گھر داخل ہوئے اس کی اجمالی کیفیت اخبارات میں آ چکی ہے۔ (خدام الدین لاہور ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء)

چونکہ یہ جلوس ایک دیوبندی فرد کی فرد شان و شوکت اور استقبال کیلئے نکالا گیا تھا اس لئے اس کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے زبان خشک نہیں ہو رہی' اگر جلوس میلاد شریف ہوتا تو اسے دیکھتے ہی زبان کے علاوہ دیوبندیوں کے دماغ بھی سُن ہو جاتے۔

✿ لاہور آنے کے بعد شورش کے اعزاز میں ایک ہوٹل میں استقبالیہ دعوت دی

گئی جس میں مودودی اور حزب اختلاف کے دیگر لیڈر شریک ہوئے اور عبید اللہ انور نے شورش کو سپاسنامہ پیش کیا۔ (تصویر نوائے وقت لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۶۹ء)

اکابر وہابیہ نجدیہ کے معمولات وحوالہ جات:

سطور ذیل میں غیر مقلد وہابی حضرات کے اکابر کے معمولات حوالہ جات اور ایسی دیگر عبارات پیش خدمت ہیں کہ جن سے واضح ہوتا ہے کہ جشن میلاد اور جلوس آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی حقیقت ہے کہ جسے مخالفین نے بھی چارو ناچار تسلیم کر ہی لیا ہے۔ ان کے معمولات اس پر موجود ہیں اور انکے دیگر مسلمہ اصول وقواعد وضوابط جوانہوں نے اپنے مخصوص مسائل ونظریات کے ثبوت میں تسلیم کئے ہیں ان سے بھی روز روشن کی طرح میلاد شریف کے جائز، مندوب، مستحب اور مستحسن ہونے میں کم از کم ایک مسلمان، محب رسول اور عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کسی قسم کا کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ منصف مزاج کیلئے یہ حوالہ جات سرمۂ چشم بصیرت کا کام دیتے ہیں جبکہ ضدی اور متعصب لوگوں پر کوئی دلیل اثر نہیں کرتی۔ وہابیہ کے اہل قلم اور ذمہ داران کے حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

ثناء اللہ امرتسری:

سردار وہابیہ ثناء اللہ امرتسری کا اس سلسلہ میں کیا مؤقف ہے؟ ایک سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کے مسلم لائبریری کا ہوا، جس میں مولوی حاجی غلام محمد شملوی نے لیکچر دیا، دوران تقریر میں گیارھویں اور بارھویں میں برائے ایصال

ثواب غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانا جائز کہا ہے آپ اس کے عدم ثبوت کے دلائل پیش کریں۔

(نیاز مند سر محمد ہاشم خریدار)

جواب: گیارھویں بارھویں کی بابت فریقین میں اختلاف صرف اتنی بات میں ہے کہ مانعین اس کو لغیر اللہ سمجھ کر ما اہل لغیر اللہ میں داخل کرتے ہیں اور قائلین اس کو لغیر اللہ میں نہیں جانتے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے دونوں کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہو گی کہ گیارھویں' بارھویں کا کھانا بغرض ایصالِ ثواب کیا جائے یعنی یہ نیت ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں' اس صورت میں واقعی اختلاف اُٹھ جاتا ہے۔ ہاں نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی دعوت کو گیارھویں بارھویں کہیں یا نذر للہ کہیں۔ اس میں شک نہیں کہ شرع شریف میں گیارھویں بارھویں کے ناموں کا ثبوت نہیں۔ اس لئے یہ نام نہیں چاہیئے۔ فقط دعوت للہ فی اللہ کی نیت چاہیئے۔ دگر ہیچ۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۷۱، جلد ۲)

ملاحظہ کیا آپ نے؟ سائل پر چھ رہا ہے کہ گیارھویں جو حضور شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کیلئے ہے اور بارھویں جسے محفل میلاد' جشن میلاد اور آمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر منایا جاتا ہے' کو جائز کہا گیا ہے' لہٰذا آپ ان کے عدم ثبوت یعنی ناجائز اور غلط ہونے پر دلائل پیش کریں تو جواباً امرتسری نے عدم ثبوت کے دلائل نہ لکھ کر اس حقیقت کو دوٹوک تسلیم کر لیا ہے کہ وہابیوں کے پاس گیارھویں شریف اور میلاد شریف کے غلط اور ناجائز ہونے پر قرآن وحدیث کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ محض ضد اور بغض کی بناء پر ان امور مستحبہ کو بدعت وشرک کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔

باقی امرتسری نے صرف وہابیت کو زمین دوز ہونے سے بچانے کی غرض سے

جو ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے یہ کہا ہے کہ چونکہ گیارھویں بارھویں کے ناموں کا ثبوت شرع میں نہیں ہے اس لئے یہ نام نہیں چاہئیں تو اس کے متعلق صرف اتنی گذارش ہے کہ نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ ورنہ وہابیوں کے استعمال کردہ تمام نام بھی ناجائز اور غلط قرار پائیں گے کیونکہ ان کے متعلق بھی کوئی صریح دلیل شریعت میں نہیں ہے۔ بطور مثال ہی لے لیں کہ ''ثناء اللہ امرتسری'' کی ترکیب قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ ایسے ہی ''جماعت اہلحدیث'' کے نام کا کوئی ثبوت نہیں۔ اسی طرح ''فتاویٰ ثنائیہ'' پر قرآن وحدیث کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے تو کیا امرتسری صاحب یا انکے ''نیاز مند'' ان ناموں کو چھوڑ دیں گے؟

فائدہ: یہاں ایک وہابی زبیر علیزئی کی یہ عبارت بھی ملاحظہ ہو! لکھتا ہے:

''قیام رمضان کا ایک اصطلاحی نام تراویح بھی ہے' یہ نام سنت سے ثابت نہیں مگر یہ ہر کس و ناکس کو معلوم ہے کہ اصطلاحات میں جھگڑا نہیں ہوتا''۔

(امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۳۶)

اب جو یہ بات ''ہر کس و ناکس'' کو معلوم ہے وہ وہابیوں کے ''شیخ الاسلام'' کو معلوم نہیں کیونکہ اس سے اہلسنت کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔

اب سنئے! اگر ہمارے ناموں پر اعتراض ہے تو پھر بقول زبیر علیزئی ''تراویح'' کا لفظ بھی سنت سے ثابت نہیں۔ لہٰذا وہابی حضرات ہمت کریں اور آج کے بعد ''تراویح'' کا نام استعمال کرنے سے توبہ کر ڈالیں ورنہ اہلسنت پر اعتراض کرتے ہوئے اس قدر اندھاپن کا مظاہرہ نہ کیا کریں۔

نواب وحید الزماں حیدر آبادی کا نظریہ:

وہابیوں کی مایہ ناز ہستی وحید الزماں حیدر آبادی نے واضح طور پر لکھا ہے ''محفل میلاد بدعت حسنہ ہے''۔ (تیسیر الباری ترجمہ وشرح بخاری ص ۱۷۷، جلد ۲)

بدعت کا معنیٰ ہے نئی چیز اور حسنہ کا معنیٰ اچھی' بہتر' پیاری۔ تو مطلب یہ ہوا کہ محفل میلاد منعقد کرنا بری' غلط اور ناپسندیدہ چیز نہیں بلکہ اچھی بہتر اور پیاری چیز ہے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالوی کا فیصلہ:

وہابی دھرم کے ''نواب والا جاہ'' صدیق حسن خان بھوپالوی کا فیصلہ چشم عبرت خیز سے پڑھیے۔ لکھا ہے:

''اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت ودل وہدیٰ ولادت ووفات آنحضرت ﷺ کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات واخبار وآثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔

(الشمامۃ العنبریہ ص ۵)

نواب بھوپالوی ان لوگوں سے پوچھ رہے ہیں جو کہ محفل میلاد وغیرہ سے چڑتے ہیں کہ تم بلاوجہ ذکر میلاد اور محفل میلاد کو ناجائز بدعت اور غلط قرار دیتے رہتے ہو جبکہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس میں کوئی خرابی اور کوئی برائی نہیں بلکہ ہر مسلمان کو چاہیئے اگر وہ ہر روز ذکر نہیں کر سکتا تو ہر ہفتے اور ہر مہینے اس ذکر کو اپنے اوپر لازم کر لے اور اس دن آپ کی سیرت اور ولادت وغیرہ کا ذکر کرے اور پھر ماہ ربیع الاوّل کے دنوں

کو تو خالی نہیں چھوڑنا چاہیئے' بلکہ ان دنوں میں آپ کی ولادت وغیرہ کے متعلق وہ تمام روایات پڑھیں' پڑھائیں سنیں' سنائیں جو ثابت ہیں۔

- مزید لکھا ہے اس اُمت کو چاہیئے کہ اس نعمت کی قدر و قیمت سمجھیں کہ اللہ نے ان کو ملت اسلام میں پیدا کیا جس کی تمنا انبیاء اولوالعزم کر چکے ہیں قل بفضل اللّٰہ و برحمته فبذالك فليفرحوا۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۵۶)

- نواب صدیق ذکر میلاد کی ترغیب دے کر اب ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو میلاد منانے کو شرک و بدعت اور ناجائز و غلط قرار دیتے ہیں اور مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بناتے نہیں شرماتے اور بلاوجہ اس سے جلتے' بھنتے ہیں۔ نواب صدیق نے لکھا ہے سو جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نکرے وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۲)

یعنی وہ لوگ جو اپنے آقا کا میلاد مناتے ہوئے خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ انہیں مبارک ہو کہ وہ سند مسلمانی حاصل کر چکے اور جو بدنصیب میلاد منانے والوں پر فتویٰ بازی کے دھندے میں مبتلا ہیں اور غلامان رسول ﷺ کو اس عمل سے منع کرتے ہیں اور خود بھی اس نعمت کے حصول پر فرحت اور خوشی کا اظہار نہیں کرتے وہ ہرگز مسلمان نہیں' وہ اپنے انجام کی فکر کریں۔

- آخر میں لکھا ہے: اللہ تعالیٰ ہم کو اور جملہ اہل اسلام کو ایسی توفیق خیر رفیق حال کرے کہ ہم ہر روز کسی قدر ذکر میلاد شریف کتب معتبرہ سے خود پڑھیں یا کسی محب صادق متبع واثق سے سن لیا کریں۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۰۵)

عبداللہ ٹونکی لاہوری کا عندیہ:

سردار وہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

بعض (وہابی) علماء اس قیام کو بے ثبوت تو مانتے ہیں مگر پھر بھی بایں لحاظ کہ حرمین شریفین کے علماء کرتے ہیں۔ اس کو بدعت کہنے سے خاموش رہتے ہیں بلکہ اس کے مستحسن ہونے کے قائل ہو جاتے ہیں۔ (اہلحدیث کا مذہب ص ۳۵)

حاشیہ نمبر ۱ میں لکھا ہے: ''جناب مولوی محمد عبداللہ ٹونکی لاہوری دیکھو فتویٰ مندرجہ کتاب رحمۃ للعالمین مطبوعہ چشمہ نور امرتسر (منہ)''

معلوم ہوا کہ صرف ذکر میلاد اور محفل میلاد تو رہی ایک طرف علماء وہابیہ نے محفل میلاد شریف میں قیام کو بھی مستحسن اور محبوب و مستحب قرار دیا ہے کیونکہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) کے علماء بھی محفل میلاد منعقد کر کے قیام کرتے ہیں۔

احسان الٰہی ظہیر بیان:

وہابیوں کے امام العصر احسان الٰہی ظہیر نے کہا ہے:

''مولد نبوی کی تعظیم اور اسے عید منانے کا بعض لوگوں کو ثواب عظیم حاصل ہو سکتا ہے۔ نیز ابن تیمیہ کی عبارت بھی لکھی ہے کہ میلاد منانا تعظیم نبوی ہے اللہ تعالیٰ اس کا ثواب دے گا۔ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۱۵ مئی ۱۹۷۰ء)

اب ظاہر ہے کہ یہ بعض لوگ وہی ہو سکتے ہیں جو میلاد شریف اور عید میلاد کے قائل و فاعل ہیں اور جو اسے بدعت و شرک قرار دیتے ہیں وہ یقیناً محروم و نامراد ہیں۔

فضل الرحمٰن صدیقی کا اعتراف:

وہابیوں کے معتبر مصنف فضل الرحمٰن آف مانچسٹر نے پوری میلاد شریف کے

خلاف لکھنے کے باوجود یہ اقرار واعتراف کر ہی لیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنا میلاد شریف منا کر اُمت کو اس کی ترغیب دی ہے۔ لکھا ہے "حضور نے اپنے یوم میلاد کی تقریب خود بتادی ہے"۔ (جشن میلاد غلو فی الدین ص ۴۴)

جب رسول پاک ﷺ نے اپنے میلاد شریف کی تقریب بتلادی ہے تو یہ ایک اسلامی تقریب ہوئی اب اسے "غیر اسلامی" کہنا مومنانہ قول نہیں ہوگا۔

اور جب آپ نے تقریب میلاد بتادی ہے تو آپ کے بتانے کے باوجود اس کو شرک وبدعت بتلانا بذات خود بدعت وضلالت ہے۔

ہفت روزہ الاعتصام:

وہابیوں کے ترجمان "الاعتصام" میں ہے:

پس مولود کی مجلسوں کا اصل مقصد یہ ہونا تھا کہ ان میں حضرت ﷺ کے صحیح حالات زندگی سنائے جاتے' لوگوں کو اتباع کی دعوت دی جاتی اگر ایسا ہوتا تو ظاہر ہے کہ ان مجالس سے بڑھ کر مسلمانوں کیلئے سعادت کونین کا ذریعہ اور کیا ہے؟...... بہرحال مولود کی مجلس اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک دینی عمل تھا جس کی صورت قائم رہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۴۰۳ھ ربیع الاوّل)

مقصد یہ ہے کہ محافل میلاد شریف منعقد کر کے اس میں اتباع رسول کی دعوت دینا دونوں جہاں کی سعادت اور ایک دینی عمل ہے' اب اس دینی عمل کو جو غلط اور بدعت قرار دے تو یقیناً اس کا یہ عمل "بے دینی" پر مبنی ہوگا۔

✿ مزید لکھا ہے: مسلمانوں کا اصل کام یہ ہے کہ وہ صرف ایک دن میں عید میلاد النبی ﷺ منا کر فارغ ہو جانے کی بجائے اپنی پوری زندگی کو آپ کی تعلیمات کے

سانچے میں ڈھالنے کی فکر کریں۔ (ایضاً ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ)

یعنی اگر پوری زندگی اسوۂ رسول میں ڈھالنے کا عہد کر کے ''عید میلاد النبی'' منائی جائے تو درست ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ''عید میلاد النبی'' کہنا صحیح ہے۔

ہمارا کہنا ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ ہم سنی لوگ اسی جذبہ وولولہ کے تحت محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں' وہابیوں کو اپنی ''غیرت ایمانی'' کا ثبوت دیتے ہوئے کم از کم ایک بار تو جماعتی طور پر اس طرح کی محفل سجا کر ثابت کر دینا چاہیئے کہ وہ ''اصل مقصد'' کے حامی ہیں صرف فتوے لگانے سے ان کا کردار بہت مشکوک ہی رہے گا۔

عبدالستار کا نظریہ:

وہابیوں کے شاعر و مولوی عبدالستار وہابی نے لکھا ہے:

بارھویں ماہ ربیع الاوّل رات سوموار نورانی

فضل کنوں تشریف لیایا پاک حبیب حقانی

(اکرم محمدی ص ۳۷۰)

یعنی سرکار کائنات ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل سوموار کو فضل اور کرم بن کر تشریف فرما ہوئے تھے۔

وہابی شاعر مخلص کا نعرہ:

وہابیوں کے شاعر مخلص نے میلاد شریف کو عید تسلیم کرتے ہوئے یوں نعرہ لگایا ہے:

مخلص آج یار ودے میلاد والی عید اے

شادیاں تے لگی ہوئی دنیا دید اے

(توحیدی نعتیں ص ۱۱)

اگر یہ توحیدی نعتیں واقعتاً مخلصانہ اقدام ہے تو اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ میلاد شریف منانا اور اسے عید منانا توحید کے خلاف نہیں بلکہ اس کے موافق ہے۔

ایسے ہی اگر یہ وہابی شاعر اپنے قول میں "مخلص" ہیں تو وہ خود بھی اور اپنی جماعت کو ساتھ ملا کر "جشن عید میلاد النبی" منانے کا آغاز کر دیں تا کہ قول و فعل میں مطابقت ہو سکے۔

ابتسام الٰہی ظہیر:

احسان الٰہی ظہیر کے بیٹے ابتسام الٰہی نے کہا ہے:

بعض حلقے ہمارے مسلک کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ شاید ہم عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) منانے کے حق میں نہیں۔ یہ سراسر غلط اور بہتان ہے۔

(روزنامہ جنگ فورم رپورٹ ۲۹ اپریل ۲۰۰۵ء)

اگر آپ کو "عید میلاد شریف" کے حق ہونے کا یقین ہو گیا ہے تو اپنی جماعت کے ذمہ دار افراد کو ساتھ ملا کر عملی طور پر اس کا ثبوت مہیا کر دیں ورنہ ابھی تک تو آپ کی جماعت کے لوگ دن رات اسے شرک و بدعت اور ناجائز کہہ کر اپنی عمریں برباد کر رہے ہیں۔ آپ کو "عید میلاد" کے مخالف کہنا بہتان نہیں بلکہ یہ آپ کا مسلکی نظریہ ہے، ہاں یہ بذات خود اپنی جماعت وہابیہ پر بہتان ہے کہ وہ عید میلاد کے حق میں ہیں۔ اللہ کرے آپ راہ ہدایت پر آجائیں۔

ہفت روزہ الاسلام:

وہابی رسالہ ترجمان الاسلام میں ہے حبیب الرحمٰن یزدانی نے کچی پمپ والی

گوجرانوالہ کے جلسہ و عام میں خطاب کرتے ہوئے کہا: میلاد مصطفےٰ ﷺ کی خوشی منانے کا حق صرف اہلحدیثوں کو حاصل ہے ہم یہ خوشی سب سے زیادہ مناتے ہیں۔

(ہفت روزہ الاسلام ۲۴ دسمبر ۱۹۸۲ء)

پھر کیا وجہ ہے کہ آپ یہ "حق" لوگوں کو نہ بتاتے ہیں، نہ اپناتے ہیں بلکہ ناحق اس کا خون بہاتے ہیں اور اس "حق" پر عمل کرنے والے سنیوں کو دن رات مشرک و بدعتی بنا کر دنیا و آخرت تباہ کرتے ہیں۔ یعنی سب سے زیادہ فتوے بھی آپ ہی لگاتے ہیں اگر یہ خوشی سب سے زیادہ آپ مناتے ہیں تو ذرا سوچ کر بتایئے کہ اس سے سب سے زیادہ ناراض ہونے والا کون ہے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ حق کے خلاف زبان کھولنے والا شریعت وہابیہ میں کون قمار باز ہے؟

اسماعیل سلفی:

وہابیوں کے پیشوائے گوجرانوالہ اسماعیل سلفی اور عبدالواحد دیوبندی نے بارہ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۰ھ کو بعد نماز عشاء شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ڈپٹی کمشنر صاحب کی زیر صدارت منعقدہ جلسہ میلاد میں شریک ہو کر تقاریر کیں۔ جلسہ گاہ کو جھنڈیوں، شامیانوں اور بجلی کے بکثرت قمقموں سے آراستہ کیا گیا تھا اور فضاء نعرہ ہائے تکبیر سے گونج رہی تھی۔ (بحوالہ رضائے مصطفےٰ ۲۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ)

کوئی وجہ نہیں کہ جو عمل ۱۳۸۰ھ کو ڈپٹی کمشنر کی زیر صدارت جائز ہو وہ آج ۱۴۳۰ھ کو سنی علماء و مشائخ کی زیر قیادت و صدارت ناجائز ہو کیونکہ جو شریعت کل تھی آج بھی وہی ہے۔ وہابیوں نے کوئی نئی شریعت گھڑی ہو تو کچھ کہہ نہیں سکتے۔

عبدالقادر روپڑی:

وہابیوں کے مناظر اعظم عبدالقادر روپڑی نے لکھا ہے:

رسول مقبول ﷺ کا یوم میلاد عالم اسلام کیلئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جب رب کائنات نے عالم انسان پر دائمی رحمت کے دروازے کھول دیئے اور یہ دروازے پھر کبھی بند نہ ہوں گے۔ یہ روز سعید جب آئے آپ اس سے کچھ حاصل کریں۔ (ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ)

اگر ''آپ اس سے کچھ حاصل کریں'' کا حکم کسی ذاتی غرض اور دنیوی مفاد پر مبنی نہیں تو پھر وہابیوں کی طرف سے ایک منظم سکیم کے تحت ''میلاد شریف'' منانے کی اس قدر سر توڑ مخالفت کیوں ہے؟ اور خود عبدالقادر روپڑی بھی تا حیات اس پر مناظروں کے چیلنج کیوں کرتے رہے ہیں؟

چلئے! اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ واقعی یہ دن ان کیلئے ایک ''نعمت عظمیٰ'' اور ''دائمی رحمت'' کا دن ہے تو جو لوگ اس نعمت و رحمت سے وابستہ ہوتے ہوئے اس کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں ان پر فتوے لگانے والوں پر شرعی طور پر کیا حکم عائد ہوگا؟

داؤد غزنوی کی تجویز:

وہابیوں کے امام داؤد غزنوی کی تجویزی کاوش ملاحظہ ہو! لکھا ہے: حضور ﷺ کے یوم ولادت کو وسیع پیمانے پر منانے کی تجویز انہوں (داؤد غزنوی) نے ہی پیش کی تھی...... مولانا غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن ''احیائے یوم ولادت سرور عالم ﷺ'' تھا۔ مباہلہ صاحب نے بارہ

ربیع الاوّل کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا' اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں ''سیرت پاک'' کے جلسے منعقد کیے جائیں تا کہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہوں...... آخر چوہدری فضل حق کی تجویز پر ایک ایک روپے کی رسید کی ایک ایک صد کی کاپیاں بنوا کر خاص خاص ورکروں میں تقسیم کرنے کی تجویز منظور ہوئی۔ بینک کے چیک کے طریقے پرانی خوبصورت رسیدوں پر لکھا ہوا تھا برائے جشن عید میلاد النبی۔ عید میلاد النبی ﷺ کا سب سے پہلا جلوس امرتسر انجمن پارک سے نکلا۔ آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاؤڈ اسپیکر میں گونج رہا تھا۔ اس کے بعد ٹولیاں کی ٹولیاں ٹرکوں' گھوڑوں اور سائیکلوں پر نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند کرتی جا رہی تھیں۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۱۸ء از کوثر نیازی)

اب بتائیے! جو کام ۱۹۳۷ء میں اسلام تھا' وہ ۲۰۰۹ء میں شرک اور کفر و بدعت کیسے ہو گیا اور جن لوگوں نے اس جلوس و جشن عید میلاد النبی کا اہتمام کیا تھا بتائیے وہ مسلمان تھے یا......؟

✿ داؤد غزنوی نے ''عید میلاد النبی ﷺ'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس کی یہ عبارت قابل غور لکھا ہے:

محبت رسول کی عظمت و رفعت کا ذکر کرنے کے بعد کہا: جس کی محبوبیت اور محمودیت کا یہ مرتبہ ہو' اس کی یاد میں جتنی گھڑیاں کٹ جائیں اور جتنی بھی راتیں آنکھوں میں بسر ہو جائیں اور اس کی محبت و عشق اور مدح و ثناء میں جس قدر زبانیں زمزمہ پیرا ہوں یقیناً روح کی سعادت اور دل کی طہارت اور انسانیت کا حاصل ہے لیکن آپ کی ولادت آپ کی حیات طیبہ کا ذکر اور اس کیلئے مجالس کا انعقاد اسی وقت ذریعہ ارشاد و

ہدایت ہوسکتا ہے جبکہ یہ مجالس ومحافل ''اسوہ حسنہ'' کے جمال کی تجلی گاہ ہوں۔ نبی کریم ﷺ کے صحیح حالات زندگی سنائے جائیں' آپ کے اخلاق عظیمہ خصائل کریمہ اور سنن مطہرہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیجائے۔ (داؤد غزنوی ص ۲۵۹)

گویا صحیح واقعات ولادت اور حالات زندگی بیان کر کے لوگوں کو سنت مطہرہ پر عمل کی دعوت دی جائے تو ایسی مجالس میلاد نہ صرف درست بلکہ ارشاد و ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ بھی ہیں۔

الحمدللہ اہلسنت و جماعت اسی منہج پر قائم ہیں' خدا کرے وہابی حضرات کو بھی یہ رشد وہدایت کا عظیم طریقہ نصیب ہو۔ واللہ الہادی والموفق

الاعتصام کی رپورٹ:

ترجمان وہابیہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں ہے:

۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ کو یوم میلاد النبی ﷺ دھوم دھام سے منایا گیا۔ اس دن شہر کے تمام اہم مقامات میں دروازے نصب کئے گئے' بازاروں اور راستوں کو رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا۔ بڑے بڑے جلوس نکالے گئے' نعت خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی مدحت وتوصیف میں جلسے منعقد کئے گئے اور جگہ جگہ بجلی کے قمقموں کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا کہ ہر گلی اور ہر کوچہ میں روشنی کا ایک سیلاب ہے جو اُمڈ آیا ہے۔ ان چیزوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اور آپ کے وجود اطہر سے دلی محبت قلبی عقیدت اور گہری وابستگی ہے۔ وہ آنحضرت کا جتنا احترام کرسکتے ہیں اور آپ کی تعریف وتوصیف میں جتنے قدم بھی اٹھا سکتے ہیں' اٹھاتے چلے جاتے ہیں اور یہی سچے مسلمان کی پہچان ہے کہ آنحضرت ﷺ

سے اس کی محبت وعقیدت عشق وفریفتگی کی منزل میں داخل ہو چکی ہو اور دنیا کی عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری شئے کے مقابلہ میں بھی حضور فداہ ابی وامی کو ترجیح دیتے ہوں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۶ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ)

معلوم ہوا کہ جشن میلاد شریف مناتے ہوئے گلیوں' بازاروں کو سجانا' بساط بھر خوشی ومسرت کا اظہار کرنا سچے مسلمانوں کا نہایت محبت بھرا مظاہرہ ہے۔ اب سوچئے کہ اس کی مخالفت کرنے والوں کا ٹھکانہ کیا ہے اور وہ کون لوگ ہیں؟

✿ ہفت روزہ اہلحدیث میں ہے: حکومت اگر اپنے زیر اہتمام تقریب کو سادہ رکھے اور دوسروں کو بھی اس بات کی پرزور تلقین کرے تو اس کا اثر یقیناً خاطر خواہ ہوگا۔ انشاءاللہ اس تقریب کے ضمن میں جتنے بھی جلوس نکلتے ہیں اگر ان کو حکومت کے اہتمام سے خاص کر دیا جائے تو یہ کام ہرگز مشکل نہیں ہے ہر جگہ کے حکام بآسانی اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگر ہر شہر میں صرف ایک ہی جلوس نکلے اور اسے ہر ہر جگہ سرکاری حکام کنٹرول کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ مفاسد اچھل سکیں اور مصائب رونما ہوں۔

(۱۶ جنوری ۱۹۸۱ء ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء)

یعنی جشن وجلوس میلاد النبی ہے تو جائز لیکن زیادہ مناسب ہے کہ حکومت کے زیر اہتمام ہو' گھر یہ ان کی انتظامی ضرورت ہے شرعی دلیل نہیں۔

✿ مزید لکھا ہے: اگر عید میلاد کے نام پر ہی آپ کا یوم ولادت منانا ہے تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی طرف دیکھیں کہ آپ نے یہ دن کیسے منایا تھا؟ سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دن منایا پر اتنی سی ترمیم کے ساتھ کہ اسے تنہا ''عید میلاد'' نہیں رہنے دیا بلکہ ''عید میلاد اور عید بعثت'' کہہ کر منایا بھی روزہ رکھ کر اور سال بہ سال نہیں بلکہ ہر ہفتہ منایا۔ (۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء)

مقام شکر ہے کہ آپ نے ''عید میلاد'' کے ساتھ ''عید بعثت'' کو بھی تسلیم کر لیا اور یہ بھی مان لیا کہ رسول اللہ نے اسے منایا بھی ہے اللہ آپ کو بھی ہدایت عطا فرمائے۔

✿ حکیم عبدالرحمٰن خلیق امرتسری نے لکھا ہے: اس تقریب (جشن میلاد) کا انعقاد کوئی نئی دریافت نہیں تھی بلکہ ہمارے بعض مؤرخین نے چند صدیاں قبل موصل وغیرہ کے دیار وامصار میں وہاں کے بعض سلاطین وعمائدین سلطنت کے اہتمام میں اس کے منائے جانے کا ذکر کیا ہے۔ (ہفت روزہ اہلحدیث)

یعنی تقریب میلاد کوئی آج کی ایجاد نہیں بلکہ صدیوں سے مسلمانوں کا معمول چلا آ رہا ہے' کوئی نئی دریافت یعنی بدعت نہیں۔

حکیم امرتسری نے اپنے مضمون میں اس حقیقت کو بھی تسلیم کر لیا ہے کہ اس تقریب کا تعلق سرکار کائنات' فخر موجودات' سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ ہے اور اب یہ تقریب ایک قومی تہوار کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

✿ وہابیوں نے لکھا ہے: ملک میں حقیقی اسلامی تقریبات کی طرح یہ (عید میلاد النبی) بھی ایک اسلامی تقریب ہی شمار ہوتی ہے اور اس امر واقعہ سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ اب ہر برس ہی ۱۲ ربیع الاوّل کو اس تقریب کے اجلال واحترام میں سرکاری طور پر ملک بھر میں تعطیل عام ہوتی ہے اور آپ اگر سرکاری ملازم ہیں تو اپنے منہ سے اس کو ہزار بار بدعت کہنے کے باوجود آپ بھی یہ چھٹی مناتے ہیں اور آئندہ بھی یہ جب تک یہاں چلتی ہے آپ اپنی تمام تر اہلحدیثیت کے باوجود یہ چھٹی مناتے رہیں گے...... خواہ کوئی ہزار منہ بنائے دس ہزار بار ناراض ہو کر بگڑے جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہوا یہاں

اس تقریب کی کارفرمائی ایک امر واقعہ ہے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء)

یہ غیبی انتظام ہے جشن میلاد النبی کیلئے کیونکہ

؎ مدعی لاکھ برا چاہے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

چند دیگر عبارات:

سطور ذیل میں غیر مقلد وہابیوں کی وہ عبارات اور حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں جن میں انہوں نے اپنے مولویوں کے دن منائے' منانے کی ترغیب دی یا دن منانے کے دلائل دیئے اور عملی طور پر اس میں شرکت بھی کی۔

پروفیسر ابوبکر غزنوی کی عبارت:

ابوبکر غزنوی نے اپنے والد ''داؤد غزنوی'' کے حالات زندگی جمع کرنے کی غرض وغایت کو بیان کرتے ہوئے ''حرف آغاز'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

سورۃ فاتحہ اُم الکتاب ہے جو ہر قرآن ہے اس جامع اور بلیغ دعا کے ان الفاظ پہ غور کیجئے۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضالین

ہمیں سیدھا راہ دکھا' ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے کرم کیا' ان لوگوں کی راہ نہیں جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ گمراہوں کی راہ۔

یہ نہیں کہا کہ ہمیں نیکیوں اور بھلائیوں کی راہ دکھا' یہ نہیں کہا کہ ہمیں نماز' روزہ'

زکوٰۃ اور حج کی راہ دکھا' بلکہ ان برگزیدہ انسانوں کا ذکر کیا جو بھلائی کے پیکر ہوتے ہیں' جو خیر مجسم' انبیاء اور صلحاء کے تذکار ہی سے صراط مستقیم کی ٹھیک طور پر وضاحت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ایمان اور عمل صالح کی حقیقت انبیاء اور اولیاء کے حالات زندگی ہی سے اجاگر کی گئی ہے۔ ایک ایک پیغمبر کا نام لے لے کر اس کے حالات زندگی پر سوچ بچار کی دعوت دی گئی ...... پس بزرگوں کے حالات زندگی محفوظ کرنا اور انہیں بنی نوع انسان کے سامنے پیش کرنا عین منشائے الٰہی ہے اور کتاب اللہ کی اقتداء ہے۔ (داؤد غزنوی ص ۶-۵)

یعنی انبیاء کرام اور اولیائے عظام کے حالات زندگی پر غور وفکر کی دعوت دے کر عمل کی راہ ہموار کی ہے' اس لئے ان کے حالات زندگی محفوظ کرنا اور لوگوں کے سامنے پیش کرنا رضائے الٰہی اور کتاب اللہ کی پیروی ہے۔

ایسے ہی رسول اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی محفل پاک کا انعقاد کر کے آپ کے حالات زندگی' اسوہ حسنہ اور فرمودات وارشادات کو بیان کیا جاتا ہے۔ اگر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات زندگی بیان کرنا عین منشائے الٰہی اور اقتداء قرآن حکیم ہے تو محفل میلاد شریف میں سید المرسلین ﷺ کے حالات' کمالات' فضائل' خصائل اور مدارج ومراتب بیان کرنا بھی عین اسلام ہے۔

یوم غزنوی:

ہفت روزہ الاعتصام میں لکھا ہے:

غزنوی خاندان کا چشم و چراغ
جو تن علم کا تھا قلب و دماغ

جس کے افراد تھے اکابر قوم
جن کا اہل نظر مناتے ہیں یوم
فیض تیرا ہے جس طرح جاری
رگ و پے میں ہے قوم کے ساری

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور)

نوٹ: وہابیوں نے اپنے امام عبدالجبار غزنوی کی یاد میں "جامعہ غزنویہ" شبش محل روڈ لاہور کا قیام بھی کیا ہے، ایسے ہی غزنوی کی یاد ہفت روزہ اہلحدیث کا اجراء بھی کر رکھا ہے۔

میلاد ابن یزدانی:

ملاحظہ فرمائیں! سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال کے ذکر میلاد کو حرام اور شرک وغیرہ قرار دینے والوں نے اپنے حبیب الرحمٰن یزدانی کے بیٹے کا میلاد کس طرح منایا؟ لکھا ہے:

سنی ہے خبر میلادِ ابن یزدانی
تڑپا گئی پھر دل کو یادِ ابن یزدانی
خوشی ہوئی ہے ہر فرد جماعت کو
جو تجھ سے ہو یہ چمن آباد ابن یزدانی
آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک
آ گئی تجھ سے یاد ابن یزدانی
تجھ سے کئی امیدیں وابستہ ہیں ہم کو
ہو تجھ سے ہمارا دل شاد ابن یزدانی

(یزدانی کی موت اہل دل پہ کیسی گزری؟ با تصویر بعنوان "ولادت ابن شیر ربانی")

اس اقتباس میں جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور سید الانبیاء ﷺ سے امیدیں وابستہ کرنے کو شرک قرار دینے والوں نے اپنے ارباباً من دون اللہ سے کئی امیدیں وابستہ کر کے اپنا بنایا ہوا شرک اپنایا اور دوسری طرف ''ابن یزدانی'' کے میلاد کو منا کر یہ واضح کر دیا ہے کہ جس کا جس سے تعلق ہوتا وہ اسی کا میلاد مناتا ہے۔

✿ یزدانی کے بیٹے کا میلاد مناتے ہوئے وہابیوں نے مزید کیا کیا؟ ملاحظہ ہو۔

۱۔ حبیب الرحمٰن یزدانی کے بھائی عزیز الرحمٰن نے لکھا ہے: پورے ملک میں جمعیت اہلحدیث نے خوشی منائی' دیہات' قصبات اور شہروں میں عقیدت مندوں نے مٹھائی تقسیم کی' لوگ اب تک مولود کی زیارت کرنے کیلئے آ رہے ہیں۔(سر دلبراں ص ۱۹۱)

۲۔ علاوہ ازیں وہابیوں نے اسی خوشی میں جامعہ محمدیہ چوک اہلحدیث گوجرانوالہ میں مٹھائی تقسیم کی۔(جنگ لاہور ۲۴ جون ۱۹۸۷ء)

۳۔ ایسے ہی اہلحدیث یوتھ فورس سیالکوٹ نے جامع مسجد اہلحدیث شہاب پورہ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع میں مٹھائی تقسیم کی۔

(نوائے وقت لاہور ۲ جولائی ۱۹۸۷ء)

ایسے ہی موقع پر حضرت سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر (آف کوٹلی لوہاراں) نے خوب فرمایا ہے کہ:

جو بچہ ہو پیدا تو خوشیاں منائیں
مٹھائی بٹے اور لڈو بھی آئیں
(مگر) محمد ﷺ کا جب یوم میلاد آئے
تو بدعت کے فتوے انہیں یاد آئیں

وہابی بچوں کا جشن ولادت:

وہابیوں کی تنظیم ''اہلحدیث یوتھ فورس'' چک بلوچاں ضلع اوکاڑہ کے ناظم مالیات عبدالرشید زرگر کے ہاں بچے کی ''ولادت کی خوشی'' پر جامع مسجد اہلحدیث میں ۱۴ اپریل ۱۹۹۷ء کو ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔

ملاحظہ ہو! (ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ص ۱۷، ۱۲۴ اپریل ۱۹۹۷ء)

✿ اسی طرح ''سردار محمد اکرم'' کے گھر بچہ پیدا ہوا تو اس کی ولادت کی خوشی میں بھی ۲۷ اگست کو جامع مسجد اہلحدیث کے جلسہ میں بعد نماز عشاء محمد شریف صاحب الٰہ آبادی اور قاری محمد صادق رحمانی نے خطاب کیا۔ (منجانب اہلحدیث یوتھ فورس لنگنی پور ضلع قصور۔ (تنظیم اہلحدیث لاہور ص ۱۵، ۲ تا ۸۔ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

ملاحظہ کیجئے کہ وہابیوں کو یہاں پر شرک و بدعت کا کوئی فتویٰ یاد نہیں رہا چونکہ دنیوی فائدہ وذاتی مقصد تھا اس لئے سب کچھ جائز ہے' اتنا بھی خیال نہ کیا کہ کیا اس انداز میں بچوں کی پیدائش خوشی منانا سنت سے ثابت بھی ہے یا نہیں۔ یہاں سے اتنا تو واضح ہو گیا کہ وہابیوں کا کوئی اصول نہیں' جسے چاہیں شرک کہہ دیں جسے چاہیں توحید۔

یوم حکومت سعودیہ:

وہابیوں نے اپنے ''پالنہار'' حکومت سعودیہ کا دن منانے میں بھی خوب خوب پیش قدمی کی ہے تا کہ ''حق نمک'' ادا کر سکیں اور جس کا کھاتے ہیں اسی کا گائیں۔ ملاحظہ ہو!

الاعتصام میں لکھا ہے: المملکۃ العربیۃ السعودیہ کے دنیا بھر میں سفارخانے ہر سال ۲۳ ستمبر کو ''الیوم الوطنی'' کے عنوان پر اپنے سفارتخانوں میں خود بھی جمع

ہوتے ہیں اور دیگر اہم شخصیات کو بھی دعوت دیتے ہیں ...... ہمارے خیال میں ......
لٹریچر کے ذریعے بھی عام مسلمانوں تک اس کے فوائد پہنچائے جائیں تو یہ بھی سلطان
عبدالعزیز کی حسنات میں اضافہ اور ان کیلئے صدقہ جاریہ ہوگا۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲ تا ۸۔ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

ملاحظہ فرمائیں! حکومت سعودیہ کا سالانہ دن منانا' اجتماع کرنا' شخصیات کو
دعوت دینا' اس سلسلہ میں لٹریچر عام کرنا' لوگوں کو ان کے فوائد بتانا' نیکی بھی ہے اور
صدقہ جاریہ بھی کیونکہ یہ سارے کام ''سعودی وہابی'' انجام دے رہے ہیں' اگر سنی
مسلمان اپنے آقا کا یوم میلاد مناتے ہوئے ایسے امور سرانجام دیں تو شریعت وہابیہ
انہیں شرک و کفر اور بدعت و ضلالت قرار دیتی ہے۔ حالانکہ ''سعودیوں'' کی یوم وطنی کی
تقریب میں واضح طور پر غیر شرعی امور بھی ''کارفرما'' ہوتے ہیں جیسا کہ ۲۵ اکتوبر کو
لاہور میں سعودی شہزادہ عبداللہ کے استقبال میں جلسہ وجلوس کے ضمن میں غیر شرعی امور
کا ارتکاب بھی ہوا۔ پھر بھی یہ عمل اچھا اور صدقہ جاریہ ہے بُرا تو جلسہ میلاد ہے' خواہ اس
میں ہر طرح کی خوبی اور بہتری بھی کیوں نہ ہو۔

بقول اعلیٰ حضرتؒ!

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

نوٹ: ۲۳ ستمبر ۱۹۹۸ء کے سالانہ ''یوم وطنی'' (قومی دن) کے منانے پر وہابیوں کے
جرائد و رسائل نے انہیں ہدیہ تہنیت پیش کیا اور اب تک کر رہے ہیں۔ ان بدنصیبوں کی
یوم میلاد النبی ﷺ سے دشمنی تو حد سے تجاوز کر گئی ہے' جسے یہ کسی صورت قبول کرنے کیلئے

آمادہ نہیں لیکن نہایت ہی بے لگامی کے ساتھ اپنی مختلف یادگاریں' سالگریں' یوم وطنی' عید وطنی اور دیگر خرافات کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں' کیا ان کی پارٹی میں کوئی بھی سوجھ بوجھ والا نہیں جو انہیں ان کے ایسے منافقانہ کردار پر سرزنش کرے؟

عید ملن پارٹی:

روزنامہ پاکستان لاہور ۱۷۔ اکتوبر ۲۰۰۷ء کی اشاعت میں ایک تصویر کے نیچے مشہور غیر مقلد زبیر احمد ظہیر کے بارے میں لکھا ہے کہ عید ملن پارٹی کے موقع پر ملک الیگزینڈر جان علامہ حافظ زبیر احمد ظہیر کے ساتھ۔

فضل الرحمٰن دیوبندی کی عید ملن پارٹی میں شمولیت کی خبریں بھی شائع ہوئی ہیں۔

فیصلہ کیجئے! ایک عیسائی کے ساتھ "عید ملن" پارٹی میں شمولیت جائز لیکن جشن میلاد النبی کی تقریب میں شامل ہونا حرام کفر اور ناجائز و بدعت' آخر کیا وجہ ہے؟

شہدائے اہلحدیث کانفرنس:

۲۲ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ لچھمن سنگھ لاہور کے جلسہ میں بم دھماکے میں ہلاک ہونے والے احسان الٰہی ظہیر اور حبیب الرحمٰن یزدانی وغیرہ کی یاد میں ان کی برسی مناتے ہوئے تاریخ و مقام مقرر کر کے سالانہ کانفرنس منعقد ہوتی ہے اور جمعیت اہلحدیث و یوتھ فورس کے زیر اہتمام بڑے اہم انتظامات کے ساتھ "شہدائے اہلحدیث کانفرنس" کے نام سے انعقاد پذیر ہوتی ہے جس کیلئے اخباری بیانات کے علاوہ وسیع اخراجات سے بڑے سائز کے رنگین اشتہارات بہت کثرت سے چھپوائے اور لگوائے جاتے ہیں اور رسائل و جرائد میں "قلعہ لچھمن سنگھ چلو" کا عنوان بڑا نمایاں ہوتا ہے اور وہابی مساجد کو بند

کر کے ۱۷ مارچ ۱۹۸۹ء کو وہاں مشترکہ جمعہ کا اعلان بھی کیا گیا۔ نماز جمعہ سے پہلے امیر جمعیت اہلحدیث عبداللہ اور دیگر علماء وہابیہ کے بیانات ہوئے اور نماز جمعہ کے بعد قلعہ چھمن سنگھ سے لے کر آزادی چوک تک جلوس بھی نکالا گیا۔ اس موقع پر دیگر علاقوں کے وہابیوں نے بھی بڑے زور و شور سے شدحال (کجاوے باندھ کر سفر) کیا اور بسوں کے ذریعے قافلوں کی صورت میں قلعہ چھمن سنگھ کے پروگرام میں حاضری دی۔

(پریس نوٹ ۱۸ مارچ ۱۹۸۹ء)

اہلحدیث کانفرنس:

وہابیوں کی طرف سے سالانہ ''اہلحدیث کانفرنس لاہور'' اور اب (۲۰۰۸ء) کو ''عالمی اہلحدیث کانفرنس لاہور'' کے عنوان سے بھی اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ عموماً لاہور میں اکتوبر کے مہینے میں پروگرام منعقد ہوتا ہے۔ اب تو جگہ جگہ اس نام سے اور حقانیت اہلحدیث کانفرنس جیسے مختلف ناموں سے پروگرام منعقد ہوتے رہتے ہیں لیکن اس پروگرام کا نام و نشان قرآن و سنت میں کسی جگہ نہیں ملتا۔

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کا آغاز:

محمد داؤد راز غیر مقلد نے لکھا ہے مسلک اہلحدیث کی جو خدمات مرحوم (مولوی ثناء اللہ امرتسری) نے انجام دیں ہیں وہ ایسی نہیں ہیں جن کو بھلایا جاسکے' بلکہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مرحوم ساری زندگی اہلحدیث مسلک کی اشاعت و تقویت میں گزری' آپ نے حالات زمانہ کے پیش نظر جماعتی تنظیم کیلئے ایک ''کل ہند اہلحدیث جمعیت'' قائم کرنے کی تحریک چلائی۔ بالآخر ماہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام آراہ اہلحدیث کا

جلسہ منعقد ہوا اور اکابر علمائے اہلحدیث کی موجودگی میں "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" کو قائم کیا گیا اور باتفاق رائے کانفرنس مذکور کے صدر نشین حضرت عارف باللہ حضرت مولانا حافظ محمد عبد اللہ غازی پوری (المتوفی ۲ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ/ ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء) قرار پائے اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ابوالوفا (ثناء اللہ امرتسری) مرحوم مقرر کئے گئے اور صدر دفتر قائم کرنے کیلئے شہر دہلی کو منتخب کیا گیا' اس کانفرنس کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۹۱۲ء میں منعقد ہوا پھر دوسرا جلسہ امرتسر میں ہوا اور بعدازاں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اس تبلیغی کانفرنس کے اجتماعات ہوئے۔ جن میں پشاور' علی گڑھ' کلکتہ' کانپور' مدارس' آگرہ' بنارس' ملتان' گوجرانوالہ' چھپرا' مئو' شکراوہ' فتح گڑھ' وغیرہ کے اجتماعات تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ الخ۔ (دیباچہ فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۸، جلد ۱)

✿ پروفیسر ایوب قادری نے لکھا ہے:

مولوی محمد حسین بٹالوی کی پوری پالیسی شمس العلماء و شیخ الکل میاں نذیر حسین کے ممد و معاون بلکہ سرپرست و سرخیل رہے اور صادق پور کی بجائے مرکز قیادت دہلی و لاہور منتقل ہو گیا پھر بیسویں صدی کے آغاز پر دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام آراہ (بہار) آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس وجود میں آئی جس کے سب سے فعال کارکن مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری ہی تھے۔ (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، ص ۶۸، طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

اس سے معلوم ہوا کہ وہابیوں کی یہ "کانفرنس" ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئی لیکن اسے ایک بہت بڑا دینی مذہبی اور تبلیغی کارنامہ یقین کر کے آج تک سرانجام دیا جا رہا ہے سوچئے! جشن میلاد کو چھٹی صدی ہجری کی چیز گمان کر کے بدعت قرار دینے والوں نے "پندرھویں صدی" کی بدعت کو قرآن و سنت کا ایک "عظیم سرمایہ" کس طرح قرار دے دیا۔ یہاں بدعت کا دورہ کیوں نہیں پڑا۔

برسی:

وہابیوں نے اپنے ”شہداء“ کی درج ذیل انداز میں ”برسی“ منائی ہے۔

- علامہ ظہیر کی برسی پر ملک بھر میں احتجاجی اجتماعات منعقد ہوں گے۔ اہلحدیث یوتھ فورس کے قائم مقام جنرل سیکرٹری یونس چوہدری نے کہا ہے کہ مارچ میں علامہ احسان ظہیر اور انکے رفقاء کی شہادت کا ایک سال گزر جانے پر ملک بھر میں احتجاجی جلسے اور اجتماعات منعقد کئے جائیں گے۔ ۲۳ مارچ سے ۳۱ مارچ تک ہفتہ تجدید عزم منایا جائے گا۔ (روزنامہ مرکز' اسلام آباد ۲۹ فروری ۱۹۸۸ء)
- مذکورہ رپورٹ کے مطابق مختلف مقامات پر شہدائے اہلحدیث کانفرنس اور احسان کانفرنس کے انعقاد کے علاوہ ۲۱ مارچ کو بم دھماکہ کی مقررہ جگہ پر بالخصوص شہدائے اہلحدیث کانفرنس منعقد کی گئی اور اس سلسلہ میں دیگر اشتہارات کے علاوہ یوتھ فورس لاہور کی طرف سے ایک سرخ رنگ کا باتصویر خونی اشتہار شائع کیا گیا جس میں بم دھماکے میں ہلاک وزخمی ہونے والے وہابی مولویوں اور دیگر لیڈروں کے فوٹو شائع کئے گئے اور ۲۳ مارچ کے اخبار جنگ' نوائے وقت وغیرہ میں اس کانفرنس کی رپورٹ شائع ہوئی۔
- ۲۳ مارچ کو بھی بالخصوص تاریخ' جگہ' دن اور ایک بجے دوپہر کے وقت وتعین کے ساتھ مرنے والوں کی یاد میں خاص اہتمام سے کانفرنس کی گئی اور اشتہارات میں ”قائد کے روحانی پیشوا لاہور چلو“ کے الفاظ سے اس کانفرنس میں شرکت کی ترغیب دی گئی اور قلعہ چھمن سنگھ لاہور کی ان دونوں کانفرنسوں میں وہابیوں نے بھرپور شرکت کی۔ (پریس نوٹ)

لیکن نہ انہیں شرک وبدعت کے فتوے یاد رہے اور نہ ہی قرآن وسنت کی دلیل طلب ہوئی۔

✿ ۲۹ مارچ ۱۹۸۸ء کے نوائے وقت اور ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء کے جنگ اخبار میں ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس کے نیچے لکھا ہے کہ "امیر جمعیت اہلحدیث مولوی محمد عبد اللہ" یزدانی روڈ کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دعا مانگ رہے ہیں۔

اب بتایئے! کہ کسی روڈ کا نام غیر اللہ کے نام پر رکھنا' اس کیلئے تقریب کا اہتمام' پتھر نصب کرنا اور اسے سامنے رکھ کر دعا مانگنا قرآن وسنت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

✿ ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء بروز جمعہ کاموں کی منڈی میں یوم آزادی کی بجائے یوم احتجاج منایا گیا' بعد نماز جمعہ اہلحدیث کی مساجد سے لوگ جلوسوں کی شکل میں مرکزی جامع مسجد اہلحدیث پہنچے' جہاں سے ایک بڑا جلوس حبیب الرحمٰن یزدانی کے مزار پر گیا اور وہاں فاتحہ خوانی کے بعد پرامن طور پر منتشر ہوگیا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۲۔ اگست ۱۹۸۸ء)

وہابیوں کی بت فروشی:

گیارھویں شریف' عرس مبارک اور میلاد پاک کے دشمنوں نے اپنے مولویوں کے متعلق وہ سارے کام سرانجام دے لئے ہیں جنہیں وہ دوسرے کیلئے حرام' کفر اور شرک و بدعت قرار دیتے نہیں شرماتے' خود وہابیوں کے ترجمان' تنظیم اہلحدیث' نے "جمعیت اہلحدیث" کے اکابر کی خدمت میں" کے عنوان سے لکھا ہے: شخصیت پرستی ایک بات ہم "جمعیت اہلحدیث پاکستان" کے اکابر کی خدمت میں بھی عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ علامہ ظہیر اور مولانا یزدانی سے عقیدت و محبت کا اظہار اپنی جگہ بالکل بجا اور درست ہے لیکن افسوس ہے کہ اب رسومات کے سیلاب میں ہم نے بھی بہنا شروع کر دیا ہے اور بت شکنی کے بجائے بت فروشی کا رجحان بھی ہمارے اندر پیدا ہو رہا ہے۔

(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۳ نومبر ۱۹۸۷ء)

ملاحظہ کیجئے! اپنے ملاوؤں کے دن منانے میں وہابی اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ اس سلسلے میں "بت فروشی" جیسے شرک کے بھی مرتکب ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی ان بدنصیبوں کو صرف میلاد شریف منانے میں ہی شرک و بدعت دکھائی دیتا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

- جماعت اہلحدیث چک نمبر ۵۳ گ ب ضلع لائکپور کا انتسالیسواں عظیم الشان سالانہ جلسہ ۵، ۶، ۷ اپریل جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوا، جلسہ گاہ میں جھنڈیاں، محرابیں، اسٹیج کی سجاوٹ، فلک شگاف نعرے سب کچھ تھا۔

(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء)

- جمعیت اہلحدیث موضع کالگڑھ میر پور آزاد کشمیر میں بتاریخ ۳، ۴، ۵ مئی گیارھواں تبلیغی اجلاس ہونا قرار پایا۔ (الاعتصام ۳ مئی ۱۹۶۸ء)
- حبیب الرحمٰن یزدانی کی یاد میں والی بال شوٹنگ ٹورنامنٹ ہائی سکول کی گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ (جنگ لاہور ۹۔ اگست ۱۹۸۷ء)
- جامع مسجد ابراہیمیہ حیدر کالونی نزد عالم چوک گوجرانوالہ میں مئی ۱۹۹۸ء میں سیرت النبی کا جلسہ برائے ایصالِ ثواب منعقد ہوا، جس میں مرکزی امیر جمعیت اہلحدیث عبداللہ کا نام نمایاں تھا۔
- اپریل ۲۰۰۲ء گوجرانوالہ میں ایک اشتہار شائع کیا گیا جس پر خون کے چھینٹے ظاہر کرتے ہوئے خونی رنگ سے لکھا تھا "سالانہ شہداء اہلحدیث کانفرنس" متعدد وہابیوں کے نام درج تھے۔
- ایسے ہی وہابیوں نے "کوٹ بھوانیداس نزد قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ" میں بارھویں سالانہ اہلحدیث کانفرنس کے اشتہار شائع کیے۔

- وہابیوں کے جامعہ سلفیہ نصر العلوم نزد عالم چوک نے علمی مقالہ بعنوان میلاد النبی کی شرعی حیثیت کے اشتہار (مؤرخہ اپریل ۲۰۰۰ء) کو شائع کئے۔
- ایسے ہی وہابیوں کے ہاں ''سیرت'' کے سلسلہ میں مختلف عنوانات مثلاً سیرت تاجدار انبیاء کانفرنس، سیرت النبی کانفرنس، سیرت امام الانبیاء کانفرنس وغیرہ کے نام سے محافل و جلسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
- ۴ نومبر ۱۹۳۷ء کو امرتسر میں سردار وہابیہ ثناء اللہ امرتسری پر ایک حملہ میں زخمی ہوئے اور صحت یاب ہونے پر ''یادگار حملہ یعنی رسالہ شمع توحید'' رسالہ شائع کیا جس کے ص ۴۵ پر مذکور ہے:

''جس دن حضرت مولانا زخمی ہوئے ۲۹ شعبان ہمیشہ کیلئے یوم التبلیغ بنایا جائے اور اس دن سب اہلحدیث دن بھر سب کام چھوڑ کر مذہب اہلحدیث کی طرف سے اغیار کو کھلے کھلے لفظوں میں صاف صاف دعوت دیں۔

- روزنامہ کوہستان لاہور ۸ مئی ۱۹۵۹ء کو منکرین میلاد نے یہ پروگرام شائع کیا کہ ہم ان سرفروشان حق (اسماعیل دہلوی اور ان کے رفقاء) کی جستجو اس طرح کریں کہ ہر سال ۶ مئی کو ''یوم شہداء'' بالاکوٹ کی یاد میں اس سرزمین پر جہاں ان کا خون گرا ہے، جمع ہو کر ان کی سیرت و کردار کو اجاگر کیا کریں۔
- ترجمان وہابیہ ''الاعتصام'' ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں ہے: کیا ہی اچھا ہو کہ شہداء کی یاد کے سلسلہ میں ایک یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ لاہور، سیالکوٹ یا اسلام آباد میں ایک عظیم جامعۃ الشہداء یعنی شہداء یونیورسٹی کا افتتاح کیا جائے جس میں تمام اسلامی ممالک کے نمائندوں کو دعوت دی جائے۔

یاد رہے کہ وہابیوں نے کئی مدارس ورسائل اپنے ''اکابر'' پر جاری کر رکھے ہیں۔

✿ ہفتہ وار تنظیم اہلحدیث کے اکیس سال پورے ہونے پر لکھا گیا: بفضلہ تعالیٰ تنظیم اہلحدیث اپنی عمر کی بیس بہاریں گزار کر اشاعت حاضرہ سے اکیسویں سال کا آغاز کر رہا ہے، زیر نظر شمارہ جلد ۲۱ کا پہلا شمارہ ہے۔ (تنظیم اہلحدیث ۶۔ اپریل ۱۹۶۸ء)

غیر مقلد وہابیوں کے جلوس:

✿ وہابیوں نے ایک احتجاجی جلوس نکالا، جس میں اپنے مردہ مولویوں کو یوں پکارا گیا: علامہ تیرے خون سے انقلاب آئے گا، جب تک سورج چاند رہے گا یزدانی تیرا نام رہے گا۔ (روزنامہ نوائے وقت اگست ۱۹۸۸ء)

✿ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ بروز منگل اسماعیل سلفی امیر جمعیت اہلحدیث موت کی آغوش میں چلے گئے تو ان کے متعلقین نے متعدد مرتبہ شہر اور ملحقہ دیہات میں لاؤڈ اسپیکر پر دوسرے دن دو بجے جنازہ کا اعلان کیا اور لوگوں کو شرکت کی دعوت دی، موت کے دوسرے دن ہڑتال کرنے پر اصرار کیا، اخبار میں تین دن ہڑتال کا اعلان کیا، بعد ازیں مختلف مقامات پر مقررہ ایام و تواریخ میں قرارداد تعزیت کا اہتمام کیا گیا حالانکہ یہ تمام چیزیں اصول وہابیہ کے تحت سراسر خلاف قرآن وسنت ہیں۔

✿ سعودی عرب کے شاہ فیصل کے ۱۳۸۵ھ کے دورۂ پاکستان پر وہابیوں نے یوں اپیل کی:

''لاہور کے عوام پر لازم آتا ہے کہ وہ ایسا پُرجوش استقبال کریں جس کی دوسری مثال اس سرزمین پر چشم فلک نے آج تک نہ دیکھی ہو۔ عوام شاہ فیصل کی آمد پر نہ صرف اپنی آنکھوں کو فرش راہ بنائیں بلکہ ان راہوں پر دیدہ و دل بھی نثار کریں، ان

راہوں کو عقیدت کے پھولوں کے علاوہ گلہائے رنگا رنگ اور بہار آفرین جھنڈیوں سے سجائیں۔ (تنظیم اہلحدیث ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ)

✿ امیر جمعیت اہلحدیث اسماعیل سلفی نے کہا: میں مسلمانان پاکستان سے بالعموم اور جماعت اہلحدیث کے افراد سے بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ شاہ موصوف کا شاندار استقبال کیا جائے۔ حکومت اور عوام دفاتر اور پرائیوٹ اداروں کو بند رکھیں تاکہ ملازمین حضرات بھی اپنے معزز مہمان کا شایان شان استقبال کر سکیں۔

(الاعتصام لاہور ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ)

یہی تمام امور میلاد النبی کے سلسلہ میں حرام ہوتے ہیں۔

✿ ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء کے جلوس شوکت اسلام میں جلوس میلاد شریف کو بدعت کہنے والے وہابیوں' دیوبندیوں نے بھی شرکت کی۔ سیالکوٹ سے جو پوسٹر شائع ہوا' اس میں لفظ جلوس بڑے موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا اور جلوس کا ''س'' سارے پوسٹر پر حاوی تھا اس ''س'' نے جو پُر تکلف 'سیر'' دکھایا وہ یہ تھا کہ ''س'' کے گھیرے میں بڑے بڑے وہابی مولویوں کے نام لکھے ہوئے تھے' وہ لوگ جو جلوس میلاد سے بھاگا کرتے تھے' جلوس کے ''س'' نے ان سب کو اپنے گھیرے میں لے کر قابو کر لیا تھا کہ نکلو تو میری گرفت سے کیسے نکلتے ہو' خدا کا شکر ہے کہ جن مونہوں سے جلوس میلاد شریف کو بدعت قرار دیتے تھے اور اس کے خلاف فتوے اگلتے تھے۔ جلوس کے ''س'' نے ان مونہوں کو ''سیل'' کر دیا ہے۔

✿ ۸۔ اگست ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مولانا معین الدین لکھوی اور ناظم اعلیٰ میاں فضل حق ایک روزہ دورہ پر گوجرانوالہ پہنچے تو پل نہر اپر چناب پر مرکزی جمعیت اہلحدیث' مرکزی جمعیت شبان اہلحدیث اور جمعیت رفقائے

اسلام کے سینکڑوں کارکنوں نے علماء کی قیادت میں ان کا شاندار استقبال کیا اور انہیں جلوس کی شکل میں جامع مسجد مکرم ماڈل ٹاؤن لایا گیا' راستہ میں شیرانوالہ باغ کے قریب خاکسار تحریک کے ایک دستہ نے سالار اکبر غلام مرتضیٰ اور عنایت اللہ کی سربراہی میں ان راہنماؤں کو اکیس لوگوں کی سلامی دی' شرکاء جلوس پاکستان کے قومی پرچم اور جمعیت اہلحدیث کے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے' بعد نماز جمعہ جمعیت شبان اہلحدیث نے مسجد مکرم سے شریعت بل کی حمایت میں ایک جلوس نکالا' یہ جلوس سرکلر روڈ سے ہوتا ہوا جامعہ اشرفیہ میں پہنچ کر جلسہ عام میں شامل ہوگیا۔

(روزنامہ نوائے وقت' جنگ' مشرق لاہور ۹۔۱۰۔ اگست ۱۹۸۶ء)

یہ بات خود وہابیوں نے بھی نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو! ہفت روزہ الاسلام لاہور ۲۵ اپریل ۱۶ مئی ۱۹۸۶ء ہفت روزہ اہلحدیث ۸۔۱۵۔ اگست ۱۹۸۵ء)

✿ (تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران) گوجرانوالہ شہر میں خواتین کے تمام جلوس مدارس اہلحدث سے نکلے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۶ جنوری ۱۹۷۸ء)

✿ جمعیت اہلحدیث کے سیکرٹری جنرل ساجد میر نے کہا کہ "ہم نے اپنی تحریک کے تحت جلسے کئے' جلوس نکالے' پھر بھی حکومت نے کوئی نوٹس نہ لیا تو ہم نے احتجاج کا طریقہ تبدیل کر کے اسے علامتی بھوک ہڑتال کی طرف موڑ دیا۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲ جولائی ۱۹۸۷ء)

یہ تمام طریقے خود ساختہ اور قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔

✿ وہابیوں نے اپنے مولویوں کی یاد میں عید الفطر ۱۴۰۷ھ کے موقع پر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر ۱۹۸۷ء ۱۰ اگست کو جلوس نکالا۔ نوائے وقت لاہور ۱۰۔ اگست ۱۹۸۷ء کی اشاعت میں ہے۔ اہلحدیث یوتھ فورس گوجرانوالہ کے زیر اہتمام عید الاضحیٰ کے روز مرکزی عیدگاہ اہلحدیث حافظ آباد روڈ سے احتجاجی جلوس نکالا گیا۔

ایسے جلوس کی مثال قرآن وسنت میں نہیں ملتی۔

✿ اہلحدیث یوتھ فورس ۱۴۔ اگست یوم آزادی کو یوم احتجاج کے طور پر منائے گی' اس امر کا فیصلہ اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان اور پنجاب کے مشترکہ اجلاس میں کیا گیا۔

(جنگ نوائے وقت لاہور ۵ اگست ۱۹۸۷ء)

۱۴ اگست کو جامع مسجد محمدیہ چوک اہلحدیث سے بعد از عشاء جمعہ احتجاجی جلوس نکالا جائے گا۔ (نوائے وقت ۱۰۔ اگست ۱۹۸۷ء)

وہابیوں کی عیدیں:

غیر مقلدین وہابی حضرات یہ ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں کہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں' تیسری عید کا کوئی تصور نہیں جبکہ انہوں نے بادل نخواستہ کئی عیدیں تسلیم کر لی ہیں' بلکہ بعض عیدیں تو اپنی طرف سے گھڑ بھی لی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

تمام وہابی مانتے ہیں کہ جمعہ بھی عید ہے لیکن ہر کسی کیلئے نہیں صرف مسلمانوں کیلئے

ہفت روزہ ''تنظیم'' اہلحدیث لاہور (جو عبدالقادر روپڑی کی سرپرستی میں شائع ہوتا رہا ہے) میں ہے: مومن کی پانچ عیدیں ہیں۔

(۱) جس دن بندہ گناہ سے محفوظ رہے۔

(۲) جس دن خاتمہ بالخیر ہو۔

(۳) جس دن پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزرے۔

(۴) جس دن جنت میں داخل ہو۔

(۵) جب پروردگار کے دیدار سے بہرہ یاب ہو۔

(تنظیم اہلحدیث ۱۷ مئی ۱۹۸۳ء)

✿ صادق سیالکوٹی وہابی نے لکھا ہے:

"جناب عمر رضی اللہ عنہ نے دو عیدیں ثابت کر دیں۔ (جمعہ اور عرفہ کا دن)

(جمال مصطفےٰ ص ۱۴)

✿ وہابیوں کے ترجمان الاعتصام میں ہے:

زہے ماہ رمضان و ایام او...... کہ چوں صبح عید است ہر شام او

(الاعتصام ۲۳ مئی ۱۹۸۶ء)

یہاں ماہ رمضان کی ہر شام کو صبح عید قرار دے کر مزید انتیس یا تیس عیدیں تسلیم کر لی ہیں۔

✿ وہابیوں کے ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور میں ہے:

"بتقریب سعید تکمیل صحیح بخاری شریف جملہ طلباء خوبصورت لباس میں ملبوس عید کا ساماں پیش کر رہے ہیں۔ (۱۷ نومبر ۲۰۰۰ء)

تقریب بخاری پر "عید کا سماں" قبول ہے اور جشن میلاد پر "عید کا سماں" بے چین کر دیتا ہے۔ آخر کیوں؟

✿ ترجمان "وہابیہ الاسلام" میں ہے: موچی دروازہ کے تاریخی جلسہ کی تیاریاں تقریباً تین ہفتوں سے جاری تھیں اور عید کے چاند کی طرح ہر تاریخ اس انتظار میں گزر

رہی تھی۔ بالآخر ۱۸۔ اپریل کا آفتاب ایک نیا ولولہ اور ایک نئی روشنی لے کر طلوع ہوا۔

(الاسلام ۲۵ اپریل ص ۴، ۶، ۱۹۸۶ء)

✿ وہابیوں نے لکھا ہے: تھانہ کنگن پور موکل میں ۲ مئی کو عظیم الشان تاریخی جلسہ ہوا رنگ برنگی جھنڈیوں اور اسٹیج کی سجاوٹ نے "عید کا سماں" بنا رکھا تھا۔

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۲ جون ۱۹۸۵ء)

✿ وہابیوں نے ثناء اللہ امرتسری کے حملہ سے بچ جانے والے دن کو "عید" قرار دیا ہے۔ (شمع توحید ص ۴۹)

تمت بالخیر

(۷ جمادی الآخر ۱۴۲۹ھ ۱۲ جون ۲۰۰۸ء تقریباً ڈیڑھ بجے دوپہر)

پکارو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم: امابعد

مخلوق میں سے کسی کو مستقل فی التصرف یا مستحق عبادت سمجھ کر پکارنا سراسر شرک ہے۔خواہ قریب سے پکارا جائے یا دور سے، زندہ کو پکارا جائے یا مردہ کو، مدد کیلئے پکارا جائے یا محض شوق ومحبت سے، مافوق الاسباب پکارا جائے یا ماتحت الاسباب ہر طرح شرک ہے۔اور اگر مخلوق کو اس کی حیثیت کے مطابق بندہ ومخلوق سمجھ کر پکارا جائے تو ایسی پکار یقیناً جائز اور درست ہے خواہ جسے پکارا جائے وہ قریب ہو یا دور، زندہ ہو یا فوت شدہ، پکار مافوق الاسباب ہو یا ماتحت الاسباب، مدد کیلئے پکارا جائے یا محض شوق ومحبت سے، ہر طرح صحیح ہے۔

قرآن وحدیث میں ان دونوں باتوں کا الگ الگ بیان موجود ہے۔ مثلاً مشرکین مکہ ودیگر اہل شرک بتوں اور مورتیوں کو عبادت کے لائق سمجھ کر پکارتے تھے اس لئے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اسے شرک اور پکارنے والوں کو مشرک قرار دیا گیا ہے۔اور چونکہ مخلوق کو مخلوق ہی سمجھ کر پکارنا درست اور صحیح ہے اسلئے قرآن حکیم میں جگہ جگہ مخلوق کو پکارا گیا ہے۔دونوں مقامات مع حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

مخلوق کو مستحق عبادت سمجھ کر پکارنا شرک ہے:

پہلے یہ جان لیجئے کہ مشرکین بتوں کو الٰہ، معبود مان کران کی عبادت کرتے تھے۔

اولاً تو ''مشرکین'' کا لفظ ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کیساتھ دوسروں (بتوں وغیرہ) کو شریک کرتے تھے، اور انہیں رب العالمین جل جلالہٗ کے

مقابلے میں معبود بناتے اور اسکے برابر بھی قرار دیتے تھے مثلاً: ارشادات قرآنی ہیں:

① هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآءِنَا (الانعام:۱۳۶)

(مشرک کہتے) یہ اللہ کیلئے ہے، اپنے گمان میں اور یہ (حصہ) ہمارے (بنائے ہوئے) شریکوں کا ہے۔

② تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الشعراء:۹۷)

بخدا! ہم ضرور کھلی گمراہی میں تھے، جب ہم تمہیں اللہ رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

ان آیات میں مشرکین کا اعتراف واقرار موجود ہے کہ وہ اپنے گھڑے ہوئے پتھروں کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ٹھہراتے اور انہیں رب العالمین کے برابر قرار دے کر مشرک ہوئے تھے۔ اور بتوں کو اللہ تعالیٰ کے شریک بنا کر پکارتے تھے۔

ثانیاً: بے شمار آیات میں مشرکین کا اپنا اعتراف اور قرآن مجید کا دوٹوک اعلان موجود ہے کہ وہ لوگ انہیں (الٰہ) معبود اور مستحق عبادت قرار دیتے بلکہ عملاً ان کی عبادت بھی کرتے تھے۔ مثلاً

① مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (زمر:۳)

(مشرکین کہتے) ہم ان (بتوں) کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں درجہ میں۔

واضح رہے اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام واولیاء عظام کو خدا تعالیٰ کے محبوب مان کر وسیلہ بنانا درست ہے مشرکین بتوں کو معبود بنا کر وسیلہ بناتے تھے جو کہ سراسر شرک ہے۔ یہاں مشرکین کا واضح اعتراف موجود ہے کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔

② نمرودی مشرکین نے ایک موقع پر کہا تھا:

مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا (الانبیآء:۵۹)

ہمارے معبودوں کیساتھ یہ (براسلوک) کس نے کیا ہے۔

۳ مشرکوں کا قول ہے: اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ (ص:۵)

کیا اس نے تمام معبودوں (کے مقابلہ میں) ایک الہٗ بنایا ہے، بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے۔

۴ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ۔ (یونس:۱۸)

اور وہ اللہ کے مقابلے ان کی عبادت کرتے تھے جو انہیں نقصان دیتے اور نہ فائدہ۔

۵ مشرکین کا بیان ہے: نَعْبُدُ اَصْنَامًا (الشعرآء:۷۱) ہم بتوں کو پوجتے ہیں۔

ان پانچ مثالوں اور دیگر متعدد آیات قرآنی سے ظاہر ہے کہ مشرکین مکہ (یا دیگر اہل شرک) اپنے تراشیدہ بتوں کو معبود اور مستحق عبادت سمجھتے تھے اور عملاً ان کی عبادت بھی کرتے تھے، اس لئے قرآن مجید میں ان کی ''عبادت'' کو دعا کے نام سے یاد کیا گیا ہے، جس سے بعض لوگوں کو دھوکہ لگا اور انہوں نے مطلقاً یہ فتویٰ صادر کر دیا کہ مخلوق کو ''پکارنا'' شرک ہے جو کہ سراسر غلط ہے، اگر اس فتوے کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر عام لوگ تو رہے ایک طرف انبیاء کرام، اولیاء عظام، صحابہ کرام، بلکہ خود ذات باری تعالیٰ جل جلالہٗ بھی ان کے اس بے رحم فتوے سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ دلائل آگے آرہے ہیں، سر دست ہم قرآن مجید کی چندوہ آیات پیش کر رہے ہیں جن میں مشرکین کے بتوں کی عبادت کرنے کو شرک قرار دیا گیا ہے لیکن لفظ ''دعا'' استعمال ہونے کی وجہ سے یار لوگوں کو دھوکہ لگا ہے۔ اور ساتھ ہی مفسرین کرام کی عبارات نقل کریں گے جس سے واضح ہوگا

کہ وہاں ''دعا'' سے مراد صرف پکارنا نہیں بلکہ بتوں کی عبادت کرنا ہے۔

دعا بمعنی عبادت: آیات قرآنی مع عبارات تفاسیر درج ذیل ہیں:

﴿۱﴾ وَالَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ (الفاطر:۱۴)

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: والذین تدعون تعبدون من دونہ

(تفسیر جلالین صفحہ ۳۶۵)

یعنی آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ بت جن کی تم اللہ کے مقابلے میں عبادت کرتے ہو وہ گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے، اور پکارنا سے مراد عبادت کرنا ہے۔ (معارف القرآن ج۳ ص ۳۲۵)

﴿۲﴾ وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ۔ (یونس:۱۰۶)

اہل تفسیر نے لکھا ہے: ولا تدع تعبد من دون اللہ۔ (جلالین صفحہ:۱۷۹)

یعنی اللہ کو چھوڑ کر ان (بتوں) کی عبادت مت کرو جو نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان۔

﴿۳﴾ اب ہم قرآن مجید سے ایک مثال پیش کر کے اس کا فیصلہ کر دینا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں مشرکین کی پکار کو اس لئے شرک کہا گیا ہے کہ وہ بتوں کو الٰہ مان کر پکارتے تھے، اس لئے وہاں ''دعا'' سے مراد عبادت ہے۔ ملاحظہ ہو!۔

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَہُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوۡا لَہُمۡ اَعۡدَآءً وَّکَانُوۡا بِعِبَادَتِہِمۡ کٰفِرِیۡنَ (الاحقاف:۶،۵)

اور ان سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ کے علاوہ ان (بتوں) کو پوجتے ہیں جو قیامت تک ان کی نہ سنیں گے، اور ان کی دعا (پوجا) سے بے خبر ہیں۔ اور جب لوگوں کو

جمع کیا جائیگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔

ان دو آیتوں میں پوری طرح وضاحت فرمادی گئی ہے۔ پہلی آیت میں یدعوا اور ''دعاء'' کے الفاظ لائے گئے اور دوسری میں ''عبادت'' کے لفظ سے بتادیا ہے کہ یہاں ''دعا'' سے مراد بتوں کی عبادت کرنا ہے۔

ثابت ہوا کہ اس مضمون کی تمام آیات میں دعا سے مراد عبادت ہے۔

کسی کو الٰہ نہ سمجھو! مطالب ومفاہیم قرآنی سے ناآشنا لوگ دن رات کہتے پھرتے ہیں کہ کسی کو پکارنا شرک ہے اور دلیل کے طور پر قرآن کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔ (الجن:۱۸) یعنی اللہ کیساتھ کسی کو نہ پکارو۔

حالانکہ یہاں بھی دعا بمعنی عبادت ہے اور صحیح معنی یہ ہے کہ ''اللہ کیساتھ کسی کی عبادت نہ کرو''۔ اس پر مفسرین کی عبارات بھی موجود ہیں، لیکن آیئے! ہم اس کی وضاحت خود قرآن سے ہی پیش کردیتے ہیں کہ "لاتدعوا" سے مراد کسی کو الٰہ سمجھنا اور عبادت کرنا ہے۔

۱ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ (الفرقان:۶۸)

اور وہ لوگ (اللہ والے ہیں) جو اللہ کیساتھ کسی دوسرے (کو) الٰہ (معبود) نہیں بناتے۔

۲ مزید ارشاد فرمایا: وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ۔ (المومنون:۱۱۷)

اور جو اللہ کیساتھ کسی دوسرے کو الٰہ سمجھے۔

۳ مزید فرمایا: فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ (الشعراء:۲۱۳)

اللہ کے سوا کسی دوسرے کو الٰہ نہ سمجھو۔

۴ مزید فرمایا: لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ (الذاریات:۵۱)

اللہ کیساتھ دوسرے کو معبود نہ بناؤ۔

ان آیتوں نے واضح طور پر بتادیا کہ جن آیتوں میں پکارنے سے منع کیا گیا ہے وہاں کسی کو اللہ اور معبود سمجھنا اور اس کی عبادت کرنا مراد ہے، اور اسی چیز کو غیر اللہ کی عبادت قرار دے کر شرک کہا گیا ہے۔ اس لئے ان آیتوں کا معنیٰ ''پکار'' نہیں عبادت کرنا چاہئے:

دعا بمعنی ندا و پکار: لفظ ''دعا'' پکارنے بلانے اور دعوت دینے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اور یہ اس وقت کہ جب کسی کو مخلوق سمجھ کر پکارا جائے، چنانچہ ملاحظہ ہو!

﴿۱﴾ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ ۔(البقرہ:۲۲۱)

اور اللہ (تمہیں) جنت کی طرف پکارتا ہے۔

﴿۲﴾ مزید فرمایا: وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ ۔(آل عمران:۱۵۳)

اور رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہے تھے۔

﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا: ادعھن یا تینك سعیاً۔(البقرہ:۲۶۰)

ان (مردہ پرندوں) کو پکارو وہ تمہارے پاس آجائیں گے۔

﴿۴﴾ سیدنا نوح علیہ السلام نے کہا: رب انی دعوت قومی لیلاً و نھاراً۔(نوح:۹)

میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن پکارا ہے۔

﴿۵﴾ ارشاد ربانی ہے: ادعوھم لآبآئھم ۔(الاحزاب:۵)

ان کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔

ان تمام آیتوں میں ''دعا'' کی نسبت مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ، رسل عظام اور خود سرکار مدینہ ﷺ نے کی ہے۔ اگر ''دعا'' کا معنیٰ صرف عبادت ہی ہوتا ہے تو کیا یہاں سب نے مخلوق کی عبادت کر کے شرک کیا ہے؟ استغفر اللہ!

فائدہ: کسی بھی پروگرام کیلئے جن حضرات کو دعوت دی جاتی ہے انہیں ''مدعوین'' اور دعوت دینے والے کو ''داعی'' کہتے ہیں، کسی کو بلانا اور پیغام دینا ''دعوت'' کہلاتا ہے۔ دعا کا معنیٰ صرف ''پکار'' کرنے والے بھی اس پر عمل کرتے ہیں لہذا اگر مخالفین اپنی بات میں سچے ہیں کہ ''دعا'' کا معنیٰ ''عبادت'' ہی ہوتا ہے اور بس، تو پھر وہ اس پر عمل کر کے دکھائیں کہ کبھی کبھی اپنے دعوت ناموں کو ''عبادت نامے'' اشتہارات اور دعوت ناموں میں ''اسماء گرامی حضرات مدعوین'' کی جگہ ''حضرات معبودین'' اور ''الداعی'' کی جگہ ''العابد'' لکھا کریں! تا کہ حقیقت کھل جائے۔

ثابت ہو گیا کہ مخالفین کا یہ کہنا کہ مخلوق کو پکارنا شرک ہے سراسر غلط اور باطل ہے۔

مخلوق کو پکارنا جائز بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے: اللہ تعالیٰ نے خود جگہ جگہ مخلوق کو پکارا ہے۔ چند مقامات ملاحظہ ہوں!

۱. ارشاد ربانی ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے لوگو!۔ (البقرہ ۲۱، ۱۶۸، النساء ۱، ۱۷۵، یونس ۲۳ وغیرہ)

۲. فرمایا: یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ اے کتاب والو! (آل عمران ۷۰، ۷۱، ۶۵۔ النساء ۱۷۱ وغیرہ)

۳. زمین و آسمان کو پکارا: یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ۔ (ھود، ۴۴)
اے زمین اپنے پانی کو نگل جا اور اے آسمان بس کر تھم جا۔

۴. آگ کو پکارا: یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ۔ (الانبیاء، ۶۹)
اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

۵. اولاد آدم کو پکارا: یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ۔ اے آدم کے بیٹو! (الاعراف ۲۶، ۲۷، ۳۱، وغیرہ)

۶ سیدہ مریم کو پکارا: یٰمَرۡیَمُ اقۡنُتِیۡ لِرَبِّکِ۔ (آل عمران، ۴۳)

اے مریم اپنے رب کی عبادت کر۔

۷ پہاڑ اور پرندوں کو پکارا: یٰجبال اوبی معہ والطیر۔ (سبا۔۱۰)

اے پہاڑو! اس کے ساتھ ملکر میری تسبیح پڑھو اور اے پرندو!۔

۸ بنی اسرائیل کو پکارا: یٰبنی اسرائیل۔ اے بنو اسرائیل (البقرۃ ۴۰، ۱۲۲ وغیرہ)

۹ ایمان والوں کو پکارا: یا یھا الذین آمنو! اے ایمان والو! (البقرہ ۱۰۴، ۱۵۳، ۱۷۲، ۱۷۸، ۱۸۳، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۷۸، ۲۸۲، آل عمران ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۳۰، ۱۴۹، ۱۵۶، ۲۰۰ وغیرہ)

۱۰ انبیاء کرام اور رسل عظام کو پکارا: مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو پکارا یاٰدم اسکن انت و زوجك الجنة (البقرہ: ۳۵) اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو۔

11 حضرت داؤد کو پکارا۔ یا دود انا جعلناك خلیفةفی الارض۔ (صٓ: ۲۶)

اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

12 حضرت نوح علیہ السلام کو پکارا: یٰنوح اھبط بسلم۔ (ھود، ۴۸)

اے نوح سلامتی سے اتر آؤ۔

13 حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا: یٰموسی انی انا الله رب العالمین۔ (القصص: ۳۰)

اے موسیٰ! میں اللہ رب العالمین ہوں۔

14 فرمایا: ونا دیناہ ان یا براھیم۔ (الصآفات، ۱۰۴)

اور ہم نے پکارا اے ابراہیم۔

15 حضرت زکریا علیہ السلام کو پکارا: یٰزکریا انا نبشرك بغلم ن اسمه یحیی۔ (مریم، ۷)

اے زکریا ہم نے تجھے یحییٰ نامی بیٹے کی بشارت دیتے ہیں۔

16 حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پکارا: یٰیحیی خذ الکتاب بقوۃ۔ (مریم ۱۲)

اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑ لو۔

17 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکارا: یعیسی انی متوفیک ورافعک الی۔ (آل عمران ۵۵)

اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔

18 دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ اپنے حبیب کریم، امام الانبیاء وسید المرسلین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جگہ جگہ پکارا ہے: مثلاً

- یاَیھا الرسول اے رسول۔ (المآئدہ، ۴۱، ۶۷)
- یاَیھا النبی، یا نبی! (الاحزاب، ۱، ۵۰، ۴۵، ۵۹، الطلاق، ۱، التحریم: ۱)
- یاَیھا المزمل (مزمل، ۱) اے جھرمٹ مار کر کپڑا اوڑھنے والے۔
- یاَیھا المدثر۔ (مدثر، ۱)۔ اے چادر اوڑھنے والے۔

19 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پکارا ینساء النبی: اے نبی کی بیویو! (الاحزاب، ۳۰، ۳۲)

20 اللہ تعالیٰ نے خود پکارنے کے علاوہ دوسروں کو بھی حکم دیا کہ تم بھی مخلوق کو پکارو: مثلاً

- سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا: ادعھن یا تینک سعیا۔ (البقرہ: ۲۶۰)
 ان (مردہ پرندوں) کو پکارو وہ بھاگتے ہوئے تمہارے پاس آ جائیں گے۔
- مزید فرمایا: اذن فی الناس بالحج۔ (الحج، ۲۷)
 لوگوں کو حج کے لئے پکارو۔
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا قل یاَ ھل الکتاب۔ (آل عمران، ۶۴، ۹۸، ۹۹ وغیرہ)

محبوب! تم (اہل کتاب کو یوں پکارو) اے کتاب والو!۔

○ قل یآیھا الناس۔(الاعراف، ۱۵۸) محبوب فرمادو اے لوگو!

علاوہ ازیں متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ مخلوق کو پکارنا شرک نہیں۔ جو لوگ اسے شرک قرار دیتے ہیں وہ جاہل اور قرآنی تعلیمات سے نا آشنا ہیں۔

مافوق الاسباب پکار: تخت بلقیس تین ماہ کی مسافت پر تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خواہش تھی کہ بلقیس اور اس کے لشکر کے مسلمان ہوکر آنے سے قبل وہ تخت آپ کے پاس پہنچ جائے یہ کام خلاف عادت اور مافوق الاسباب تھا آپ نے اپنے درباریوں (کی طاقت بتلاتے ہوئے ان) سے فرمایا:

یا ایھا الملأ ایکم یاتینی بعرشھا قبل أن یاتونی مسلمین (النمل: ۳۸)

اے گروہ! تم میں کون ہے جو اسے میرے پاس لے آئے ان کے مسلمان ہو کر آنے سے پہلے۔

اس آیت میں امور مافوق الاسباب میں علی وجہ الاستعانت پکار کا واضح ثبوت موجود ہے، آپ کے وزیر آصف بن برخیا نے ظاہری اسباب کے بغیر تخت لا موجود کیا۔

فوت شدگان کو پکارنا: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حکم الٰہی کے مطابق زندہ اور پیدا ہونے والے تمام لوگوں کو حج کیلئے پکارا۔ ملاحظہ ہو! تفسیر جلالین صفحہ ۲۸۱، جمل علی الجلالین جلد ۳ صفحہ ۱۶۳، خازن جلد ۳ صفحہ ۲۸۶، المستدرک جلد ۲ صفحہ ۳۸۸ وغیرہ۔

اس واقعہ کو نواب صدیق نے ترجمان القرآن صفحہ ۲۲۷، صلاح الدین یوسف نے احسن البیان صفحہ ۸۱۰ پر لکھا ہے۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے اس وقت موجود اور قیامت تک آنے والوں کو پکارا:

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (الاعراف: ۷۹)

اے لوگو! میں تم سب کا رسول ہوں۔

یاد رہے جو لوگ پیدا نہ ہوئے ہوں وہ "اموات" ہی ہوتے ہیں۔ (البقر: ۲۸)

(۲) سیدنا صالح علیہ السلام نے ہلاک شدہ قوم کو پکارا:

یقوم لقد ابلغتکم الآیۃ۔ (الاعراف: ۷۹)! قوم! میں نے تمہیں تبلیغ کی۔

(۳) سیدنا شعیب علیہ السلام نے بھی مردہ قوم کو پکارا:

یقوم لقد ابلغتکم الآیۃ۔ (الاعراف: ۹۳) اے قوم! میں نے تمہیں پہنچا دیا۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے مقتولینِ بدر کو پکارا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۶۶)

(۵) اپنے صاحبزادے کو پکارا یا ابراھیم۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۱۷۴، ابن ماجہ صفحہ ۱۱۵)

(۶) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مردہ پرندوں کو پکارا۔ (البقرہ: ۲۶۰)

(۷) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات النبی پر پکارا یا نبی اللہ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۶۱)

(۸) ہر مسلمان کو حکم ہے کہ قبرستان کے مردوں کو پکار کر کہے: السلام علیکم یا اھل القبور۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۱۲۵، مشکوۃ صفحہ ۱۵۴) اے قبروں والو! تمہیں سلام ہو!

(۹) السلام علیکم۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۳۱۴، مشکوۃ صفحہ ۱۵۴)

(۱۰) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصال النبی ﷺ کے بعد پکارا وا ابتاہ۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۴۱، ابن ماجہ صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹)

11 سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے قبر انور پر جا کر یا رسول اللہ کہا۔

(ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۲ وغیرہ)

12 سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دور عثمانی میں ایک پریشان شخص کو رسول اللہ کو "یا" کہہ کر پکارنے والا وظیفہ بتایا۔ (الترغیب والترہیب جلد ا صفحہ ۴۷۴ وغیرہ)

13 متعدد محدثین نے آج بھی امت کو رسول اللہ کو "یا" کہہ کر پکارنے والے وظائف بتائے ہیں۔ مثلاً الادب المفرد صفحہ ۲۵۰، الاذکار صفحہ ۴۷۸، حصن حصین صفحہ ۳۰، عمل الیوم واللیلۃ صفحہ ۱۲۰۲ ابن سنی وغیرہم۔

ندائے یارسول اللہ ﷺ قرآن وحدیث کی روشنی میں

پکارو یارسول اللہ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: لا تجعلو دعآء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضا۔ (النور:۶۳)

ترجمہ: تم رسول کو ایسے نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

آیت کریمہ کے اس جملے کی دیگر تفاسیر کے علاوہ ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو پکارنے کا انداز اور اسلوب سکھا دیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو بے پرواہی اور بے اعتنائی کے طور پر ذاتی نام مبارک سے پکارنا منع ہے، آپ کا ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کا پورا پورا لحاظ کرتے ہوئے آپ کو عمدہ القاب اور اچھے اوصاف کیساتھ پکارنا چاہیے، مثلاً یارسول اللہ، یا حبیب اللہ وغیرہ کہنا چاہیے۔

بعض حضرات اپنی لاعلمی کی بناء پر اس آیت سے یہ ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں کہ یہاں رسول اللہ ﷺ کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے، حالانکہ اگر آپ ﷺ کو پکارنا منع کرنا مقصود ہوتا تو یوں فرمادیا جاتا: لا تدعوا الرسول لا تنادو الرسول لا تخاطبوا النبی وغیرہ۔ جبکہ یہاں نہی صرف اس بات کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عامیانہ انداز میں

نہ بلایا جائے، بلکہ مخصوص اور منفرد و ممتاز انداز میں پکارا جائے۔

مفسرین کرام کا فیصلہ: اس پر چند مفسرین کی عبارات ملاحظہ ہوں!

﴿۱﴾ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آیت قرآنی لاتجعلوا دعآء الرسول الایة کا مفہوم یہ ہے کہ "کدعآء احدکم اذا دعا اخاہ باسمہ ولکن وقروہ و عظموہ وقولو لہ یا رسول اللہ ویانبی اللہ"۔ (درمنثور ج ۵ ص ۶۱، دلائل النبوۃ ص ..... لابی نعیم)

جس طرح تم سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اسکا ذاتی نام لے کر (عامیانہ انداز میں) بلاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو بلکہ آپ کی نہایت توقیر و عظمت کرو اور یارسول اللہ، یانبی اللہ کہہ کر پکارا کرو۔

○ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لوگ یا محمد، یا ابا القاسم کہہ کر پکارتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر انہیں اس طرح پکارنے سے روک دیا۔ پھر وہ آپ کو یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہہ کر پکارتے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ص ......، دلائل النبوۃ ص ...... لابی نعیم، ابن مردویہ ص ....، درمنثور ج ۵ ص ۶۱، لباب النقول ص ۲۱۰، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۶، ۳۰۷، تفسیر روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵)

﴿۲﴾ تابعین عظام نے بھی اس کی تفسیر کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ مثلاً

قتادہ: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم فرمایا ہے کہ آپ (کو بلاتے وقت آپ) کی نہایت عظمت و بزرگی کا اہتمام کریں۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۸ ص ۱۳۴، معالم التنزیل ج ۵ ص ۷۶، روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵، احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۴۱۵)

مجاہد: اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا ہے کہ آپکو نرمی اور عاجزی کیساتھ یارسول اللہ کہہ کر

بلائیں اور گرج دار لہجہ میں یا محمد نہ کہیں۔ (ابن ابی حاتم برقم ۱۴۹۲۶، تفسیر طبری ج ۱۸ ص ۱۳۴، تفسیر قرطبی ج ۱۲ ص ۳۲۲، معالم التنزیل ج ۵ ص ۷۶، زاد المسیر ج ۶ ص ۶۸، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۷، روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵، احکام القرآن ج ۳ ص ۳۱۵)

سعید بن جبیر: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو نرمی وانکساری کیساتھ یارسول اللہ کہو اور غیر مناسب انداز میں یا محمد نہ کہو۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۲ ص ۳۲۲، تفسیر بیضاوی ج ۵ ص ۵۲۷، غرائب القرآن ج ۱۸ ص ۱۲۰، زاد المسیر ج ۶ ص ۶۸، ج ۷ ص ۴۵۹، ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۷، روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵)

علقمہ: لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ یا رسول اللہ کہیں اور یا محمد (کہہ کر بلانے) سے رو کے گئے ہیں۔ (زاد المسیر ج ۶ ص ۶۸)

اسود: لوگوں کو یارسول اللہ کہنے کا حکم دیا گیا اور یا محمد (کہہ کر بلانے) سے منع کیا گیا ہے۔ (ایضاً)

عکرمہ: لوگوں کو یارسول اللہ کہنے کا حکم دیا گیا اور یا محمد (کہہ کر بلانے) سے روکا گیا ہے۔ (ایضاً)

ضحاک: یعنی تم آپ کو آپکا ذاتی نام مبارک لے کر یا محمد نہ کہا کرو، جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اور لیکن یارسول اللہ اور یا نبی اللہ کہا کرو۔ (زاد المسیر ج ۷ ص ۴۵۹)

مقاتل: یعنی تم آپ کو آپکا ذاتی نام مبارک لے کر یا محمد نہ کہا کرو، جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اور لیکن یارسول اللہ اور یا نبی اللہ کہا کرو۔ (زاد المسیر ج ۷ ص ۴۵۹)

حسن بصری: یعنی لوگوں کو تعظیم نبوی کی بناء پر یا محمد، یا ابا القاسم (کہہ کر بلانے) سے روکا گیا اور یا نبی اللہ، یارسول اللہ پکارنے کا حکم دیا گیا۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵)

○ قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی نے لکھا ہے کہ (تابعین کی) ایک جماعت سے یہ تفسیر منقول ہے۔ (تفسیر بیضاوی ج ۵ ص ۵۲۷)

﴿۳﴾ دیگر علماء و محدثین نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے مثلاً

امام نووی: اس آیت کی دو تفسیروں میں ایک یہ ہے کہ تم یا محمد (کہہ کر نہ بلاؤ) بلکہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہا کرو۔ (نووی بر صحیح مسلم ج ا ص ۳۰)

ایسے ہی امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۲۴ صفحہ ۴۰، امام قرطبی نے الجامع لاحکام القرآن ج ۱۲ ص ۲۹۸، حافظ ابن کثیر نے تفسیر القرآن العظیم ج ۳ ص ۳۳۹، امام سیوطی نے درمنثور ج ۶ ص ۲۱۱، جلالین ص ۳۰۲، اسباب النقول، امام محمود آلوسی نے روح المعانی ج ۱۸ ص ۳۲۹، علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف اندلسی نے البحر المحیط ج ۸ ص ۷۵، علامہ علی بن محمد خازن نے لباب التاویل ج ۳ ص ۳۶۵، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی نے مدارک التنزیل علی هامش خازن ج ۳ ص ۳۶۵، علامہ بغوی نے معالم التنزیل ج ۵ ص ۷۶، علامہ جمل نے جمل علی الجلالین ص......، علامہ نظام الدین نیشاپوری نے غرائب القرآن ج ۱۸ ص ۱۲۰، علامہ ابن جوزی نے زادالمسیر ج ۶ ص ۶۸، علامہ اسماعیل حقی نے روح البیان ص......، علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی نے مواہب لدنیہ و زرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۲۷۷، علامہ شعرانی نے کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۷، شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ ج ا ص ۱۲۳، علامہ ملا علی قاری نے شرح شفا ج ۳ ص ۳۸۶، الشفاء ص.....للامام قاضی عیاض مالکی، تفسیر صاوی ص ۳۰۲ پر بھی یہی مضمون ہے۔
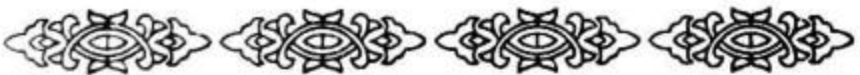
قیامت تک جب چاہو پکارو یا رسول اللہ ﷺ

قرآن ہمیشہ کیلئے ہادی ہے، سرور کائنات قیامت اور مابعد القیامت کیلئے نبی ورسول بن کر تشریف لائے ہیں اس لئے یہ حکم جیسے قرن اول کے مسلمانوں کیلئے ہے قرب قیامت میں ہونے والے مسلمانوں کو بھی یہ حکم شامل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہہ کر پکارو، جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر امور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہیں بلکہ بعد میں آنے والی امت بھی ان احکامات میں شامل ہے، ایسے ہی یہاں بھی ہے، آج بھی اگر کوئی آپ کو پکارنا چاہے تو کوئی شرعی ممانعت نہیں بلکہ حکم موجود ہے کہ ہر دور کے مسلمانو! اپنے نبی ﷺ کو یوں پکارا کرو یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا سید المرسلین وغیرہ۔

(۱) علامہ محمود آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے اپنی اپنی اسانید کیساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لوگ آپ کو یا محمد یا ابا القاسم کہہ کر پکارا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی خاطر اپنے حکم لا تجعلوا۔ الآیۃ سے ان کو اس طرح پکارنے سے منع فرمادیا، پھر وہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے، اسی طرح مروی ہے قتادہ، حسن، سعید بن جبیر اور مجاہد سے۔ اور علامہ سیوطی کی کتاب احکام القرآن میں ہے کہ اس حکم سے آپ کو نام لے کر پکارنا حرام ہو گیا۔ (علامہ آلوسی لکھتے ہیں) والظاہر استمرار ذلك بعد وفاته الى الآن (روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵)

یہ ظاہر ہے کہ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اب تک عام ہے۔

﴿۲﴾ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بان تقولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ ای وامثالھا من نحویا حبیب اللہ وھذا فی حیوتہ و کذا بعد وفاتہ فی جمیع مخاطباتہ۔ (شرح شفاء ج ۳ ص ۳۸۶)

یعنی تم آپ کو یارسول اللہ، یا نبی اللہ اور اس جیسے تعظیم کے الفاظ مثلاً یا حبیب اللہ (وغیرہ) کہہ کر پکارا کرو، اور یہ حکم آپ کی (ظاہری) زندگی میں تھا اور اسی طرح آپ کی (ظاہری) وفات کے بعد (بھی آج تک) ہر طرح کے خطابات میں۔

﴿۳﴾ علامہ صاوی لکھتے ہیں:

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کا مطلب ہے تم آپ کو نام لے کر نہ پکارو۔ یا محمد، یا ابا القاسم نہ کہو، بلکہ آپ کو پکارو اور خطاب کرو تعظیم و تکریم کیساتھ یوں کہو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا امام المرسلین، یارسول رب العالمین، یا خاتم النبیین وغیر ذلک۔ اس آیت سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ تعظیم کے بغیر آپ کو پکارنا جائز نہ تھا، نہ زندگی میں اور نہ بعد از وفات۔ (صاوی علی الجلالین ص ۳۰۲)

یعنی آج بھی یہی حکم ہے کہ آپ کو یا نبی اللہ، یارسول اللہ، یا حبیب اللہ وغیرہ محبت بھرے کلمات سے پکارو، اس بحث سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا ہے کہ قرآن کریم میں قیامت تک کے مسلمانوں کو یا نبی، یارسول اللہ وغیرہ پکارنے کی اجازت عطا فرما دی گئی ہے۔ اگر اس پکار میں کوئی شرک، بدعت، قباحت اور برائی ہوتی تو اس کی اجازت ہرگز نہ دی جاتی۔ جب کائنات کا خالق و مالک جل جلالہٗ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کی رخصت عنایت فرما رہا ہے تو کوئی لاکھ اسے شرک و بدعت اور کفر قرار دیتا رہے یہ منع نہیں ہوسکتا۔ ایسا

شخص اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر رہا ہے اسے اپنے انجام کی فکر کرنی چاہئے۔

مخالفین کا اعتراف: اپنے اس موقف کو ہم مخالفین (دیوبندی، وہابی حضرات) سے ثابت کر دکھاتے ہیں، ملاحظہ ہو!

(۱) ابن قیم نے لکھا ہے: مسلمان ہمیشہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔

(جلاء الافہام صفحہ ۸۸، للصلوۃ والسلام صفحہ ۱۸۱ از سلیمان منصور پوری)

(۲) عبدالغفور اثری وہابی سیالکوٹی نے لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ کو ان کا نام لے کر یا محمد ﷺ کہہ کر آواز دینی، بلانا اور پکارنا وغیرہ نہ آپ ﷺ کی حیات میں جائز تھا اور نہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جائز ہے۔ (ندائے یا محمد کی تحقیق ص ۲۲)

مزید لکھا ہے: اور یہ حکم آپ ﷺ کی دنیاوی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ قیامت تک کیلئے جاری وساری ہے۔ (ص ۱۲۸)

نوٹ: یاد رہے عبدالغفور اثری نے اپنی اس کتاب میں ''یا محمد کہنا منع اور یا رسول اللہ وغیرہ کہنا صحیح ہے'' کو ثابت کیا اور اس حکم کو قیامت تک مانا ہے۔

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آج بھی اور قیامت تک یا رسول اللہ کہہ کر پکار سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو پکارا: سطور ذیل میں رسول اللہ ﷺ کو پکارنے کا ایک مسلسل اور متواتر عمل پیش خدمت ہے، جس سے ثابت ہوگا کہ ہر دور میں یا رسول اللہ پکارا گیا ہے، سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ سبحانہ نے مختلف انداز میں اپنے محبوب کو یوں پکارا: یا ایھا الرسول، یا ایھا النبی، یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر۔

یہ حوالہ جات گذر چکے ہیں چند مزید درج ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ شب معراج خلوت خاص میں خدا نے پکارا: فقال الجبار یا محمد۔ (بخاری ج۲ص۱۱۲۰) خدائے جبار نے فرمایا: یا محمد۔

﴿۲﴾ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: یا محمد انھن خمس صلوات کل یوم ولیلة۔ (مسلم ج۱ص۹۱) اے محمد یہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔

﴿۳﴾ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاذا بربی تبارك و تعالیٰ فی احسن صورة فقال یا محمد قلت ربی لبیك۔ (الحدیث) اچانک میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو بہترین صورت میں (دیکھا)، اسنے فرمایا: یا محمد میں نے عرض کیا میرے رب میں حاضر ہوں۔ (ترمذی ج۲ص ۱۵۹، مشکوٰۃ ص۷۲،) ترمذی فرماتے یہ حدیث صحیح ہے اور میں نے امام بخاری سے بھی پوچھا تو انہوں نے بھی کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے)۔

یہی روایت (باختلاف الفاظ) مسند احمد ج۴ص ۶۶، ج۱ص ۳۶۸، ج۵ص ۲۴۳ پر ہے۔

یہ روایت سیدنا عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ملاحظہ ہو! جامع البیان المعروف تفسیر طبری ج۷ص ۱۶۲، ترمذی ج ۲ ص ۱۵۹، الاصابہ ج ۲ ص ۴۰۵، دارمی ج ۲ص ۵۱، مسند احمد ج۱ص ۳۶۸۔ آپ کی روایت کو امام ترمذی نے "اصح" قرار دیا ہے۔

﴿۴﴾ قیامت کے دن جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیر عرش سجدہ ریز ہوں گے تو اللہ رب العزت کی طرف سے کہا جائے گا یا محمد ارفع رأسك و قل یسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع۔ (بخاری ج۲ص ۱۱۱۸)

یا محمد! اپنا سر اٹھایئے کہئے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگیئے آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائیگی۔

یہی مضمون صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۹، ابن ماجہ ص ۳۲۹، مسند احمد ج ۱ ص ۱۹۸ وغیرہ پر بھی ہے۔

﴿۵﴾ لیلۃ المعراج جب آپ ﷺ قاب قوسین او ادنیٰ کی منزلوں پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یا محمد هل غمك ان جعلتك اخر النبيين قلت لا يارب الحديث (ابن عساکر ص...... بحوالہ تجلی الیقین)

یا محمد! کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے متاخر کیا؟ میں نے عرض کیا نہیں اے میرے رب!۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیم: چند روایات ملاحظہ ہوں۔ جن میں رسول اکرم ﷺ نے اپنے غلاموں کو پکارنے کی اجازت و تعلیم دی ہے۔

○ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھیں ٹھیک کر دے، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اس کام کو موخر کر دوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم چاہو تو دعا کر دوں، اس نے کہا آپ دعا کر دیجئے آپ نے فرمایا تم اچھی طرح وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد یہ دعا کرو، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد ﷺ میں آپکے وسیلہ سے اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری، اے اللہ آپکو میرا شفیع بنا دے۔ (ابن ماجہ ص ۹۹، ترمذی ج ۲ ص ۱۹۸، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸، مستدرک ج ۱ ص ۳۱۳، ص ۵۱۹، ج ۱ ص ۵۲۶، مختصر تاریخ دمشق ج ۳ ص ۳۰۴، عمل الیوم و اللیلۃ ص ۲۰۲ لابن السنی، دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۶۷، سنن کبریٰ للنسائی ج ۶ ص ۱۶۹، الاذکار للنووی ص ۱۶۷ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ص ۴۱۸، الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۴۷۳، صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۲۲۵)

اس حدیث صحیح میں واضح طور پر یا محمد پکارنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

اس روایت کو مخالفین کے قاضی شوکانی نے (تحفۃ الذاکرین ص ۱۳۷) ذکر کیا اور لکھا ہے کہ ائمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، ابن تیمیہ نے (فتاوی ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۷۵) اور اس میں یہ بھی ہے کہ اگر تمہیں کوئی بھی حاجت ہو تو اسی طرح کرو۔ وحید الزماں نے (ہدیۃ المہدی ص ۴۷) اسے حسن قرار دیا، نواب صدیق نے (نزل الابرار ص ۳۰۴) اور اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے (نشر الطیب ص ۲۵۳) نے بھی لکھا ہے۔

○ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کے کلمات اس طرح اہتمام کیساتھ سکھائے جس طرح آپ قرآن سکھایا کرتے تھے اسوقت میری ہتھیلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ (الفاظ یہ ہیں) "التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین اشھدان لاالہ الااللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ"۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۱۵، ج ۲ ص ۹۲۶، والفظ لہ مسلم ج ۱ ص ۱۷۳، نسائی ج ۱ ص ۱۳۷، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۴۶، ابن ماجہ ص ۶۴، ترمذی ج ۱ ص ۶۵)

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری امت کیلئے "السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ" (یا نبی آپ پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں) سکھایا ہے۔ جسکا مطلب ہے کہ قیامت تک یا نبی کہہ کر سلام کرنا درست ہے۔

نوٹ: یہ بات سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے۔ (موطا امام مالک ص ۳۱، سنن کبری ج ۲ ص ۱۴۴، کنز العمال ج ۴ ص ۲۱۸)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے۔ (مسلم ج۱ ص۱۷۴، ابوداؤد ج۱ ص۱۴۷، ابن ماجہ ص۶۵، نسائی ج۱ ص۱۳۸، دارقطنی ج۱ ص۳۵۲)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے: (سنن کبری بیہقی ج۲ ص۱۳۹، ابوداؤد ج۱ ص۱۴۶، دارقطنی ج۱ ص۳۵۱، موطا مالک ص۳۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے: (مسلم ج۱ ص۱۷۴، نسائی ج۱ ص۱۳۸، ترمذی ج۱ ص۶۵، ابن ماجہ ص۶۵، ابوداؤد ج۱ ص۱۴۷)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے: (نسائی ج۱ ص۱۳۸، ابن ماجہ ص۶۵، سنن کبری ج۲ ص۱۴۱، مستدرک ج۱ ص۲۶۷) بیان بھی کئے اور ان پر عمل بھی کیا ہے۔

فائدہ: بعض الناس کہتے ہیں کہ نماز میں یہ الفاظ بطور حکایت کہنے چاہئیں، ایسے لوگوں کے پاس اپنی بات پر کوئی دلیل نہیں، اگر یہ الفاظ بطور حکایت ہیں تو انہیں ساری نماز ہی حکایۃً پڑھنی چاہئے، جب ہمیں نماز کو ایک فرض ادا کرنے کی نیت سے پڑھنا چاہئے تو سلام بھی بطور انشاء، اپنا ذمہ ادا کرنے کی غرض سے پڑھنا چاہئے۔

علماء و محدثین نے لکھا ہے کہ دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کر کے آپ کو اپنے قریب اور حاضر جان کر پڑھو السلام علیك ایها النبی ملاحظہ ہو! (احیاء العلوم ج۱ ص۱۷۱، فتح الباری ج۲ ص۲۵۰، عمدۃ القاری ج۶ ص۱۱۱، مواہب لدنیہ ج۲ ص۲۳۳، زرقانی ج۷ ص۳۲۹، تفسیر کبیر ج۱ ص۲۷۹، زرقانی شرح موطا ج۱ ص۱۷۰، مرقاۃ ج۲ ص۲۲۳، درمختار ج۱ ص۴۷۶، ردالمحتار ج۱ ص۴۷۶، طیبی شرح مشکوٰۃ ج۲ ص۳۵۱، المیزان للشعرانی جلد ۱ صفحہ ۱۲۲، مکتوبات بر حاشیہ اخبار الاخیار ص۳۱۶)

دیوبندیوں نے بھی یہی لکھا ہے: اوجز المسالک ج۲ ص۲۲۵، فتح الملہم ج۲ ص۴۳۔

نوٹ: غیر مقلد وہابیوں کے نواب صدیق نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کے

پاس موجود ہوتے ہیں۔(مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ۴۵۹)

انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ: معراج کی رات جب رسول اللہ ﷺ مسجد اقصیٰ کے قریب پہنچے تو انبیاء کرام علیہم السلام نے آپکا یوں استقبال کیا: السلام علیك یا اول السلام علیك آخر السلام علیك یا حاشر۔(تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۳، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۳۲۶، درمنثور ج ۴ ص ۱۲۹، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۵۶)

اسی بات کو اشرفعلی تھانوی نے نشر الطیب ص ۶۹ اور محمد علی جانباز وہابی نے معراج مصطفیٰ ص ۱۲ پر لکھا ہے۔

○ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر کھڑے ہو کر یا محمد کہیں گے تو میں انہیں ضرور جواب دوں گا۔(مسند ابی یعلیٰ جلد ۱۱ صفحہ ۴۶۳، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۵)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعرہ: دیوانگان رسول ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی نعرہ لگایا۔

۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (ایک بار) لوگوں پر قحط آ گیا، ایک شخص (سیدنا بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی امت کیلئے بارش طلب کریں، کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں، نبی کریم ﷺ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ ان کو سلام کہو اور بتا دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۲، البدایہ والنھایہ ج ۷ ص ۹۲، ۹۱، الاستیعاب علی ہامش الاصابہ ج ۲ ص ۴۶۴، الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۳۹۰، ۳۸۹، فتح الباری ج ۲ ص ۴۹۶، ۴۹۵، دلائل النبوۃ ج ۷ ص ۴۷)

اس روایت کو حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ ابن کثیر نے صحیح قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو! فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۴۹۵، ۴۹۴، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۹۲، ۹۱۔

نوٹ: سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے بھی پوری تائید کی ہے، تسکین الصدور ص ۵۴۹

﴿۲﴾ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے کسی کام کیلئے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا اور آپ اسکی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اور نہ اسکے کسی کام کی طرف دھیان دیتے تھے، ایک دن اس شخص کی سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، اسنے ان سے اس بات کا ذکر کیا، انہوں فرمایا تم وضوخانہ جا کر وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو، پھر یہ کہو "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اپنے نبی، نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد میں آپ کے واسطے سے آپ کے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ وہ میری حاجت روائی کرے"۔ اور (یہاں) اپنی حاجت کا ذکر کرنا پھر میرے پاس آنا حتی کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں وہ شخص گیا اور اسنے اس بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کیا، پھر وہ سیدنا عثمان بن عفان کے پاس گیا، دربان نے ان کیلئے دروازہ کھولا اور ان کو حضرت عثمان کے پاس لے گیا، سیدنا عثمان نے اسکو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے اپنا کام ذکر کیا، آپ نے اسکا کام کر دیا اور فرمایا تم نے اسے پہلے اب تک اپنے کام کا ذکر نہیں کیا تھا اور فرمایا جب بھی تمہیں کوئی کام ہو تو تم ہمارے پاس آجانا.... الخ۔ (الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۲۷۶، ۲۷۴، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۷۹، دونوں نے اسے صحیح قرار دیا، طبرانی صغیر ج ۱ ص ۱۸۴، ۱۸۳، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۱۶۸، طبرانی کبیر ج ۹ ص ۳۰، امام طبرانی نے بھی اسے صحیح لکھا ہے)۔

نوٹ ابن تیمیہ نے اسے دو صحیح سندوں سے تسلیم کیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۷۴، ۲۷۳، عبدالرحمان مبارکپوری وہابی نے تحفۃ الاحوذی ج ۱۰ ص ۳۴ پر لکھ کر طبرانی ومنذری کی تصحیح کو نقل کیا، وحیدالزمان نے مترجم ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۷۵ پر صحیح مانا، اور ہدیۃ المہدی ص ۴۸ پر بھی نقل کیا ہے

﴿۳﴾ جنگ یمامہ میں جب مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی تو پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (دشمن کو) للکارا اور للکارنے والوں کو دعوتِ (قتال) دی پھر مسلمانوں کے معمول کے مطابق یا محمداہ (یارسول اللہ مدد کیجئے) کا نعرہ لگایا، پھر وہ جس شخص کو بھی للکارتے اسے قتل کر دیتے تھے۔ (الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۲۴۶، تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۵۰)

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ "پھر خالد بن ولید نے مسلمانوں کے معمول کے مطابق نعرہ لگایا اور اس زمانہ میں ان کا معمول یا محمداہ کا نعرہ تھا۔ (البدایہ والنھایہ ج ۶ ص ۳۲۴)

فائدہ: ابن قیم نے بھی لکھا ہے کہ مسلمان ہمیشہ یارسول پکارتے رہے ہیں۔

(جلاء الافہام صفحہ ۸۸، الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۸۱)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام علیہم الرحمۃ کے زمانوں میں مشکلات اور پریشانیوں کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کا معمول تھا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک

﴿۴﴾ جب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں میں پھیل گئے اور سب یہی نعرے لگا رہے تھے یا محمد، یارسول اللہ، یا محمد، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱۹)

معلوم ہوا کہ ہجرت کے موقع پر دور و نزدیک سے ہر گلی، ہر بازار اور پورے مدینے میں یارسول اللہ کی آواز اور پکار تھی۔

﴿۵﴾ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا، ان سے ایک آدمی نے کہا: جو تم کو سب سے زیادہ محبوب ہے اسکو یاد کرو انہوں نے کہا: یا محمد۔ (الادب المفرد ص ۲۵۰، حصن حصین صفحہ ۳۰، شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۵۵، مناہل الصفا للسیوطی صفحہ ۶۳ الاذکار للنووی ص ۲۷۸، الشفاء ج ۲ ص ۱۸، فتاویٰ عزیزی ص ۳۲۹، القول البدیع ص ۲۲۵، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی ص ۶۷، مسند ابن الجعد)

فائدہ: اس روایت کو نواب صدیق نے نزل الابرار ص ۳۷۳، وحید الزمان نے لغات الحدیث ج ۱ ص ۱۹، ہدیۃ المھدی ص ۲۳، قاضی شوکانی نے تحفۃ الذاکرین ص ۲۰۶ پر لکھا ہے۔

تنبیہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آپ نے مدد مانگنے کی غرض سے محبت کے ساتھ بلند آواز سے رسول اللہ ﷺ کو پکارا تھا۔ (شرح الشفاء ج ۳ ص ۳۵۵)

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (۱۸ھ) جب عام قحط پڑا تو حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے ان سے کہا کہ وہ بکری ذبح کریں، انہوں نے کہا اس میں کچھ نہیں ہے، گھر والوں کے اصرار پر جب بکری کو ذبح کیا تو اس کی ہڈیاں سرخ تھیں انہوں نے پکارا یا محمداہ (یا رسول اللہ مدد کیجئے)۔ (البدایہ والنھایہ ج ۵ ص ۱۶۷، الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۱۸۹، المنتظم لابن جوزی ج ۳ ص ۱۵۷، ابن اثیر ج ۲ ص ۲۳۵)

(۷) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصالِ رسول ﷺ کے وقت کہا: اذکرنا یا محمد عند ربك۔ یا رسول اللہ ہمیں بارگاہ خداوندی میں یاد فرمائیں!

(مواہب لدنیہ مع الشرح ج ۸ ص ۲۸۲، نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۵۶)

- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصال النبی ﷺ پر پکارا یا نبی اللہ۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۶۶، البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۳)

- مزید کہا: وانبیاہ واخلیلاہ واصفیاہ (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۶۲۰) یا نبی، یا خلیل، یا صفی!

- وحید الزمان نے لکھا ہے: حضرت ابو بکر صدیق کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ۔ (لغات الحدیث جلد ۲ صفحہ ۱۹)

(۸) حضرت عمرو بن سالم رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تھے، آپ سے یوں مدد مانگی، جس کا بیان خود رسول اکرم ﷺ نے اس

طرح فرمایا: راجز یستصرخنی اغثی یارسول اللہ

راجز مجھے پکارتا ہے، یارسول اللہ میری مدد فرمائیں۔ (طبرانی صغیر جلد۲ صفحہ۷، الاصابہ جلد۲ صفحہ ۵۶۶، الاستیعاب علی حاشیہ الاصابہ جلد۲ صفحہ ۵۴۰، زرقانی جلد۲ صفحہ ۲۹۰، دلائل النبوۃ جلد۹ صفحہ ۲۳۳)

۹ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے: السلام علیك یا رسول اللہ۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۵۷۶، وفاالوفا ج ۴ ص ۱۳۵۸، شفاء السقام ص ۷۳۔ (علامہ سمہودی اور امام سبکی نے اسے صحیح کہا) مصنف ابن ابی شیبہ جلد۴ صفحہ ۱۳۸۔ سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے بھی اسے نقل کیا اور ''بسند صحیح'' کہا ہے۔ تسکین الصدور صفحہ ۳۵۶ اور وحید الزماں حیدر آبادی وہابی نے بھی نقل کیا ہے۔ (نزل الابرار ج ۱ ص ۲۸۶)

۱۰ میدان کربلا میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے پکارا ''یا محمداہ''، یا محمداہ، یا محمداہ''۔

(البدایہ والنھایہ ج ۸ ص ۱۶۵)

۱۱۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات شریف کے بعد پکارا: الایا رسول اللہ کنت رجاءنا وکنت بنا برولم تك جافیا۔ (زرقانی علی المواہب ج ۸ ص ۲۸۴)

یارسول اللہ! آپ ہماری امیدگاہ تھے، آپ ہم پر شفیق اور نرمی فرماتے تھے۔

۱۲۔ جنگ یرموک میں سب کی زبان پر ایک ہی پکار تھی

یا محمد یا منصور امتك۔ (فتوح الشام ج ۱ ص ۱۲۸)

یارسول اللہ، اے فتحمند! اپنی امت کی خبر لیجئے۔

۱۳۔ جنگ بہنسا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان پر تھا:

یا محمد، یا محمد یا نصر اللہ انزل۔ (فتوح الشام ج ۲ ص ۱۷۷)

یعنی یارسول اللہ، یارسول اللہ، اے اللہ کی طرف سے مددگار آپہنچیے۔

۱۴۔ بطلیموس نے دس ہزار سوار لے کر اہل اسلام پر شب خون مارا، لوگ پریشان ہو گئے، ایک ہنگامہ برپا تھا، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکارا: واغوثاہ وامحمداہ واسلاماہ کید قومی و رب الکعبۃ۔ (فتوح الشام جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

اے ہمارے مددگار، یارسول اللہ مدد! رب کعبہ کی قسم میری قوم سے مکر کیا گیا، فریاد کو پہنچیں (تاکہ بچ جائیں)۔

۱۵۔ زمانہ تابعین یا تبع تابعین کے مشہور تین شامی مجاہدوں کو رومیوں نے گرفتار کر کے بادشاہت اور شادی کا لالچ دے کر کہا کہ تم لوگ عیسائی ہو جاؤ انہوں نے انکار کیا اور پکارا: یامحمداہ۔ یارسول اللہ مدد کیجیو! (عیون الحکایات و شرح الصدور ص ۸۹)

۱۶۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پکارا: یاابتاہ

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۴۱، ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹، ۱۱۸)

۱۷۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی پاؤں سن ہو جانے پر رسول اللہ کو یا کہہ کر پکارا۔ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۵، حصن حصین صفحہ ۳۰، الاذکار صفحہ ۱۴۱، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی صفحہ ۶۷)

نوٹ: نواب صدیق نے کتاب التعویذات صفحہ ۴۷ اور شوکانی نے تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۳۹ پر اسکا ذکر کیا ہے۔

فرشتوں نے پکارا

(۱)۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام ایک اعرابی کی شکل میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یامحمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے متعلق بتائیے۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۷، مشکوٰۃ ص ۱۱)

(۲)۔ معراج کی رات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیآء کرام کی امامت فرمائی تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یامحمد..... ہر نبی جسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا وہ نماز میں آپ کے پیچھے تھا۔ (ابن ابی حاتم ص.....)

﴿۳﴾۔قصہ ولادت میں داروغۂ جنت رضوان نے عرض کیا: یا محمد! بشارت ہو کہ کسی نبی کا علم باقی نہ رہا جو آپ کو نہ ملا ہو۔آپ ان سب سے علم میں زائد اور شجاعت میں فائق ہیں۔
(.....بحوالہ تجلی الیقین ص ۸۲)

﴿۴﴾۔آپ کی پردہ پوشی کے وقت لوگوں نے ملک الموت کے رونے کی آواز سنی اور یہ کہتا سنا وامحمداہ۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۶۷، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۰)

عاشقان مصطفیٰ کا ترانہ: ہمیشہ عاشقوں کا یہ ترانہ رہا ہے۔ملاحظہ ہو!

ا۔حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: وکان شعارھم یومئذ یا محمداہ۔(البدایہ والنھایہ جلد ۶ صفحہ ۳۲۴) اس وقت ان مسلمانوں کا معمول "یا محمداہ" (یارسول اللہ مدد فرمایئے) کا نعرہ تھا۔

۲ امام طبری نے بھی مسلمانوں کا یہی معمول لکھا ہے۔(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۵۰)

۳ علامہ ابن عدی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۴۶)

فائدہ: ابن قیم نے بھی تسلیم کیا کہ یارسول اللہ مسلمانوں کا معمول ہے۔
(جلاء الافہام صفحہ ۸۸، الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۸۱)

۴۔ابن کثیر لکھتے ہیں: ایک جماعت نے عتبیؒ سے یہ مشہور حکایت نقل کی ہے کہ (میں) آنحضرت ﷺ کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآءوك الآیۃ۔ اس کے بعد اس نے درد دل سے چند اشعار پڑھے اور جذبۂ محبت کے پھول نچھاور کر کے چلا گیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے عتبیؒ! جا کر اس اعرابی سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔(تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۵۸۹، الاذکار ص ۱۸۵، تفسیر مدارک ج ا

ص ۳۹۹، شفاء السقام ص ۶۲، تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۲۶۵، جذب القلوب ص ۱۹۵، تفسیر ثعالبی ج ۲ ص ۲۵۷، البحر المحیط ج ۳ ص ۶۹۴، الشفاء ج ۲ ص ۴۱، مواہب لدنیہ ص ....، شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۵)

نوٹ: یہ واقعہ اشرفعلی تھانوی نے نشر الطیب ص ۲۵۴، سرفراز گکھڑوی نے تسکین الصدور ص ۳۶۵، مفتی شفیع دیوبندی نے معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰ پر بھی نقل کیا ہے۔

5 امام خفاجی فرماتے ہیں: اسی (رسول اللہ کو پکارنے) پر اہل مدینہ کا عمل ہے۔

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۵۵)

٦ امام ابن سنی (عمل الیوم اللیلۃ صفحہ ۲۰۲) حافظ منذری نے الترغیب والترھیب جلد ا صفحہ ۴۷۳، شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مجربات عزیزی صفحہ وغیرہم محدثین کے نزدیک آج بھی مشکل وحاجت دور کرنے کیلئے دو رکعت نماز کے بعد نابینا صحابی رضی اللہ عنہ والی دعا پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار سکتے ہیں۔

نوٹ! دیوبندیوں کے پیر شبیر نے بھی یہی لکھا۔ (یا حرف محبت اور باعث رحمت ہے ص ۴۲)

۷ امام بخاری نے ادب المفرد صفحہ ۲۵۰، حافظ ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ صفحہ ٦۷، حافظ امام نووی نے الاذکار صفحہ ۲۷۸، امام جزری نے حصن حصین صفحہ ۳۰، امام نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ صفحہ ۲۱۸، وغیرہ محدثین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں سن ہونے پر یا محمداہ کے نعرے کو آج بھی جائز رکھ کر بتا دیا کہ اس وقت بھی رسول اللہ کو پکارنا درست ہے۔

۸ ابوبکر بن محمد بن عمر بیان کرتے ہیں: میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ حضرت شبلی آئے تو ابوبکر بن مجاہد ان کیلئے کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے ان سے کہا: یا سیدی آپ شبلی سے اس طرح پیش آئے؟

حالانکہ آپ اور سارا بغداد انہیں مجنوں تصور کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے اس کے ساتھ وہی کیا ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا، اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ شبلی آئے، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شبلی سے یہ معاملہ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ ہر نماز کے بعد "لقد جاء کم رسول من انفسکم" آخر تک پڑھتا ہے اور پھر مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ ایک روایت میں ہے: یہ فرض نماز پڑھ کر بعد میں لقد جاء کم رسول من انفسکم آخر سورت تک پڑھتا ہے اور پھر تین بار کہتا ہے صلی اللہ علیك یا محمد۔ ابو بکر بن مجاہد بیان کرتے ہیں جب شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ وہ نماز کے بعد کیا ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے یہی بتلایا۔ (مرج البحرین ص ۸۶، ۸۵، جذب القلوب ص ۱۸۴، القول البدیع ص ۱۷۳)

نوٹ: یہی واقعہ تبلیغی نصاب ص ۷۸۹، فضائل درود ص ۱۱۲، از زکریا دیو بندی، جلاء الافہام لابن قیم ص ۲۵۸، الصلوٰۃ والسلام ص ۲۵۹، یا حرف محبت صفحہ ۵۶)

9 ابو بکر بن ابو علی المقری اور امام طبرانی کو بھوک کی شدت ہوئی تو پکار اٹھے۔

یا رسول اللہ الجوع۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۹۷۴)

یارسول اللہ ہم فاقے سے ہیں ہماری بھوک مٹائیے۔

10 نابینا صحابی رضی اللہ عنہ والی حدیث لکھ کر علامہ محمود فاسی فرماتے ہیں۔

یہاں سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کو اس قسم کی حاجت میں اسم گرامی سے نداء کرنی جائز ہے۔ (مطالع المسرات ص ۳۶۳)

11 امام محمد بن موسیٰ المزالی المراکشی (۶۸۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ایک عورت ہر مشکل اور خوفناک موقع پر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ کر آنکھیں بند کر لیتی اور پکارتی: یا محمد۔ (مصباح الظلام ص ۱۲۲)

۱۲ ابوالخیر الاقطع نے مدینہ شریف میں پانچ دن شدتِ فاقہ سے گزارے تو عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں پھر منبر کی ایک طرف سو گئے، ان کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی عطا فرمائی (ایضاً ص ۱۰۱، طبقات الصوفیہ ص ۳۷۰)

۱۳ ابوعبداللہ محمد بن سالم نے مگر مچھ کے حملے کے ڈر سے کہا یا رسول اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (مصباح الظلام ص ۱۵۹)

نوٹ ! اس موضوع پر مزید واقعات کیلئے علامہ محمد بن موسیٰ مراکشی کی کتاب ''مصباح الظلام'' ملاحظہ فرمائیں۔ جسکا اردو ترجمہ ''پکارو یا رسول اللہ'' (از علامہ عبدالحکیم شرف قادری) کے نام سے چھپ چکا ہے۔

۱۴ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پکارا:

یا سید السادات جئتك قاصدا

ارجو رضاك و احمتی بحماك

(قصیدۃ النعمان ص ۱۳)

۱۵ امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے مرضِ فالج میں اپنے آقا کو پکارا:

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه

سواك عند حلول الحادث العمم

(قصیدہ بردہ شریف)

۱۶ علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں بارگاہ رسالت میں فریاد کرتے ہیں:

زمہجوری بر آمد جانِ عالم، ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمۃ للعالمینی، زمہجوراں چرا فارغ نشینی

(زلیخا ص ۳ یہ اشعار تبلیغی نصاب ص ۸۰۴ پر بھی ہیں۔)

۱۷ حضرت خواجہ شمس تبریزی پکارتے ہیں:

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

یارسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند عاجزاں را رہنما و جملہ را ماوٰی توئی

۱۸ حضرت شاہ ابوالمعالی عرض کرتے ہیں:

گر نہ بودے یارسول اللہ ذات پاک تو ہیچ پیغمبر نہ بروے دولت پیغمبری

یارسول اللہ اگر آپ کی ذات پاک نہ ہوتی تو کوئی پیغمبر دولت پیغمبری سے سرفراز نہ ہوتا۔

۱۹ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی عرض کناں ہیں:

چہ وصفت کند سعدیؔ نا تمام

علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

۲۰ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

یا سیدی یا رسول اللہ قد شرفت

قصائدی بمدیح فیك قدر صفا

(مجموعہ بنہانیہ ج ۲ ص ۵۸)

۲۱ حضرت ابومدین المغربی کہتے ہیں:

یا خیر مبعوث و اکرم شافع، کن منقذی من ہول یوم موجف، صلی اللہ

علیك یا خیر الوریٰ، مالاح برق فی السمآء و ما خفی۔ (ایضاً ج۲ص ۳۸۰)

۲۲ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری فرماتے ہیں:

یا رسول اللہ بحال عاصیاں کن یک نظر

تا شود زاں یک نظر کار فقیراں ساختند

(دیوان خواجہ اجمیری)

۲۳ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی پکارتے ہیں:

بہر صورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما بلطف خودسر وسامان جمع بے سروپا

(اخبارالاخیار)

۲۴ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نداء کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

وصلی اللہ علیك و یا خیر خلقه ویا خیر مامول و یاخیر واهب

(اطیب النغم ص۲۲)

۲۵ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی عرض کرتے ہیں:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجهك المنیر لقد نور القمر

لا یمكن الثناء كما كان حقهٗ

بعد از بزرگ توئی قصہ مختصر

(تفسیر عزیزی ص، کمالات عزیزی ص۳۴، بستان المحدثین ص۳۵۲) اسوۂ رسول اکرم ص۲، از عبدالحی دیوبندی

۲۶ امام جزولی نے اپنی مقبول و مشہور زمانہ کتاب دلائل الخیرات میں لکھا ہے:

اللھم انی اسئلك و اتوجه الیك بحبیبك المصطفی عندك یا حبیبنا یا سیدنا انا نتوسل بك الی ربك فاشفع لنا عندالمولی العظیم یا نعم الرسول الطاھر۔

(حزب سادس ص ۱۸۹)

۲۷ علامہ جامی فرماتے ہیں: جب تو یا محمد کہتا ہے تو گویا تو آپ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ (یارسول اللہ!) میں آپ کا مشتاق ہوں، مجھے زیارت کرائیں۔ (شرح جامی ص..... باب لمنادی)

۲۸ فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

(حدائق بخشش)

۲۹ غلاموں کا حشر میں بھی یہی نعرہ ہوگا، رسول اللہ ﷺ کے تمام امتی آپ کو میدان حشر میں عرض کریں گے، یا محمد، یا نبی اللہ! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح یاب کیا اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے، آپ اللہ کے رسول ہیں انبیاء کے خاتم ہیں۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے نگاہ تو کیجئے ہم کس درد میں ہیں، ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال میں ہیں۔ (بحوالہ تجلی الیقین)

منکر بھی پکار اٹھے: ملاحظہ فرمائیں کہ روکنے والے منکرین کو بھی مجبوراً یہ نعرہ لگانا ہی پڑا، اور اسے جائز کہنا ہی پڑا۔

(۱) ۔ وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا ہے کہ ایک اور حدیث میں ہے: یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، سید نے کہا ہے کہ حدیث

حسن ہے موضوع نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۴۸) مزید لکھا ہے: یا محمد۔ یا عبد القادر وغیرہ پکارنا شرک نہیں۔ (ہدیۃ المہدی صفحہ ۳۱)

﴿۲﴾ ۔نواب صدیق خان نے خود بھی رسول اللہ ﷺ کو یوں پکارا ہے:

یاسیدی یا عروتی و وسیلتی، یا عدتی فی شدۃ و رخاء قد جئت بابك ضارعاً متضرعا متاوھا بتنفس الصعداء۔ مالی وراءك مستغاث فارحمن یا رحمۃ للعالمین بكائی۔ (حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۲۰، مآثر صدیقی ج ۲ ص ۳۰، ۳۱)

○ نواب صدیق خان نے لکھا ہے: پاؤں کا سن ہو جانا، اس بارے میں ابن السنی نے ایک اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور نیز ابن عمر سے کہ جب پاؤں سن پڑ جائے تو اس شخص کو یاد کرے جو سب سے زیادہ اس کو لوگوں میں محبوب ہے۔ ابن السنی وغیرہ کی روایت میں کیفیت اس ذکر کی یوں آئی کہ اس طرح کہتے محمد ﷺ انشاء اللہ فی الفور حذر جاتا رہے گا سلف کو اس کا تجربہ ہوا ہے وللہ الحمد۔ شر جی کہتے ہیں ایک بار پاؤں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سن ہو گیا کہا یا محمد فی الفور کھل گیا۔ (کتاب التعوایذات ص ۴۷)

نوٹ نواب صدیق نے یہاں دھوکہ دیا ہے ابن سنی میں صرف ''محمد'' پکارنے کی روایت نہیں بلکہ تین روایات ''یا محمد'' پکارنے کی بھی ہیں، انہیں چھپا لیا ہے۔

﴿۳﴾ ۔غلام رسول قلعوی نے کہا ہے:

یا رسول اللہ بحالم یک نگاہ رحمت
کہ دو عالم دیدہ دوزم در سگانت جا کم
میرا دل چور کیتا درد تے
غم ترحم یا نبی اللہ ترحم

(سوانح حیات ۱۶۱)

۴۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے کہا:

حسین و حسن کے صدقے بجھا در تشنہ لبی میری
الا اے ساقی کوثر و قسیم ذوالعطا تم ہو

(سفرنامہ حجاز ص.....)

عبدالغفور اثری کی کاوش کا جائزہ: سیالکوٹ سے تعلق رکھنے والے اس وہابی مصنف نے (بزعم خود) ''ندائے یا محمد ﷺ کی تحقیق'' پیش کی ہے جو کہ سراسر دھوکہ و فریب اور کذب وافتراء پر مشتمل ہے۔ جس پر کلام وتبصرہ درج ذیل ہے:

○ اس کتاب کا بنیادی مقصد یہ بتانا ظاہر کیا گیا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کو ان کا نام لے کر (یا محمد ﷺ کہہ کر) آواز دینی، بلانا اور پکارنا وغیرہ نہ آپ ﷺ کی حیات میں جائز تھا اور نہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جائز ہے جیسا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے صاف طور پر ظاہر ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)۔ (ص ۲۲)

اس عبارت سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک حیات و وفات دونوں حالتوں میں ''یا محمد'' نہیں کہنا چاہئے، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیا کہنا چاہئے؟ تو اس کتاب کے صفحہ ۲۷ سے صفحہ ۱۳۰ تک ساری بحث اسی بات کے گرد گھوم رہی ہے کہ آپ ﷺ کو یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہنا چاہئے۔

○ صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے: بلکہ نہایت ادب واحترام اور تعظیم وتکریم اور نرمی اور پست آواز کے ساتھ یارسول اللہ، یا نبی اللہ (ﷺ) کہہ کر بلایا کرو وغیرہ وغیرہ۔ یہی اہل حق کا سچا اور حق مسلک ہے۔

معلوم ہوا کہ ''سچا اور حق مسلک'' یہی ہے کہ آج بھی رسول اللہ ﷺ کو یا نبی

اللہ اور یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ہے۔

لیکن وہابی حضرات نہ تو خود یا رسول اللہ پکارتے ہیں بلکہ الٹا پکارنے والوں کو مشرک، کافر اور بے ایمان قرار دے کر انہیں قتل کرنا اور ان کے اموال لوٹنا درست قرار دیتے ہیں،

ملاحظہ ہو! تحفہ وہابیہ ص ۶۸، کتاب الوسیلۃ ابن تیمیہ ص ۴۲، ۶۳، تفسیر ستاری ج ۱ ص ۳۳۳، از عبد الستار دہلوی۔

○ - صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ "یہ امر یقینی ہے کہ جس کے پاس کسی مسئلہ کا اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید سے ثبوت ہوگا اسکا مسلک حق اور صحیح ہوگا"۔ اس کے بعد آیت قرآنی لا تجعلوا دعاء الرسول الآیۃ کی تفسیر میں صحابہ کرام، تابعین، محدثین، مفسرین اور اپنوں، بیگانوں کی عبارات سے ثابت کیا ہے کہ اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ پکارو، جس سے ثابت ہوا کہ وہابیوں کا یا رسول اللہ کہنے کو شرک کہنا باطل جھوٹ اور غلط ہے بلکہ صحابہ کرام اور دیگر امت مسلمہ کو مشرک قرار دینا ہے۔ جبکہ اہلسنت کا مسلک حق اور صحیح ہے کیونکہ وہ قرآنی تعلیم پر مبنی ہے۔

○ اثری صاحب نے اس کتاب میں بلاوجہ اہلسنت کو بے ادب اور گستاخ قرار دینے کیلئے غصے سے لال پیلے ہو کر جوش میں آکر ہوش و حواس بالکل کھو دیئے ہیں کہ ایک طرف انہوں "یا محمد" کہنے والوں کو حقیقی بے ادب و گستاخ رسول ﷺ لکھا۔ (ص ۶۵)

پھر لکھا ہے کہ "بے ادب و گستاخ رسول ﷺ کے منافق، کافر اور مرتد وغیرہ ہونے میں کوئی شک نہ رہا"۔ (ص ۱۹)

اور تضاد و تناقص کی وادی میں سرپٹ دوڑتے ہوئے انہوں نے اپنے بنائے ہوئے منافق، کافر اور مرتد کو اپنے قلم سے مسلمان بھی تسلیم کر لیا۔ لکھا ہے "کئی مسلمان...... یا محمد لکھتے ہیں"۔ (ص ۲۲)

بتائیے! کافر و مرتد کو مسلمان ماننے والا کون ہوتا ہے؟

○ وہابیوں کے بے ادب اور گستاخ ہونے پر ان کی عبارات موجود ہیں جن میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ''ناکارہ، چمار سے بھی ذلیل، بڑا بھائی، گاؤں کے چودھری'' جیسا اور حرام مال استعمال کرنے والا قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو! مطالعہ وہابیت اور بد مذہب کے پیچھے نماز کا حکم (از غلام مرتضٰی ساقی مجددی) اور وہابی مذہب (از علامہ ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمۃ)۔

لیکن محض اپنی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے عوام الناس سے دھوکہ کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ ''یا محمد'' کہنے والے بے ادب اور گستاخ ہیں، اگر ان میں غیرت نام کی کوئی چیز باقی ہو تو دیکھیں کہ امام بخاری نے الادب المفرد صفحہ ۲۵۰، امام نووی نے الاذکار صفحہ ۲۷۸، حافظ منذری نے الترغیب والترھیب جلد صفحہ ۲۷۳، خاندان دھلی، کمالات عزیزی ص..... امام جزری حصن حصین صفحہ ۳۰، وغیرہم متعدد اکابرین نے پوری امت کو ''یا محمد'' کے وظائف پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ امام الوہابیہ ابن قیم نے صلی اللہ علیک یا محمد کا وظیفہ لکھا ہے۔ (جلا الافہام صفحہ ۲۵۸) سلیمان منصور پوری نے اسکا ترجمہ کر کے تائید کر رکھی ہے۔ (الصلوٰۃ والسلام ص ۲۵۹)

اگر ہمت ہے تو ان سب کو بے ادب اور گستاخ کہنے کی جراَت کریں، آئینہ میں اپنی صورت نظر آتی ہے گستاخوں کو سارے گستاخ ہی دکھائی دیتے ہیں۔

اور کمال یہ ہے کہ خود اثری نجدی کی کتاب میں: امام مجاہد، امام قرطبی، امام سعید بن جبیر، امام قتادہ اور تابعین وغیرہم کی وضاحت موجود ہے کہ ہر حال میں یا محمد ممنوع نہیں بلکہ ''گرج دار لہجہ میں یا محمد کہہ کر نہ بلائیں''۔ ملاحظہ ہو! ص ۵۳)

اگر غیرت ایمانی نام کی کوئی شے موجود ہے تو لگایئے فتویٰ ان اکابرین پر بھی۔

نوٹ : اثری نجدی نے اس عبارت میں ''اور'' کا اضافہ کر کے تحریف معنوی کر ڈالی ہے اور اپنے بھائی قادیانی کی یاد تازہ کر دی ہے۔ صفحہ ۶۳ پر بھی یہی کام کیا۔

○ اثری نجدی نے اہلسنت کی مخالفت وعداوت میں صحابہ کرام کو بھی معاذ اللہ ''گستاخ'' ثابت کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو! لکھتا ہے: آداب نبوی ﷺ سے ناواقفیت اور عدم علم کی بنا پر ایسا ہوا ہے۔ (ص ۲۵، ۱۳۰)۔ یہ عبارت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق لکھ کر گویا یہ باور کرایا گیا ہے کہ معاذ اللہ ان لوگوں کو آداب نبوی کا علم نہیں تھا، بے ادب تھے۔

○ اثری وہابی نے یہ اہلسنت پر جھوٹ بولا ہے کہ جو شخص یا محمد (ﷺ) کہنے اور لکھنے کا انکار کرے وہ اسے.... بے ادب و گستاخ رسول (ﷺ) بلکہ بے ایمان تک قرار دیتے ہیں۔ (ص ۲۲)

یہ کذب وافتراء ہے جو اثری کذاب کا حصہ ہے اس پر ہمارے کسی بھی ذمہ دار عالم کی کوئی عبارت ہرگز نہیں دکھا سکتے۔

○ رئیس المفترین اثری نے لکھا ہے: آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں قیامت تک کیلئے آرام فرما ہیں اور باہر تشریف لانے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ (ص ۱۲۹)۔

رسول اللہ ﷺ نے کس مقام پر اثری وہابی کو اپنا یہ پروگرام بتایا تھا، اسکا کوئی ذکر نہیں کیا گیا، یہ سراسر بہتان ہے، جبکہ اثری نجدی نے خود لکھا ہے: امام ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن بشیر نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور سوال کیا۔ (ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟ ص ۱۴)

مزید لکھا: ابوزید مروزی نے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ (ایضاً ص ۳۳) بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مقام پر

کھڑے ہو کر امام بخاری کا انتظار کرتے تھے۔ (ایضاً ص ۳۴)

وہابیوں کے عبدالمنان وزیر آبادی کا دعویٰ ہے کہ اسے تین بار زیارت ہوئی، پہلی بار رسول اللہ ﷺ نے اپنی لب مبارک اس کے منہ میں ڈالی، دوسری بار معانقہ کیا اور اپنا سینہ عبدالمنان کی چھاتی سے لگایا، تیسری بار اسے کچھ سمجھایا۔ (عبدالمنان ص ۵۷)

وہابیوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک نذیر حسین دہلوی اور عبداللہ غزنوی کے کندھوں پر رکھا۔ (ایضاً ص ۸۲)

وہابیوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قلعہ میاں سنگھ غلام رسول کی مسجد میں آئے اور اسے ممبر پر بٹھایا۔ (سوانح حیات ص ۱۴۱)

بتایئے! اگر آپکا باہر آنے کا کوئی پروگرام نہیں تو یہ وہابی بے ادب اور گستاخ ہیں؟ اور اب جان جایئے! کہ اگر دیگر افراد کیلئے رسول اللہ ﷺ تشریف لا سکتے ہیں تو عشاق رسول سنیوں کیلئے بدرجہ اولیٰ آ سکتے ہیں۔

○ اثری وہابی نے اپنے گھمنڈ میں یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کو نام لے کر بلانا منع ہے، ایسے لوگ آداب نبوی سے ناواقف اور بے عقل ہیں، یا محمد کہنے والوں کو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، آپ کو نام لے کر بلانے کی ممانعت پر بھی صحابہ کرام کا اجماع ہے، ایسی نداء حرام اور کرنے والے بے ادب ہیں۔ ان تمام باتوں میں بنیادی طور پر ایک نکتہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ "لفظ محمد ﷺ" کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو یہ آپکا ذاتی نام ہے۔ اسے آپکا ذاتی نام سمجھ کر "یا محمد" کہنا منع ہے۔ دوسرے یہ آپکا صفاتی نام ہے جسکا معنیٰ ہے وہ ذات جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ لفظ محمد کو رسول اللہ ﷺ کی صفت، وصف اور صفاتی نام سمجھ کر اس نیت سے آپ ﷺ کو "یا محمد" کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ اور عام

مسلمانوں کا بھی یہی موقف ہوتا ہے۔

یاد رہے وہابیوں کے ابن قیم نے جلاء الافہام صفحہ ۹۲، ۱۱۳ پر دیوبندیوں کے شبیر عثمانی نے فتح الملہم ص.... پر اور اہلسنت کے ملا علی قاری نے مرقاۃ جلد اول صفحہ ۵۱ پر اس تقسیم کو نقل کیا ہے۔ جہاں ''یا محمد'' کہنے سے روکا گیا، مذمت کی گئی، اسے غلط قرار دیا گیا وہاں پہلی صورت مراد ہے۔ اور جہاں یا محمد پکارا گیا، محدثین نے اجازت دی، اکابرین نے وظائف بتائے اور نجدیوں نے بھی تسلیم کیا وہاں دوسری صورت مراد لے کر ''یا محمد'' آپ کا صفاتی نام سمجھ کر پکارا جاتا ہے۔ (دلائل گذر چکے ہیں)۔

○ شیخ الجہالۃ اثری نے لکھا ہے: ابو محمد شیخ عبدالحق حقانی محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ (ص ۲۹)۔ ایسے ہی ص ۸۲ پر لکھا اور ''تفسیر حقانی''، کو آپ کے نام مڑھ دیا۔ (ص ۱۳۸) پر بھی یہی جہالت لکھدی، حالانکہ تفسیر حقانی والا اور ہے اور حضرت شیخ محقق جو ۱۰۵۲ھ میں وفات پائے ان کی اس نام کی کوئی کتاب ہو تو ذریت نجدیہ پیش کرے۔

○ ایسے ہی کئی بار تنویر المقباس کو تنویر المقیاس لکھ کر جہالت کا ثبوت دیا۔ (ص ۴۲، ص ۱۳۳)

○ اسی طرح لغزش کو عصمت بنا ڈالا۔ (ص ۹۶) اور یہ باور کرایا کہ سنی حضرات فاضل بریلوی کیلئے عصمت کے قائل ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

○ وصایا شریف میں تحریف کا بہتان لگایا صفحہ ۹۴۔ جبکہ اس عبارت میں وہابی کاتب نے ''لطف آ گیا'' کی جگہ ''شوق کم ہو گیا'' بنا دیا، جسکی تصحیح کر دی گئی، ملاحظہ ہو!

(وصایا شریف ص ۴۰ پروگریسو بکس لاہور)

○ نعمۃ الروح اور مدائح اعلحضرت جیسی غیر معتبر کتابوں سے اعلیٰ حضرت کا غلط تعارف پیش کیا۔ (ص ۱۰۱، ۱۰۲) جو کہ ہمارے نزدیک معتبر نہیں۔

- رسول اللہ ﷺ کیلئے علم غیب کو ماننا شرک قرار دینے والے نے اپنے لئے ماکان ویکون علم کا یوں دعویٰ کیا: دور ہوں ان کی بزم سے لیکن بتا سکتا ہوں کیا ہوا کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے کو ہے۔ (ص ۱۱۹)
- دوسروں سے بقید حروف روایات کا مطالبہ کرنے والے نے خود روایات کو اضافہ وتبدیلی کر کے نقل کیا۔ ملاحظہ ہو! ص ۱۰۳۔ گویا خود میاں فضیحت۔
- ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ یہودی، عیسائی مشرکین وکفار مکہ، منافقین اور اعراب وغیرہم یا محمد کہہ کر بلاتے تھے۔ (ص ۱۳۱) اور ص ۱۳۰ پر مانا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا کیا ہے، نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق کیا کہنا چاہتے ہیں۔
- اس کتاب کی بحث سے دوٹوک یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر ''یا محمد'' نہ بھی کہا جائے تو یا رسول اللہ پکارنا آج بھی حکم قرآنی سے جائز ہے، اس کے شرک ہونے پر وہابیوں کے پاس کوئی دلیل نہیں، لہٰذا وہابیوں کو اسے شرک کہنے سے باز آجانا چاہیئے۔

دیوبندیوں کا اعتراف: یا رسول اللہ کہنے پر دیوبندیوں کے حوالے دیکھیں!

1. دیوبندیوں کے مفتی غلام حسن کے یہ اشعار تھانوی جی کی تصدیق سے شائع ہوئے ہیں۔ قسم بقبلہ روئے تو یا رسول اللہ ﷺ، رواست سجدہ بسوئے تو یا رسول اللہ ﷺ۔

(السنۃ الجلیۃ ص ۱۰۱، بوادر النوادر ص ۱۳۱)

2. دیوبندیوں کے عزیز الرحمٰن پانی پتی نے رسول اللہ ﷺ، فرشتوں، مؤکلات، خلفاء اربعہ اور دیگر اولیاء اللہ کو پکارا بلکہ بعد والوں کو بھی اجازت دی ہے۔ ملاحظہ ہو!

(خزینۂ عملیات ص ۳۱، ۳۲، ۴۸، ۱۷۲، وغیرہ)

3. ذوالفقار علی دیوبندی نے لکھا: از فروغ تست روشن دین ودنیا ہر دو جا، برتو باد

از خدا صلوات یا بدر الدجی! کے ملک کردے بہ پیش آدم خاکی سجود، نور تو در دی نبودے گرو دیعت اے ہدیٰ۔ (عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ ص ۳۰)

4 مطیع الحق دیوبندی نے لکھا ہے: علمائے دیوبند نداء رسول کو منع نہیں کرتے۔

(عقائد علمائے دیوبند ص.....)

5 سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے: اگر کوئی شخص محض عشق اور محبت کے نشہ میں سرشار ہو کر یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ کہے تو بالکل جائز ہے اور صحیح ہے ہم اور ہمارے اکابر اس کے قائل ہیں۔ (تبرید النواظر ص ۴۹)

6 دیوبندیوں کے مرکزی پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے متعدد نظمیں یوں لکھیں:

؎ یارسول کبریا فریاد ہے، یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

؎ آپ کی امداد ہو میرا یا نبی، حال ابتر ہوا فریاد ہے

؎ آپ کی فرقت نے مارا یا نبی

؎ دل ہوا غم سے پارا یا نبی

؎ طالب دیدار ہوں دکھلائے

؎ روئے نورانی خدارا یا نبی

؎ کر کے نثار آپ پر گھر بار یارسول اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یارسول

ذرا چہرہ سے پردے کو اٹھاؤ یارسول اللہ مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یارسول اللہ

مکمل نظموں کیلئے ملاحظہ ہو! (کلیات امدادیہ ص ۹۰، ۹۱، ۲۰۵)

7 دیوبندیوں کے امام، رشید احمد گنگوہی نے مانا ہے کہ یارسول اللہ انظر حالنا، یا نبی اللہ اسمع قالنا کو اس نیت سے پڑھنا کہ حق تعالیٰ آپ کو مطلع فرمادے

گا یا اس کے اذن سے انکشاف ہو جائے گا یا باذنہ تعالیٰ فرشتے پہنچا دیں گے جائز ہے، نہ منع اور نہ ہی گناہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۴)

○ ایسے ہی یارسول کبریا فریاد ہے، یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے، مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ، میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے کو بھی جائز لکھا ہے۔ (ایضاً ص ۲۴۴)

○ مزید: ترحم یا نبی اللہ ترحم، زمہجوری بر آمد جان حالم، پڑھنے کو بھی درست قرار دیا ہے۔ (ایضاً ص ۲۴۳)

8 قاسم نانوتوی نے لکھا ہے:

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسمِ بے کس کا کوئی حامی کار
کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا یا نبی اللہ کیا مرے پہ پکار

(قصائد قاسمی ص ۸)

9 عبدالشکور ترمذی دیوبندی نے اپنا جماعتی عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

نیز حضرت گنگوہی تحریر فرماتے ہیں: پھر حضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے کہے یارسول اللہ! اسئلك الشفاعة واتوسل بك الى الله فى ان اموت مسلما على ملتك و سنتك۔ (زبدۃ المناسک ص ۹۰)

اے اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی ملت اور سنت پر مروں۔

(المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے اہل سنت دیوبند باضافہ ص ۱۵۶)

10 اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

یا شفیع العباد خذ بیدی   انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی   کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

لیس لی ملجأ سواک اغث
مسنی الضر سیدی سندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی
یارسول الالہ بابک لی
من غمام الغموم ملتحدی
میں ہوں بس اور آپکا در یارسول
ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی
یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ
سواک عند حلول الحادث العمم

(نشر الطیب صفحہ ۱۵۶، صفحہ ۲۰۵)

11 شبیر احمد عثمانی نے یا محمد بطور وصف کہنا درست قرار دیا ہے۔ (فتح الملہم ج ا ص....)

12 محمد زکریا سہارنپوری نے حضرت شیخ شبلی کا ہر نماز کے بعد سورہ بقرہ کی آخری دو آئتیں اور صلی اللہ علیک یا محمد کا وظیفہ نقل کیا ہے۔ (فضائل درود شریف ص ۱۱۲)

13 حسین احمد مدنی نے بھی مصیبت کے وقت یارسول اللہ پکارنا درست کہا۔

(شہاب الثاقب صفحہ ۶۴)

14 دیوبندیوں کے پیر شبیر احمد بن عبداللطیف (پشاور) نے اس پر تفصیل سے لکھا ہے۔ ان کی کتاب کے تقریظ نگار قاضی حبیب الحق نے لکھا ہے: ان جملوں سے نداء یارسول اللہ و دیگر کلمات کا جواز واستحباب بلکہ سنت ثابت ہوتا ہے کیونکہ صحابہ سے لے کر تا ہنوز اہل اسلام کا اس پر قول وعمل چلا آرہا ہے اس پر اجماع ہے۔ (یا حرف محبت اور باعث رحمت ہے ص ۱۷)

15 مقرظ عبدالصمد نے لکھا ہے: چند سالوں سے کچھ لوگ بغیر تحقیق اور بغیر کچھ شرعی ثبوت کے مشرک مشرک کا رٹ لگائے ہوئے ہیں اس مشغلہ میں وہ لوگ پیش پیش ہیں جنکا مبلغ علم بہت محدود ہے۔ (ص ۱۹)

16 صاحب کتاب پیر شبیر نے لکھا ہے: عشاق رسول کے سینوں میں جب کبھی یہ آگ بھڑک اٹھی ہے تو بے اختیار ان کی زبان وقلم پر آجاتا ہے۔ یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ جدلی بجودك و ارضی بجودك یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجهك المنير لقد نورا لقمر۔ ترحم یا نبی الله ترحم۔ (متعدد کلام لکھنے کے بعد امت کے لاکھوں عاشقان رسول نے حضور ﷺ سے اپنے والہانہ عشق ومحبت کا اظہار بصیغہ ندا وخطاب کیا...... لیکن افسوس صد افسوس ہمارے بعض نا سمجھ (دیوبندی) بھائی جو کوچۂ عشق ومحبت سے نابلد اور زرد دل سے عاری ہوتے ہیں بلا کسی تحقیق کے ایسے اشعار کو شرک اور کہنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ (ص ۲۸،۲۶)

اپنے دیوبندیوں کی بے احتیاطی کا یوں ذکر کیا ہے: آج اپنے آپ کو نبی کے پیروکار کہنے والے (دیوبندی) بغیر کسی تحقیق کے محض حرف یا پر کفر اور مشرک کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔

مزید لکھا ہے: اس مسئلے کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر

مسلمانوں کو مشرک کہنے والے مدعیان علم آپ کو دیوبندی المسلک کہتے ہیں۔ (ص ۳۵)

مزید کہا ہے: اپنے تیز و تند مسلمان بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ گذشتہ ذکر شدہ آیات کریمہ اور احادیث شریفہ اور امت مرحومہ کے بے شمار اکابرین، مجتہدین، آئمہ دین، فقہاء صوفیاء اور ہر دو مسالک (دیوبندی و بریلوی) کے اولیائے کرام کا حرف یا کیساتھ ذوق وشوق دیکھ کران پاکیزہ مسلمانوں کو مشرک نہ کہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے ہی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ (ص ۳۷)

معلوم ہوا کہ یارسول اللہ پکارنے والوں کو مشرک و بدعتی قرار دینے والے اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اور یارسول اللہ پکارنے والے سچے، پکے مسلمان اور قرآن وسنت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیروکار ہیں۔ والحمد الله علىٰ ذلك

اظہارِ محبت

از: فیض یافتہ حضرت ابوالبیان مولانا **محمد یونس مجددی**

محقق دوراں مناظر اسلام ابوالحقائق حضرت علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی خلیفہ مجاز حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ آپ نے عالم شباب میں ہی چند سالوں میں مختلف موضوعات پر تقریباً کتب تحریر فرما کر عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے اور متعدد کتب زیر طبع ہیں۔ آپ بیک وقت ناظر، مصنف، مدرس اور لاجواب خطیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بدمذہبوں کو مناظروں میں شکست فاش بھی دے چکے ہیں جب آپ میدان مناظرہ میں نکلتے ہیں تو حضرت شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور مناظر اعظم حضرت علامہ محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ اور شیر اہلسنّت حضرت علامہ عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین نظر آتے ہیں اور جب آپ میدان خطابت میں نکلتے ہیں تو حضرت خطیب الاسلام صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن تاجدار آلومہار شریف اور حضرت علامہ ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کی جھلک نظر آتی ہے اور آپ پیر طریقت بھی ہیں، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض کئی لوگوں کے سینوں تک پہنچا رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''آؤ میلاد منائیں'' آپ کی علمی تحقیقی کاوشیں جس میں آپ نے قرآن وحدیث اقوال صحابہ اور اسلاف اُمت کے دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ اس کتاب کے دلائل لاجواب ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابوالحقائق مناظر اسلام حضرت علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کو دین اسلام اور مسلک اہلسنّت و جماعت کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحق سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

العبد الفقیر:

مولانا محمد یونس مجددی

جامع مسجد صدیقیہ رضویہ

مرکزی امیر ادارہ عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم گوجرانوالہ (پاکستان)

مصنف کی دیگر کتب

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	اسلام اور ولایت
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلک اہلسنت	اہل جنت اہل سنت
اسلامی تربیتی نصاب	محققانہ فیصلہ
قربانی	مسئلہ رفع یدین
یہ مسائل ثابت ہیں	تحقیقی محاسبہ
دعا بعد نماز جنازہ	وہابیوں کا جنازہ ثابت نہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار ہیں	خطبات رمضان
دروس القرآن فی شہر رمضان	مسلک اہل بیت
روئیدادِ مناظرہ گرجاکھ	کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟
طلاق ثلاثہ کی مخالفت کس دور میں ہوئی؟	خلفائے راشدین اور مسلک اہلسنت
اختلاف ختم ہو سکتا ہے	بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم

آؤ میلاد منائیں

آؤ میلاد منائیں کہ رحمتیں چھائیں
آؤ میلاد منائیں کہ زحمتیں جائیں

آؤ میلاد منائیں کہ رُت بدل جائے
فضائے رنج و الم خود خوشی میں ڈھل جائے

آؤ میلاد منائیں یوں اہتمام کے ساتھ
بڑے ہی پیار سے اور تُزک و احتشام کے ساتھ

''آؤ میلاد منائیں'' ہے کیا ہی خوب کتاب
ہے ترجمانِ حقیقت، محبتوں کا نصاب

''آؤ میلاد منائیں'' ابو الحقائق کی
ہے سیرِ صبحِ نبی، علم کے حدائق کی

''آؤ میلاد منائیں'' کتاب چھپوائیں
شیخ سرؔور خدا سے پھل پائیں

کالم نگار شاعر صحافی صلاح الدین سعیدی
کے جذبات